UNIVERSAL LIBRARY

OU_222757

UNIVERSAL LIBRARY

شکر ہے خدا کا کہ انتخاب قصاید اور غزلیات شاعر مشہور مرزا رفیع سودا
تخلص کا جسکو

منتخب
کلیات سودا

[illegible] نے بہ حسب فرمایش مولوی کریم الدین صاحب
[illegible] اردو آگرہ کالج کے مطبع العلوم متعلقہ مدرسہ دہلی میں باہتمام
[illegible] بخش نومبر ۱۸۵۲ع میں چھپ کر طیار ہوا

۸۳۶۶

Checked 1975

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ نعت میں حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہی

ہوا جب کفر ثابت ہی وہ تمغائی مسلمانی
نہ ٹوٹے شیخ سی زنار تسبیح سلیمانی

ہنر پیدا کر اول ترک کیجئے تب لباس اپنا
نہ ہو جون تیغ بیجوہر دگر نہ ننگ عریانی

فراہم زر کا کرنا باعث اندوہ دل ہووے
حصول جمع سے غنچے کو آخر ہو پریشانی

خوشامد کب کریں عالی طبیعت اہل دولت کے
بجھا رہے آستین کہکشاں شاہو کی پیشانی

عروج وسعت ہمت کو نہیں کچھ قدر بخشش کم
سدا خورشید کی جگ پر برساوے ہی زر افشانی

کرے ہے کلفت ایام ضائع قدر مردوں کے
ہوئی جب تیغ زنگ آلود کٹ جاتی ہی پہچانی

اکیلا ہو کے رہ دنیا میں گر چاہے بہت جینا
ہوئی ہی فیض تنہائی سی عمر خضر طولانی

اذیت وصل میں دونی جدائی سی ہے عاشق کو
بہت رہتا ہی نالاں فصل گل میں مرغ بستانی

ہو قدر افزا ارباب ہنر کہنہ لباسی میں
کہ ہو جو تیغ پر جوہر آئے عزت ہی عریانی

برنگ کوہ رہ خاموش حرف ناسزا سن کر
کہ نا بدگو صدا ہی غیب سے کھینچے پشیمانی

یہ ہے دشمن ہی برنگ شمع [illegible]
موافق گر ہووے دوست ہی وہ دشمن جانی

ہیں غبار ہوا کوئی ترقی جنس آتش کا
کری ہے دہر زینت ظالموں پر تیرہ بختونکی
طلوع مہر ہو پامال حسرت آسمان اوپر

عجب ناداں ہیں وہ جنکو ہے عجب تاج سلطانی
نہیں معلوم انہنے خاک میں کیا کیا ملا دیکھا
بھاری آہ تیرا دل نہ نرما ہے تو پا قسمت
تری زلفوں سے اپنی روسیاہی کہہ نہیں سکتا
حنوں کے ہاتھ سے سر تا قدم کا بیڑ آشنا ہو
زبان سے نہیں کھلتا ہے کار بستہ حیراں ہوں
نہ رکھی جنگ میں ہے دفتر بستے اندوہ روز نے
سینہ تجھے میں آئے سودا نہیں طول سخن لازم
سمجھ آئی ناقباحت فہم کو تک یہ بیاں ہوگا
خدا کے واسطے باز آؤ اب ملنے سے خوباں کے
نظر رکھنے سے حاصل انکی چشم و زلف کے اوپر
نکال اس کفر کو دل سے کہ اب وہ وقت آیا ہے
رہی دین محمد پیروی میں اسکی جو ہووین
ملک سجدہ نکرتے آدم خاکی کو گر اسکے
اسکو آدم و حوا کی خلقت سے کیا پیدا
خیال خلق اسکا گر شفیع اپنا نہ ہووے

نفس جبتک ہے داغ دل سے فرصت کیونکہ ہو
کہ الہ ریز ترک چشم یار سے ہے ضعف
لکھوں گر یہ غزل کہ اس زمین میں مطلع ثانی

فلک پامال ہما کو بل سے ہو نہیں ہے نگہ گرانی
کہ اس چشم نقش پا سے تا عدم نکلے نہ جوہر
ہو گر نہ دیکھ آئینہ کہ تیرا ہو سکے پانی
نہی جمعیت خاطر مجھے انکی پریشانی
کر اعضا دیدہ زنجیر کے کرتے ہیں مژگانی
گرہ غنچوں کے کھولے ہے صبا کیونکر بآسانی
گر ان سے اب باقی رہا ہے ربط پیشانی
خط و خال سے کی سر گشتگی ایسی زبانداں ہی
ادا ہے چین پیشانی و صف زلف طولانی
نہیں ہے انسے ہمسر گر فائدہ غیر از پشیمانی
نگہ بیمار ہو وے ضعف سے پائے پریشانی
برہمن کو صنم کرتا ہے تکلیف مسلمانی
رہی خاک قدم سے انکی چشم عرش نورانی
امانت دار نور احمدی ہوتی نہ پیشانی
مراد الفاظ سے معنی ہیں تا آیات قرآنی
رکھیں بخشش کی مسند پیروی [illegible]

شفاعت کری ہو ۱۲۱۱

زبان پر اسکی گذری حرف جس جا گہ یہ شعاعیکا
کریں وہاں ناز امرزش یہ ہر یک فاسق و زانی

سکھا جب سے قدم مسند ہ آ اپنی شریعت کے
گرے ہی موج بحر معدلت تب سے یہہ طغیانی

اگر نقصان پر جس کے شر کا ایک ارادہ ہو
اگر اسکو آگ کے و و میں کری غرق انگر پانی

موافق گر نکرتا عدل اسکا آب و آتش کو
تو لوہی سنگ سے بنتی ہی شکل لعل رمانی

یہہ کیا انصاف ہی یارو کہ وحش و طیر تک جنکی
اس امن و عیش سی اپنی بسر اوقات کیتی تی

بنی تھی آشیا میں باز کے بچہ کبوتر کا
شبان بن گرگ کو گلے کی سونپی نگہبانی

ہما آسا ہی پرواز بلند اوج سعادت پر
کرے ہے مور جو گرسنہ دو زیر سلیمانی

کھلا ہی غنچہ گل باغ میں خاطر سی بلبل کی
جواب اوراق جمعیت کو سو لی ہی پریشانی

جہاں انصاف سے ہر گاہ اب معمور ہی اتنا
تو اسکے آگے ہو سکے عدل کے کیا کچھ فراوانی

ہزار افسوس ای دل ہم نہ تھے اس وقت دنیا میں
وگرنہ کرتے یہہ انکھیں جمال اسکی سے نورانی

ہوئے ہیں سی جدا ایسے کہ اس قامت سے پیدا
قیامت ہوئیگا دل حیف وہ محبوب سبحانی

ہے یہہ صورت و سیرت کرامت حقیقی کی
بجا ہی گر کہیں اسکے تئیں ہم یوسف ثانی

معاذ اللہ یہہ کیا حرف بے موقع ہوا سرزد
جو اسکو یہہ کہو میں تو ہوں مردود مسلمانی

ارے فہم ناقص لنگیا مجھکو یہہ سمجھا
کہ وہ مہر الوہیت ہی اور یہہ ماہ کنعانی

صورت اسکے ہی لاریب ہے وہ صورت ایزدی
جو معنی اسکمیں ہیں بیشک وہ ہیں معنی ربانی

حدیث میں رائی دال ہیں اس گفتگو پر
کہ دیکھا جنّے اسکو دیکھی ان نے شکل یزدانی

یا مشکل ہیں ہوتی جو پیدا کرتے ایسی
خدا گر یہہ نفرماتا نہیں مرا کوئی ثانی

لگے مت چل اے سودا میں دیکھا فہم تو کر
کر استغفار اب اس منہ سے ایسے کی ثناخوانی

قصیدہ منقبت میں اسد اللہ الغالب
امیر المومنین علی ابن ابی طالب کے

اٹھ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل — تیغ اردی بہشت نے کیا ملک خزان مستاصل
سجدہ شکر مین ہے شاخ ثمردار ہر ایک — دیکھہ کر باغ جہان مین کرم عز و جل
قوت نامیہ لیتی ہے نباتات سے عوض — ڈال سے بات تلک پھول سے لیکر تا پھل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کی بیچ — انجم قطع لگی کرنے روش پر مخمل
بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی — پرورش جینت قلم کار بہر دشت و جبل
عکس گلشن یہہ زمین پر ہے کہ جیسے آگے — کار نقاشی مانی ہی و دم وہ اول
تار بارش مین پروتے ہین گہر تا بہ رگ — تار ریحانی گو اشتہا کے ہر سو مادل
بار سے آیا ان عکس ہجوم گل سے — لو سے ہی سبزے پر از بسکہ ہوا ہی بیکل
جوش روئیدگی خاک سے اب دور نہین — شاخ مین گاو زبان کے ہی جو پہوٹے کونپل
شاخ مین گل کی نزاکت یہہ بہم پہنچی ہے — شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل
دم عیسی سے فزون فیض ہوا ہی یہان تک — دین مین قسم جمادات سے شاید ہو خلل
فکر رہتا ہی مجھے یہہ کہ زبان سے اپنی — کہین دعوی خدائی نہ کرین لات و ہبل
حد ایام سے بیش از مدد نامیہ سے — بچہ مرغ چمن بیضہ سے آتا ہے نکل
سبز ہوتا ہی فصیحی کے سخن پر ہر بار — جو زبان سے سخن اب طوطی کے آتا ہی نکل
دست گلچین وہ شاخ گل گلزار بہم — بجہان نشو و نما کرنے مین ہین ضرب مثل
غنچے پر گرہ نہین موقوف عجب فصل ہی یہہ — گل بہم پہنچے ہی عقدہ ہو کس طرح حل
آدمی ہی آنکھ نظر لالہ طرح کا وہ گل — ان گلون جہت جو کہتے ہین سدا امل
یاسمن رنگ جو رکہتے ہی خزانے سے ما نا — چاہیے ہی کہ مساجت کرے سبزے سے بدل
چشم نرگس کے بصارت کے زبس ہے درپے — غنچہ لالہ نے سر سے ہی پہری ہی مخمل
اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کے طرح — چشم سیارہ گلستان ہی جیسے ہین کنول

اب جو گرد چمن لمعۂ خورشید سی ہے
سایۂ برگ ہی اس لطف سی ہر اک گل پر
سنگ نے رتبۂ آئینہ کیا ہی پیدا
برگ برگ چمن ایسی ہی صفا رکھتا ہے
گنگناتی ہوئی پھرتی ہی خیابان میں نسیم
اتنی ہی کثرت لغزش بہ زمین ہر باغ
فیض تاثیر ہوا یہ ہی کہ اب حنظل سے
دانہ جس شور زمین پر نہ پہلا دہقان
کشت کرنے میں ہر اک تخم سی از فیض ہوا
سبز فام اندنون آتا ہی نظر ہر گلرو
جوہری کو چمنستان جہانمیں بس فصل
تا کجا شرح کروں میں کہ بقول عرفی
نسبت ان فصل کو پر کیا ہی سخن سے میرے
اور میرا سخن آفاق میں تا یوم قیام
تا ابد طرز سخن کی ہی مرے رنگینی
نام تلخی نہیں مجھہ نطق میں جز شیرینی
ہیں برومند سخنور مرے ہر مصرع سے
ہو جہان سبکے شعرا کا مرے آگے سرسبز
ہے مجھی فیض سخن اسکی ہی ابتدا کا
ہے نہ سبکے سنو اے دل جون خورشید

خط گلزار کے صفحے پہ طلا ہی جدول
ساغر لعل میں جون کھینچے زمرد کو حل
تیغ کہسار ہوئی بسکہ ہوا سی صیقل
گل کو دیکھو تو نگہہ جا رہی سنبل پہ پھسل
پاؤں رکھتی ہی صبا صحن میں گلشن کے سنبھل
جو ثمر شاخ سی اترا سو گرا اسکے میل
شہد ٹپکے جو لگے نشتر زنبور عسل
سبز ہو ہان دانۂ شبنم سی ہوا ہے جنگل
گرتے گرتے بہ زمین برگ ہرا آتا ہے نکل
خواہ ہو شیخ پسر خواہ وہ فرزند مغل
آ گیا لعل و زمرد کے پرکھنے میں خلل
اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل
ہی فضا اسکی تو دو چار ہی دشمن نبیل
رہیگا سبز بہر جمع و ہر اک دنگل
جلوۂ رنگ چمن جائیگا اک آن میں ہل
اک طرف تا بہ گلستان میں ہی یکسو حنظل
مصرعۂ سرو سے پایا ہی کسو نے بھی پھل
نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل
ذات پر جسکی ہیں سر بستہ کنہ عز و جل
رو سیہ سینے سی جنکے رہی مانند زحل

نعض جسکا کرے جون مور سلیمان کو ضعیف
مور کو جب سی ملے جسکی بلونکا سایل

جاہ و عظمت ہے نبی جسکو ندی عز از عرش
فرش گلزار زمین حق نے سمجہہ مستعمل

شیر یزدان شۂ مردان علی عالی قدر
وصی ختم رسل اور امام اول

خاک نعلین کی جسکی مدد طالع ہے
پہنچے اس شخصکو جو شخص ہوا اعمار ازل

وہ نظر آئے اُسی دہر کی بنیادی ہے
رہ گیا اور رہے گا جو ابد تک اوجہل

مدح غائب ہے کہ جسکے اسکے نہ مداح کا دل
رو برو مطلع ثانی سے یہہ ہو عقدہ حل

مطلع ثانی

دید تیری بدوئی حق سی نگہہ کا ہی خلل
ایک شی دو نظر آتی نہی بچشم احول

تیری قدرت بجہان قدرت حق کی ظاہر
خلق سی کیے وہم غلط کا رہن تیری ہی مثل

مرضی حق تیری مرضی سی ہے جون جو برزرد
اس یقین مین نہ گمان کر سکے زنہار

علم تیرا نہین تجہہ علم خدا سی باہر
ہی عمل بہی وہی تیرا جو خدا کا ہے عمل

رای تیری کے موافق جو نہ لکہے نسخہ
کرے تاثیر نہ عیسی کا مداوا اکمل

سرکے میگا جو نہ قبضے سی کمان کے سرمو
ہو اشارہ جو ترا تیر قضا کو کہ چل

تک تیری مرضی سی باہر جو کری کام جہان
تا نہہ سی کام زمانیکے وہین جا بہ محل

معنی علت غائی جو ہو تو ان کا
خانۂ سر دو جہان پہر ہو دوت مہمل

سے مین دست کرم کے تیری صبح و مسا
دولت ہر دو جہا نسی ہو غنی عبد اقل

دین و دنیا کی ہر اشیا سی کہین وہ اعلا
ہو وہی جو سے تری اینسہ سی جہونسی اشغل

ہو گدا جو بجہان تیرے گدا کے در کا
اسکے در کا وہ گدا کہسی حسی اہل دول

ایسی تخت نشین ہوئی تجہسے کہ جسکے شمار
حد تعداد سی جتنی نہ ہوئی ہو فیصل

وصف تجہہ تیغ دوسر کا مین ہون کیا تشریح
دل محبوب کا جو میدا منین کر سکے مستقل

اسکے قبضے مین ہو جو دست مبارک تیرا
کھینچ اُسی گر تو عدو پر کری میدان مین بیت
عرض مین ہے دو طرف ہوکے لگے پہنچی طول
جمع کب رہ سکین اعدا کے جو اُس پر حمیت
توام اجزا جو ہوا لیسکے بین یک دیگر
نرم اور سخت مساوی ہی کسو پر آوے
اسکو آسیب نہین صورت شمشیر قضا
زیر ران ہی جو تری رخش فلک سیر سہا
شکل کیا ہو سکی بتاؤن کہ جسی شوخی نے
اُسکی ہر جوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے
ہر غہ و گام سنی بار ہے کچھ لو سکی رفتار
لیہ وہ باتہہ سنی طرے اگر ہو جلد دے
جست خیز اُسکا بیان کیجے گر بنش حکیم
فاش سنی زمین کے ورہ جو اچک جاتی ہی عنان
منع سی نعل کی اُسکے ہین اگر دون تشبیہہ
اُسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
توسن وہم کو دوڑا ئی ساتھ اُسکی تو ہو
خانۂ زین کب اُسکا ہی کرم از بیت اللہ
بیٹھنے عقل یہہ بتری ہی کہ ہر دو مین نشتر
سامنی مرغ کے یہہ کیا دخل کہ نکلے آواز

زمین دین محمد کے سوا اور ہلل
استقامت کا زمانے کے قدم جا ہیکل
پڑے دریا مین جو وہ تفرقہ پرداز آگن
دیکھے گر اسکو علم ہاتہہ مین تیر لگے پل
منجمد رہنی مین اُنکی دہن آ جا ہے خلل
خواہ پیرار وے قرض خواہ دو پر پشت جبل
نہ جھڑے وہ نہ مڑے وہ نہ پڑے اُدہمین بل
ہی وہ محبوب جسی کہیے نہایت اجل
دایرہ بیچ تصور کے نہین پڑتا ہی کل
زلف معشوق کا دیکھے سنی نکلے ادبل
سے جیلاوے کی طرح جائی مین سکی جھیل
پڑ سکے ہنحو نہ اُسکے کو نہی جز اسکی کفل
اعتقادات حکمانہ مین آ جا ہے خلل
ما ہے جون گروے زمین پشت فلک کو وہ دہل
گر ہی دوڑ ے کو تمام اپنے ہیک آن زحل
نعت اُسکی فرس اپا کہ جسی کہیے اجل
بازگشت اُسکی تمام اسکے لگام اول
تجہیے معنی کی نشست اُسمین ہو جب روز ازل
واسطے دردسر آہو کے گھسے ہے صندل
گر کرے پوست کو منہ ہو آ بجاوے من دل

سورد سنگ ہو شیشہ تو غضب سی کر دے
معدلت کیش تری ذات ہی ایسی شاہا
کرہ نار تجھہ آتش سی غضب کی جل کر
مرغ زرین فلک عہد مین تیرے شاید
تار تار اسکے جو یہ بال و پر اپنی مین نظر
ذکر و اذکار ترے حفظ کا گر آجاوے
شعلۂ شمع کی گرمی سی یقین ہے دلبر
امر سی نہی کے تیری یہ جہان باشندین
کہ حیا سی ہمین غنچہ سراپا کیا وخل
جب سی گل بولتی بلبل نے قماریکو شنا
خوش مین لے یہ کیا معنی نجم لا ہی شراب
رقص بیدخل کچھ اب ترے زمین پر ہی بہیر
کیونکہ آواز مغنی ہو گلے سی باہر
امر حق سی جو بلا نے یہ کیا ہا سو نہین
عرض دونون نے کیا یون بجناب اقدس
آخرش تجھکو ہی پایا متحمل اسکا
دشت ارزن مین جو سلطانکو ملی تھی بجا
کر اسی کر کے بیان سمجھون تنگی مین نے
جہیسا جو کوئی دیکا اسد اللہ کے ہی
محرم کنہہ جو ترا ہو کرئی تیری مدح

کوہ کو پرد و لف دست مین ملکر خردل
آنچ سی آگ کی ٹک خس مین جو آجاوے ملے
چشم لولی فلک کے لئی ہو دے کاجل
بوجہہ گردانہ گیا ہی کسی اختر کو نگل
باز قدرت سینے تری پنجہ سی ولا سی مسل
کسی محفل مین بتقریب زبان پرک پل
شب سی تا صبح قیامت نہ کے ہو م بگہیل
کام پہنچا ہی منا ہی کا یہا تک بدل
نسبت شکل صراحی سی اٹہا دے اکیل
عشق گل تب دے چہو اکر بلی تی دل
چشمے سی مین یہ دوڑون ہون بیکے آب ایل
بیچے لولئی فلک کے ہی نہ یا بنفی مندل
ترم ساز کے پرد مین غنا ہی او جہل
حلم کا بار ترے کوہ و فلک کہ یہ ازل
بوجہہ اسمین ہی بہت ہم ہی نگسکتا سنبھل گرفتار کسل
جب یہ دیکھا کہ کسی سی نہین نبتی
کچھ ترے وصف سی نسبت نہین کہتا یہ عمل
خلق سمجھی گی دماغ اسکا ہوا ہی مختل
قلۂ شیر کو روپیکے سمجھی ترا بشکل
سو تو جز علم خدا علم ہی سب کا مہمل

وصف تیرے کی ہی شایان بیان تیری ہی | سمجھے تو آپ کو یا تجھ کو خداوند اجل
مدح اپنی نہ سمجھ یہ جو کہا مین اسسے | رتبہ تجھ مدح کا اعلی ہی سخن یہ اسفل
غرض احوال ہی اپنا ہی مجھے اس سے غرض | تا باخر یہ جو موزون مین کیا از اول
سو تو وہ کیا ہی رہا ہووے جو تجھسی مخفی | نہین باز دو جہان تیری نظر کے اوجھل
سب کا احوال تیرے پیش ضمیر روشن | ایک سی دونون ہین کیا ماضی و کیا مستقبل
پر کرون کیا مین کہ ہی آٹھ پہر دل میرا | گردش چرخ سی جون نشتہ عشق بیکل
نہ تو روزانہ مجھی اس سے خورش کا آرام | نہ میری چشم مین خواب اسسے شبانہ اک پل
کبھی جاتی نہین وہ مجھسے جو اس ظالم نے | کسطرح کی مری اوقات مین ڈالی ہلچل
لا بٹھایا مجھے گھر بار چھڑا اس گھر مین | یان ہے جو بنی اپنی بغیر از پیر تل

اُس ستمگار سے جب زور مرا کچھ نہ چلا
تب مین لاچار کہی شکوہ مین اسکی یہ غزل

داد کو کسکی فلک پہنچے کا روز ازل | صبح جب نکلے ہی خورشید تو لیکر مشعل
سامنے اُسکے اُٹھی دست تظلم اُسکا | جو ہر عقل ہی جس شخص کے آجائے خلل
خود یہ ظالم ہی تظلم یہ کری کسکے نظر | دانہ فریاد کرو آسیا ڈالے ہی دل
راست کیشون سی کبھی اتنی ہی اس ملکو | کر دیا سرگرو اُسنے نکبھو پھول نہ پھل
ساتھ یہ فتنی ہین کہتے ہین جسے سات طبق | ایک سی ایک بڑا ایک کے اُٹھے یہ بغل
مین یہ دیکھا نہ کہ از نخل حیات ایسا ان | بر لے آوی عمل اسکا کبھو امید امل
ہی کہین مہر و کہین کین جو اسے عالم سی | علم اسکا ہی عجب عقدۂ بالا منحل
اس ستمگر کے تلون سے یہ عالم ہرگز | سادی ذوعم مین ندیکھا مین تفاوت اک پل
سینہ کوٹے ہی نکلتے ہی وہ دروازہ پر | گر کسی گھر مین کوئی جا کے سجاتا ہی محل

حلقہ ماری ہیہ وہ آہی ہی محیط عالم
فی الحقیقت ہین ہیہ سب آبلہ اختر سمجہہ
زیر سی اپنی گو جو نسبت سی تری یا حیدر
کرسکی دریافت اس احوال کو اب یا مولا
ہینٹکر مجہہ یہ گوارا کہ گزند اسکی سیتی
حلہ پہنچا مری تحیف اس عاصی کو
یہان معاش اپنی نسمجہوں مجسنی مین
بچہسی حضرا تی کیا عرض کیا جاتا ہی
مجہکو تجہہ عذر ہنین آ یعنی ترا ہو غلام
مدعا اپنی عرائض کا سے ہی عرض
مری قسمت کی موافق تو معین کردی
ہاتہہ پھیلائی جا زیر فلک کسکی حضور
لیکن اس امر مین ہی حق لطف خلقت کی
جو ہر جود و کرم تہا سو ہر روز تقسیم
طاقت طول سخن آگی بہی تک سودا کو
جا بنا ہی کری آخر وہ دعائیہ پر
تا ملی خلعت نوروز بہ بستان جہان
برگ پیدا کری تا باغ مین ہر یک نہال
خوش روئیدگی خاک سی تا پہنچی بہم
تا کری سبزہ بر جسار گل اندام مہو

زیر کیا جسکی ہمین ہی کوہی یا زیر دل
اسکی اندام پہ مہتاب سی تا بزحل
آب جیتا ہی گیا ہی بدن سکا تا نیل
تجہسی یون عرض کری ہی یہ ترا عبد اقل
ہند کی خاک مین اجزا ہی بدن جاوین گل
کہ اسی عمر ابد ہی جو وہان آسی اجل
خضر وجم ہین یون ہر وضک سی یا بکر و عمل
علم میرا ہی یہ علم اور عمل ہی یہ عمل
بسل و نعم سی تری ہین سکتنی نکل
سرفرو ہو نہ مرا یہان بدر اصل دول
اپنی سرکار سی اب یا متحمل کا بدل
دست ہمت نظر آتا ہی جہان یا انفعل
کری جیب دیدہ قسمت سی ہو کے احول
لکہہ گیا ہو وی تری نام منشی ازل
بخش سی قوت بازو ی ہنر مرسل
نظم تجہہ مدح کی بہتر ز کلام اول
یاد ہی تا نیر اعظم شرف از برج حمل
پہونچی تا ماہیہ سی شاخ اس سبحین کو نسل
ہو ہین تا کشش دانہ کا خرمن کی موول
تا پری سنبل پیچیدہ محبوب مین بل

تا رہی داغ دل سوختہ عاشق کو
پھولتا لالہ جو داغ رہی جبتک تہ جل

سجھ بین قطرۂ نیسان سی ہو جب تک گوہر
گر پڑی تا وقت ترشح کی ہوا بین بادل

لب معشوق کو تا شہرہ دین شاعر بشفا
چشم نرگس کی تئین تا کرین نسبت بہ کسل

بوی گل مست کری باغ بین تا بلبل کو
تا کرے باد سحر عقدے کو غنچے کے حل

موج ہوا آکی تا سرو کی پا بین زنجیر
جبتلک طوق رہے گردن قمری کا بحل

تا لب جو پہ کرے خیمہ کو استادہ حباب
تا بچھاوے بروش سبزہ فروش مخمل

شاخ کے ہاتھ بین ہوتا بچمن ساغر گل
گل کے جب تک رہی غنچے کی صراحی بغل

تا بمیخانہ پیئیں بادۂ گلگون میخوار
ساتھ مطرب کے بجے باد دف و چنگ و دہل

پھرے تا باغ بین ہر ایک روش پر سرخوش
راہ چلنے بین قدم مست کا تا جاے پھسل

مہ کے پرتو سی ہو تا چاک گریبان کتان
گل خورشید سی تا عشق رکھی دانہ طل

قدر ہو عود کی تا مجمرہ آتش سی فزود
لطف تو تا رہی عالم بین بچوب صندل

تا سبے رہی یہ نظم بباب الجنت
جبتلک اتسے ہر آدمی بر امید دخل

نخل امید سی اپنے ہوں برومند منجب
ہو محبت نہ تری جسکو وہ باد تیز پھل

قصیدہ فی المنقبت جناب حضرت سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام

سوا ای خاک نہ کہیچوں گا منت دستار
کہ سرنوشت لکھی ہے مری بخط غبار

چمن زمانیکا شبنم سی بہی رہے محروم
اگر نہ رووی مرے روزگار پر شب تار

کروں ہوں تیز بین دندان استہزا صبح
زمانہ سنگ ملامت سی توڑتا ہی پہار

عجب نہیں ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سی
زبس خوشی نے مری دل سی اٹہاتی ہی قرار

شراب خون جگر ہی مجھے گزک لب خشک
صدای نالۂ دل ہے مجھے ترانہ دیار

رہی نہ نشئہ صحبت سے بیچ کیفیت
زمانہ دل کو رہے اور عہد یار کو اب
ز بسکہ دل ہے مکدر مرا زمانے سے
کہاں تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ
دلا تو اپنے غم دل کو مت غنیمت جان
کسو سے بیان غم دل یونہنے گیا دوران
جو گوش ہوش تو رکھتا ہے تو برابر ہے
تو سادہ لوحی سے اے دل جہاں کے عیش کا فہم
میں حرف جنکو شناسی زبان منصور
عجب نہیں کہ سے ابلیس اس سبب مخفی
شب گذشتہ نہیں درد سے کی بیتاب
سنی میں ایک غزل بلبل طبیعت سے
نہ پوچھ مجھ سے کہ رہے خزاں کہاں بہار
عجب نہیں ہے کہ باد سموم ہو جاوے
نہیں ہے شادی نسیم چمن میں دنیا کے
کہاں بہار کہاں ساقی اور کہاں ہے شراب
فلک کے ہاتھ سے اتنی ہی دار ہی گریے
شکستگی سے مجھے دل کی یوں ہوا معلوم
ترا بہرے ہے اسکی فکر میں سبز عالم
زکیے ہی مجھ سے خصوصاً عداوت بیجا

نت اٹھکے سنگ سے اس سر کو توڑتا ہوں جہاں
شکست میں نہیں دیتا ہے ایک آن قرار
بجائے اشک میں آنکھوں سے پونچھتا ہوں غبار
کہ جسکے بخت کی سوگند کھائیے ہے ادبار
بدل خوشی سے تو اس دور میں ہے بیکار
کہ شادی مرگ کیا ہو نہ اسکو آخرکار
صدائے نغمۂ داؤد و نالۂ دل زار
کرے ہے برا سنی اپنی سے سرزبان گفتار
کہ راست گو کو زمانے میں کھینچتے ہیں دار
کہ ہو رہے گا عبث مردم جہاں سے دوچار
گذر گیا چمن فکر کی طرف ناچار
کہ دل کے لخت گرے چشم سے ہزار ہزار
کہ بلبل قفسی کو بھی گل سے کیا سروکار
نسیم گر گرے یکدم مرے چمن میں گذار
کہ چاک کرکے گریبان ہنسے نہ گل سے یار
کہاں مغنی و مطرب کہ سر ہے ناخن و تار
کہ خوب روئیے دل کھول کر پکار پکار
فلک نے گوشۂ خاطر کو بھی کیا مسمار
کسی طرح بھی کسی دل کو ڈھونڈیے آزار
خیال خام کو یوں دل میں اپنے دیجے قرار

کہ ماہ کرتے اسی ہند مین بناون گا
کہ در خیال کو اب لے گیا ہی یہہ بے مغز
دکہائین گے اسی ہم مرد یون کر ہین عزم
تو روسیاہ کر اس ہند کا کوئی دم مین
جہان کی خاک کو ہی یہہ شرف عجب کیا ہی
جہان کی مرگ کو کہتا ہی خضر عمر ابد
جو کچہہ کہ مجہسی سُنے صدق سے تو باور کر
خدا نخواستہ گر آسمان کی گردش سے
فلک سی اُسکو بلا یک لے آکے وہان ہو وے
اگر وہ خاک دے ہی اسکو شفا کی نیت سے

زمین وہ نور سی اس مرتبہ ہی مالامال
اسی ہی غمسی جہا نمین ظہور کرتی ہی صبح
ہوا کے وصف مین اس جا کی لکہو نگی غزل

زبس ہوا نے طراوت کو وہان کیا ہی نثار
اگر اسطرف سی ہو جاوے صبا مین کی طرف
جو نخل خشک کی تصویر کہینچے وہان نقاش
عجب نہین ہے کہ ہو ان اس ہوا سے دانہ سبز
غرض مین کیا کہون بار و چمن مین قدرت سے
یقین ہی دل کو اگر ساکنان جنت سے

چراغ بنگلہ وحشت خانہ زحمار
زبس ہیرا ی سر اُسکا ہوا ہے کجرفتار
مشیت ازلی بہی جو ہووے ہم سے برار
اسی دیار کی گلیون کا ہو جیگا غبار
کہ فخر عرش ہی گر ہو وے اسکے قرب وجوار
خدا نصیب کری مجہکو زندگی اکبار
محمدی سی فرنگی ہو جو کرے انکار
قضا طبیب ہے اور مسیح ہو بیمار
جب اس دیار کے جاروب کش سی منت دار
قضا قضا ہی کرے وہ جو تنک کری تکرار
کہ جسکی رات کے آگے نہین ہے ذلکو قرار
ہمیشہ نکہے خورشید اپنے جیب سے بار
مر اصحن رہے سبز تا بروز شمار

شرار سنگ مین ہی رشک دانہ ہاے انار
ہو سوا ے زمرد عقیق وہان زنہار
ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لاوے بار
اگر زمین پہ گرے ٹوٹ سیتے زوار
محبت ہے لطف کی اُس قطعہ زمین کی بہار
جو کوئی سیر کرے اس دیار کا گلزار

رلس تماشے سے اُنہونکو وہان ہو سیری
اُنہونکی نظر مین ہو گی بہشت کی کیا قدر
بہشت عرض کرین یون جناب اقدس مین
جو کربلا کے ہین ساکن اُنہون کو ہی یہ امر
تری تو ذات سے روشن ہے جزو و کل حال
غرض کہ دیکھ کے اُس جا کے مرتبے کی تمیز
خبر دے اسکی مجھے آ زمین کہ تجھ مین ہے
دیا جواب زمین نے کہ اے فلک یہ بات
نہین ہے خاک وہ ہے آبروی تجلیات
اگر تجھے تو کواکب کو پہنچے اسمین سے
مجھے ہی نسبت اب اُس خاک سے کہان جسمین
امام مشرق و مغرب شہ زمن و زمن
زہی امام کہ جز خاک در سوا جسکے
اگر نہ ہو قلم صنع ہاتھ مین اُسکے
مہندسان قضا اپنی ہندسون سے اگر
عجب نہین ہے کہ نکلے نہ تا دم محشر
خدا نخواستہ ذرہ ہے چہار عنصر مین
ابھی فنا کرے منعدم ہوا کا غرہ خاک
گر اُنکا حلم اُٹھا دے جہان سے رشتہ کف
یقین ہو جان کہ میزان عدل مین آ کے

ملک کو ہو عدنا نرگس کی طرح ہو دو سوار
جنہین ہے سکن بادلے کے واسطے وہ دیار
عجب نہین کہ اسی شرم سے ہے بروز شمار
سوائے عرش کے کیجے کسی طرف کو گذار
بھلائی پر دے مین رکھے ہی جستجو نکا وقار
لگا زمین سے کرنے فلک یہ استفسار
ہوا ہی کس سے اس خاک کو یہ عز و وقار
نہ بیچو مجھ سے تاب آ تو دیگر بار
نہین وہ خاک ہی کحل الجواہر ابصار
نکرے کے سنت نا رکب بیج نور فشار
ابو تراب کے فرزند نے کیا ہو قرار
رموز دان خدا قدر لحجہ اسرار
قبول ہونگے بہو سجدہ نماز گذار
تو لوح دفتر قدرت بہن نہ ہو بیکار
سوائے مشورت اُنکی جنہین لکھین نگار
زبان خامہ سے نکلے لفظ غیر استغفار
اگر اُنکی رای بدلنا طبیعتونکا قرار
نجوم سے یا نکا قطرہ جہا نمین انگشتار
مجال کیا جو سلیمانی مین نخوت نہ بار
ہوا ہی دانہ خردل برابر کہسار

اُسیکے عدل مین ہے یہہ کہ چیونٹی کی خصومت
شکوہ حشمی کی ترے بیان کرون لیکن
کہ جسکی دیکھہ کے رفعت فلک ہی چکر مین تھا
نہین ستارے ہین یہہ بلکہ لوٹتا ہی اب
گرے ہی عرش سی اپنی جبہتہ مند ال
کمیت خامہ نے آپکے وصف گلگون مین
چمن مین صنع کے جسکی شگوفی آگے
غرض وہ گرم ثنا ہوسکے جب جلتا ہی
بیان جلدی کا اوسکے کہان تلک مین کرون
حیرتا براق کے راکب نے دوش پر آنے
امیدوار ہون غیبت سی اب بلا مجھکو
کہے ہی اشہد ان لا الہ الا اللہ
تیری کمان کے آگے ہی اب عدو تیرا
جہان نہ پہنچے ہی ترے خیال کا پیکان
ترے دیار کی جنوتی کے زور سی شانہ
امور سلطنت اسکے بغیر مرضی کے
نمط حباب کے قالب تہی کرین دریا
بیان حلم کا ترے مین کیا کرون ہیہات
کرین بین نہ ورق آسمان کو تا ہی
گہر نہ ہو جو ترے ابر فیض کے آگے

محال کیا ہی کہ دم مارے اژدر خونخوار
کہان خیال کو بہی پہنچنے کی وہان تک بار
اُسیکے بوجہہ سی ہی صفحہ زمین کو قرار
اسی حسد سی انگارون پہ چرخ نیل بہا
گر اسکے فرش کا جاروب سے اوڑھے غبار
کیا ہی صفحہ کاغذ کو تختہ گلزار
کبہو نہ ایک قدم چل سکے نسیم بہار
نہین پہنچتی ہی برق اسکے گرد کو زنہار
ملک کو جسکی سواری کا عزم ہی دشوار
سکہائی جسکو سواری تہی ہو گیا ہے سوار
حضور یا خلف الصدق حیدر کرار
عدم مین کفر سدا یاد کرتی ہی تلوار
کبہو نہ تہہ سکے روز نبرد ہوکے فرار
کرے ہی وہان سی گذر ترے تیر کا سوفار
کہان زبان کو طاقت جو کیجے گفتار
جو ہووین لاکہہ سلیمان تکبر سکین زنہار
اگر ہی حوان یہ تیری آتش غضب کا شرار
تو ہی گواہ ہی جو کچھ یہ ہوچکا ہموار
ستہا اگر تیری بخشش کا کیجے طومار
کرین نہ گر عرق انفعال ابر بہار

پھرا جو لیس تسلیم حرص جود لیے پیرے
نہین ہی اسکی تئین درد و اصلاح کی قرار

نگاہ فیض تری کیمیا اثر اتنی
اگر وہ ہو گرہ خاک کی طرف اکبار

نہ نکلے کان سی فولاد تا ابد ہرگز
عجب نہین ہے بغیر از طلاے دست

شہا ہمیشہ ترے بندگان عالی کی
حباب مین بہی ہو دار کسی کی غرض چہار

چہار غرض سی اب عرض او لین یہہ
کہ بند پیچ پریشان نہو یہہ مشت غبار

صف نعال مین اپنی بلا کے دو ہی جا کہہ
کہ نور مغفرت اسکے لئے ہو شمع مزار

سواے خاک در اپنی اسی تولا مولا
دوم ہی یہہ کہ کسی در سی ہو نہ پائی سر و کار

سوم ہی یہہ کہ سراپا ہی جو ہر ذاتی
دے ہمیشہ یہی دست ہی برنگ چنار

چہارم انکہ ہمہ دوستان بہر دو جہان
قبول ہو وین بحق آئمہ اطہار

رہین فلک پہ مہ و مہر جبتلک قایم
ہمیشہ دیکہے اسیطرح چشم لیل و نہار

موالیون کے قدم سی لگا رہے اقبال
جدا نہو سر اعدا سی جنگل ادبار

قصیدہ منقبت مین حضرت امام محمد مہدی علیہ الصلواۃ والسلام کے

منکر خلا سی کیون نہ حکیمون کی ہو زبان
جب شہر ہی مرے ہو ملا اسقدر جہان

ممکن نہین کہ اب سخن غیر کو ملے
راہ اسقدر جو پہنچے وہ تا گوش سامعان

نام آوری کے واسطے جا ہند نکر بلا
جا گہہ کسیکے نام کو اس عہد مین کہان

گویان کے تو ریختہ ایران مین فارسی
جا ہی جگہہ شہرے کو ہو تو تیان مین

عالم کے السنہ پہ مرا اسقدر ہی شعر
گویا ورق بیاض کا ہر منہہ مین ہے زبان

منے سنا کہ تجہکو مرے ایک شعر پر
در زد دیکا اپنے معنی کی تہمت و ہم بہتان

ث ہدنا تفاق تو وارد ہو پر نہ مجہے
نقطون کا اپنے عمر کہ ہو نہ کسیسے اتکان

تو زشت کو پہناوے کسی رنگ کا لباس
از راہ دوستی ہیں کہون تجھسے ایک بات
زنہار ہمسری کا مرے تو نکر خیال
ایسی نہین بلندی ہے سخن کی مرے ہوا
اسکو یقین تو جان کہ حیران ہے اب تلک
منشی نہ فلک مری تحریر دیکھہ کر
پاوے مرے قلم سے وہ فی العور یہہ جواب
حک کردہ سطر ہے وہ ترے ہاتھہ کی لکھی
دفتر سے فن شعر کے تجھکو ہے کیا خبر
روشن جہان ہے نظم طبیعی کی مری شمع
جون گل سر بہار کوئی جاکے سوے باغ
مضمون تازہ یون چنین فکر سے مجھے
رنگینی سخن ہے مری اس قدر کہ گل
موج نسیم گل کی جو زنجیر پا شہ ہو
سعدی کی روح پاک کی خاطر ہے سیرگاہ
ہر سطر اسکی معنی رنگین سے شاخ گل
نام اپنے سے جو مرے کوئی شعر کو برے
اسکا یہہ شعر ہے کہ قلم جسکے روز و شب
جسکو جناب حق سے یہہ نسبت کہ جسطرح
حاضر حرم مین ہوکے وہ مانند ذات حق

خو کو نہین اسکو جہان مین جز بیہودگی زبان
طبع شریف پر جو نہ آوے ترے گران
ہوگا غریب مضحکہ نزدیک شاعران
کہیلنے کا جسکے زیر فلک دل کو ہو گمان
عیسی سے معالجہ نفخ آسمان
سمجھے بغیر گر غلطی کا کرے گمان
چپ رہ کہ دون تجھے غلطی تری سے نشان
کہتے ہین جسکو اہل زمین نام کہکشان
تو جلد آسمان کا محرر حساب دان
پروانہ دہان ہے طایر روح سخنوران
لاتا ہے پہر گوشۂ دستار دوستان
پہنچا دے ہے ہمیشہ طبیعت کا باغبان
عاشق ہے میری نظم بیان کا یہہ گلستان
شوق سخن مرا اسے لاوے کشان کشان
دیوان کا ہر ورق ہے مرے زیب بوستان
سمجھا کرے ہے بلبل طبع سخنوران
بولے فصاحت اسکا نہین یہہ لب و دہان
ایسی جناب کی ہے ثنا مین گہر فشان
نظم سخن مین لفظ و معانی ہین توامان
غایب ز چشم خلق وے ہے جہان نہان

مطلع لکھہ اور ای قلم اب لایق حضور
تا دو جہان صلہ دی تجھی شاہ خسروان

ای وہ کہ کار جن و بشر تجھسی ہی روان
تیری وہ ذات جس سی ہی دو عالم ہو کامران

تجھ خاک پاسی فیض جو اکسیر کو ہنو
مس کو طلا نکر سکین اس سی مہوشان

ثنا ہا علو مرتبہ تیرا جو کچھہ کہ ہی
جز عالم الغیب بشر پر ہی وہ نہان

اپنی نگاہ چشم کو قاصد جو کر کی وہم
بہجوائے طول راہ کے کرنیکو امتحان

پائی نگہہ مین اول منزل ہو آبلہ
پہنچے نہ وہان تلک ہی تری منزلت جہان

قربان مین خاندان کے تیری شاہ دین پناہ
جس عزت و شرف سی کہ تیرا ہی خاندان

جبرئیل کی جگہہ وہ نہین جس مقام مین
نشتین سی دیا ہی تجھے حق نی عز و شان

جو امر کارخانۂ ایزد مین ہو ترا
کیا تاب عقل کل جو کری اسمین امتحان

ناقوں کے واسطی ہو جرس مرسلو نکا دل
نکلے جو تجھہ قدم کی زیارت کو کاروان

اس مرتبی کا سرمہ ہی اس کا روا کی گرد
جیسے لئے ہو چشم ملایک کی سرمہ دان

پہنچے فلک کو موج گہر ابر فیض سی
تیرے گرے جو قطرہ بدریای بیکران

ہیبت سی تیرے عدل کی شاہا بزیر چرخ
خلقت کو اب زمانہ ہی اس امن کا مکان

آتا ہی جس گہڑی کہ شمارت پہ آفتاب
بال عقاب ہی سر کنجشک سایبان

نشو و نما نکوہ کری جسطر جسی گاہ
سرکوب یون ہوی ہی جہانمین ہی ناتوان

آتش کو آب سی یہہ ترے عہد مین قدر
جون لعل آبداری سی قیمت مین گران

سوزن ہو چاک دامن معلی کی واسطی
وہ خار جسکو حفظ ترا ہو نگاہبان

اس دہر پر سبب کے خلایق مین گر ترا
ہووے نہ بار حلم تو ای شاہ آسمان

دل پر مرے نقش ہی کہ بحر محیط کا
لطف او لت دی موج کہتی خاکدان

جو گر تو خلق حلم و حیا سی اگر ہو — اور ہو جو تری نگاہ بر اعمال عاصیان

تجھہ آتش غضب سے شرار کے سامنے — باروت کا ہی تودہ زمین اور آسمان

بھیجا قضا نے تسمہ سنگ فشان جب — شمشیر تری چرخ چیر ہا بہر دشمنان

اسکی پرش کری ملک الموت جب خیال — بے اختیار ہو کے پکارے کہ الامان

شمشیر تو یہہ تجھہ ہی کہ جسکو کیا ہین عرض — گلگون ترا سو ہی بجہان بری ہی و نشان

رکھتا ہی یہہ قدم کہ نہ پہنچے رکاب تک — باد بہار ہو سکی کو تا آید خزان

لطلان نہی ہوا گے سی جنکے فنا ہے جب — وہ تیغ ہو یہہ اسپ ہو اور تجہہ سا ہو جوان

جن جن کے سنگ ریزی ترے جلوہ گاہ سے — طایر ہین جتنے سدرہ نشین عرش آشیان

وہان کر سکے ورش انکھونکو اپنی دو منتظر — تیری قدم کے رہتی ہین یا صاحب الزمان

سو واسجز دعا کے تری کیا ثنا کرے — الکن ہے اس مقام ہین جبرئیل کی زبان

یارب ترا ظہور شتابی ہو نا بدر — روشن ترے جمال سی ہو چشم مومنان

مرثیہ حضرت قاسم ابن حسن کا

کیا کرون شادی قاسم کا مین احوال رقم — واسطے دیکھنے کے آرسی مصحف جب دم

بیاہ کی رات رکھا تخت پہ نوشہ نے قدم — گائی تقدیر و قضا نے یہ بدہائی باہم

قاسما مرگ جوانانہ مبارک باشد

جلوۂ شمع بہ پروانہ مبارک باشد

ہوئی ہی بزم جہانکو الم افزا یہہ نشاط — ڈولہا ہم لوہو مین دیکھے ہین یہہ رنگین برات

اے شہادت بصفا جلد بتا کیون نبات — جام شربت سے بہر اور رکھہ کے یہہ ڈالی ہات

ساقیٔ تشنۂ دریا نہ مبارک باشد

بتو غلطیدن مستانہ مبارک باشد

لاکے ای مالنیاں رنگی چمن سی پہلوار | گوندہ ہو نوشہ کے لئی آج گل زخم کے ہار
تار کنہٹے لگا کر دو سہرے کے لوہو کی دہار | گاؤ دروازی پہ تم باندہ کے یہہ بندن وار

غم این خانہ بہر خانہ مبارک باشد
درد کاشانہ بکاشانہ مبارک باشد

ہی عجب جشن کہ جس میں ہو یہہ اسباب سرور | سینہ ہر ایک کہڑا کوٹے ہی دف کے دستور
غم بجاتا ہی یہہ ناخن زن دل ہو طنبور | اجل آ رقص میں کاتی ہے یہہ نوشہ کے حضور

غم جانان تو بجانانہ مبارک باشد
بحہ بخویش وجہ بیگانہ مبارک باشد

کپڑے ہونٹی جو پہننے کے لئی بیاہ کی رات | کیا گہڑی تہی کہ وہ نوشہ کی ہوئی قطع حیات
یوں ہوا بہتا کہ سبھی جانیں کفن وہ زر کے | ت نے پہنے تو کہا موت نے کر تسلیمات

بقدت خلعت شاہانہ مبارک باشد
بکفت جود کریمانہ مبارک باشد

پاس دولہن کے بٹہایا تہا اسی لائے جہان | دیکہہ کر خصلت دوران نے بنی نوحہ مکان
یوں لگی کہنے کہ اٹہہ جلد ہو تو بیٹہہ یہاں | عیش دایم کے لئی تیری جگہہ دو زمین بیابان

حجلہ ات گور غریبانہ مبارک باشد
تا قیامت بتو این خانہ مبارک باشد

تیری نوبات کا ای لاڈلی کہیلی حنا | دیکہہ دیکہہ اور رنی سے کی تہٹن سر کا دہنا
دم بدم غم کے انگاروں پہ جگر کا بہنا | تس پہ ہر ایک کے منہہ سے یہہ سنہانی

بدلت حسرت جانانہ مبارک باشد

آشنائی ز تو بیگانہ مبارک باشد

چاہتا کھانے کا اس شادی میں ہے نادانی
جز کباب دل بریان نہیں یہاں مہمانی

چلو بھر مانگے بھی تو پاوے جو کسی سے پانی
کہتی ہے پیاہ سے یون ساتی آ مہمانی

نا و نوشیں غم جانانہ مبارک باشد

ہمہ این خوردن شکرانہ مبارک باشد

آخر کار کہون کیا میں زمانے کی کہوٹ
دیکھ اس چہرے کو جو بدر سے رکھتا ہو

سبکہوری جھجر ابد غور کیا سہرا توڑ
اٹھ چلا کہہ کے یہی اس سے دل صدیک چھوڑ

بہر زلف تو ہمین شانہ مبارک باشد

زینت و زیب عروسانہ مبارک باشد

یہہ وہ شادی ہے کہ محشر میں جسکا ماتم
نیچے اس سپک نیلی کے کریگا عالم

ہے یہی موجب آمرزش نوع آدم
مہربان مرثیہ تو نے جو کہا اس غم

بدل عاقل و دیوانہ مبارک باشد

چہ بشہر و چہ بویرانہ مبارک باشد

نہ مرثیون میں اکثر سودا تخلص اپنا مہربان کرتا ہی تا کہ نواب بلے اور نام ظاہر نہو ونہ

قصیدہ مدح میں نواب وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر کے

اشجار کا بستان جہان ہے عجب رنگ
جلتا ہے چنار اس سے رخ گل سے ہے جو رنگ

بے مہری شیار گلستان میں کہون کیا
بیل وے انہین جو تحمل ہے یہ سنگ

جتنا ہی انہین تحمل و حسد اس سے بھی افزود
چشم انکی ہے جون غنچہ دل انکی سے تنگ

سے خام طبع کو فتح حجت سے ان سکے
اظہار کرین کو رسی دیسے چشم مین سرمہ
آہیرتے مونچھ انکے دل و دیدہ کی اطراف
مہماتسی گرفت اتنے ہون یہہ ماحضر اوپر
سے انسی غلط جا جنی صہباسے ترحم
انبیا مین توقع نہین انسان کو کسو سے
کیا شہد مرا اور کیا لب و لہجہ کہ ہی اسکا
اس بحر مین وہ نام بزرگ آوے سو کیونکر
ان بیتون کے تو ہر سر مصرع پہ نظر کر
تتمہ جو بیان کیجے اوصاف کا اسکے
الطاف و کرم کا جو شمار اسکے کرون مین
انصاف یہہ اب عہد مین اسکے ہی کہ دریا جو
دیکھا نہ ین یہہ حوصلہ جز اسکے لب کا
لعل اسکے تئین بخشے کنکر سی ہین کمتر
بازو کا اسی زور نشہ غند کے کہتے
آمد کی خبر اسکی جو ہووے طرف روم
رو بعجب کرہی میدان مین تو کیا تاب کہ اعدا
لکھہ وصف شجاعت مین قلم مطلع ثانی
رستم تو خبر ہو کہ ترا قسیہ ہے آہنگ

تا دوسے کی مروت کی طلب و سو نیک
وہان اٹھہ کے لگے دوڑنے بنھا سو جھانگ لنگ
نت مہر و وفا عار رکھہن شرم حیا ننگ
دل مرغ کے سینہ پہ گویا باز کا ہی جنگ
شیشے کا انہون کے ہی ٹھکانا جگر سنگ
جہت اسکے و زیر اب ہی سخی ہند کا اورنگ
یون نام مفصل نہین آداب کا یہہ و ہنگ
حلقو مین سمندر نہین آتا ہی کسی رنگ
جو اسم شریف اسکے سمجھنے کا ہی آہنگ
جو خوبی ہی دنیا مین لگے اسکے یہ یا سنگ
عاری رہون امواج کو گن کر یلنگ
لایا نہ لبون تک کوئی غیر از گہر رنگ
وسعت بہی زمانے کی حضور اسکے ہی تنگ
ہمت کا جہان ہے بہلا کسکی ہے بیٹھ و تنگ
ہیبت بہ جہان اسکے بہر صبا اور حسب رنگ
دہشت سی لرزتی ہی رہے مملکت زنگ
دکہلا ہی نہ پشت اپنی و در معرکہ جنگ
دل ہم سی عایب کی مراسے تہیہ تنگ انگ
جیو سے بہی جو یہہ سنکے تو کہبا نہ لگے

بل چیونٹی کا پاؤں تو لری جیسے کا دہان
طاہے کے جو تو صید یہ بے تیر و کمان ہاتہہ
حربے سے یہہ دشت ترے سا وحشت کی و ملینز
ہاتہہ اُسکے مین دیکر کہو شمشیر برہنہ
جار آئینہ گردون ہو اگر تن یہ عدو کے
عرصہ ترے کہوڑ کی جو سرٹ کا ہی آئین
کچہہ برق سے تر ہوی پڑی ابر سے یہ لیکن
جسوقت بتر زین کو رکہہ تیغ کے مین آنے
آہن کا کہین گڑہ ہو تو دروازہ یہ اُسکے
ہموزن ترے حلم کے ہی وقر سے تیرا
خاطر یہہ خلائق کی ہے تجھکو کہ سوئے باغ
دل تجھسے ہو میلا کسی طرح کا یہہ دخل
کہنچا ہے زبس سر یہ فلک عدل سے تیرے
آتش سے ہیوں آب مین انصاف سے تیرے
تجہہ چشم کی ہے نرگس شہلا چمنستان
دل پہیر نہ گیا شیوہ احسان سے تیرا
بس جو کوئی سمجھا ہو ثنا اُسکی تو سمجھے
جس مرتبے مین تجھکو سمجھتا ہو ممدوح
کتنے سخن واقعی مین عرض کے مین
سودا نہ چل اب آگے کہ یہہ جا ادب ہے

نہین تب تجھے دیکھ کے عرصہ ہو نرس تنگ
ارجن کیے دو مین جھڑ سے پردار کری رنگ
بیچ جائی اگر جانسی کہا کر تری سرجنگ
ایک آئینہ دکہلاؤ تو بہاگے وہ دو فرسنگ
آگے تری شمشیر کے ہی بہیڑ کا جو رنگ
پائی فرس باد سحر کرنے لگے لنگ
تیہا جو کہون سو نہین رکہتا ہی وہ نیرنگ
اُس رخش فلک سیر کا تو آن لگے تنگ
قالب تہی سنتی ہی کرین جتنی ہیں سرہنگ
کہسار تو دونون مین نہین ایک سے ہم سنگ
بیے رخصت بلبل نکرے سیر کا آہنگ
آئینے تلک عہد مین ترے نہ لگے زنگ
میزان کی طرف دیکہہ کہ ذرہ نہین پا سنگ
آئینے مین جس شکل ہو عکس رخ گلرنگ
پاتا ہون مروت کے مین اُس مین بصد رنگ
خالی ہوگئے در عدن سے حسن و گلرنگ
ہرگز نہ اسے پاؤ کبہی مجہہ مین نہین ونگ
یہہ مدح تو دہان عار ہے مداح سے ہو ننگ
خواہ انکو گہر سمجھے اب خواہ انہین سنگ
کر قطع سخن کا تو دعا پہ یہ آہنگ

بیضے میں تری قوت شمشیر سے بزر سے | لیے شام سی تا ردم رسی ار دم سی تا رنگ
پرواز ہما جب سے ہوئی اوج سعادت | شہباز کا طالع گئے تیری اشبہ ری جنگ

قصیدہ مدح میں نواب سیف الدولہ کے

برج حمل میں بیٹھ کے خاور کا تاجدار | کہنچے ہی اب خزان پہ صف لشکر بہار
کہتے ہیں یون زبانی پیک صبا یہہ حکم | پہنچا حضور سی طرف باغ روزگار
مرکب جو شاخسار کے ہیں ان پہ اب شتاب | پہنچیں سوار ہو کے جوانان برگ و بار
ہیں بخشی جو وزیر جو مریخ و ماہتاب | انکو یہہ امر ہی کہ امیران نامدار
منہہ کہول دو خزاین گل اشرفی کے تم | پکڑو قلم کو ہاتہہ رکہو پیادہ و سوار
جیرے لکہا کے شرخ نگہداشت اب کرو | تعداد لو جتنے ہو تو بجید و بے شمار
کردو یہہ حکم تیر فلک کو کہ اسے دبیر | ہووے محررونکا تغافل اگر شعار
اہل قلم جو دفتر نخشگری کے ہیں | انسی کہیں برائے تقید یہہ بار بار
گلگون لالہ گر کہیں بید اتع رہ گیا | حیرین لگے بیٹ سر منصدی کا غبار
لینا ہی کام مجہکو جوانان باغ سے | پہر پہر سیر گلون کے تئیں ہو دو زربیار
ابلاغ حالت ان کو ہو ہی اس امر کا | تا بہکے کہلا کے وہ اپنے ہی بیشکار
معمول سی زیادہ مقید ہوا ہے سالار | حسطرح جانچ کریں اس موج کا شمار
لیس اہلکار لالہ خود رو سی یون کہے | رنگین شتاب مستک بیلان کو ساز
دگلے تر ارزنگ کے پہنا دین ابر کو | موج ہوا تلک ہو زرہ پوش اک ایک بار
تقسیم کر دین فرقہ غنچہ میں جا تبر | دین قدوتے گر رسالہ کل ہو اسے
یہہ دن ہیم کا ہار ہے گلشن کی صحن باغ | جار آینہ کو شیخ کے رہے مستعد کار

داروو گولی پیر مغان میکدے بیچ
سند دقیق ہے شیشونکی بہر بہر کے بیچ
جتنے ہیں نئے نواز جہان بیچ اب گرین
باور نہین تو اسی آن دیکہہ لو

ترکش لگاکے دینی کو نصیحت بہار
لازم ہی تجھکو پی کے شراب طرب کا جام
اک گل زمین نہین کہ جہان آب بپتر ہے
غصے سی تکیہ گر کے مرتے ہین، یہ کہ موج
بن خود ایک دم نہین رہتا سر حباب
اندام جویبار زیر آب عکس تاک سے
جاتا ہی خشنانگی جو روئیدگی یہ وہم
نکلے ہین باندہ باندہ کمر ہوکے مشتعل
رنجک ہی بہر مشق اوڑایا کرے ہے برق
آواز توپ و رنکلہ رعد رو زد و بست
تہا جسقدر کہ سبزہ خوابیدہ بیصدا
گریا رحیہ بہی اثر سیہ کا ہوا ہین ہے
آسودگان خواب عدم بہی ہین عنقریب
کرتے ہین طایران چمن اب یہہ زمزمہ
طاوس نام وہ جو ہین اس نو نکلے نقیب

رکہی نہ اب سوائی کمر گلینہ زینہار
اگر شتاب صحن چمن مین کرین کنار
بیشہ دہ کرنا کے بجانے کا اختیار
پایا ہی امر مطلع تازہ سی یہ اشتہار

گلگون پہ اپنے ترک ہزارا ہوا سوار
گر مرد ہی تو سیر گلستان کرا بکی بار
کرتا ہو وہ کہینچ کے شمشیر آبدار
گرداب بیچ تال رکے ہی مار ہی حباب
وا سے رہی ہے منہہ یہ جہلم ننگ آب
یکتر سبے ہی دیکھون ہون کنیا لیلی
ہوتا ہی اس یقین کا دل مین یہ مین گذار
لیکر بہر بہر سے پانون کے سر پر باندہ
گولی نہی ڈہالتا ہی سحاب تگرگ بار
کرتی ہو نہ سپہر سی جا اس طرف گذار
سنکر زمین سی جنگ اٹہا ہوکے بیقرار
کہنال کی طرح سی جنگہار یار یار
اٹہہ کرکے خاندان سی کرین محشر کا
یارب یہہ اپنکے سال قیامت سے یا بہار
کرتے ہین یہہ صدا کہ جوانان لالہ زار

باہم سی دستہ دستہ جدا ہو کہڑے رہو
میدان صاف کرتی ہی جاروب باد تند
صد برگ و جعفری و گل اشرفی نے اب
سنمکہہ صف قشون خزان آوی جب کہڑی
استادہ ہی جدہر علف سبزہ خاک پر
بہالا ہی اور برچہی ہی بلم ہے اور سبیل
سر آن مین ترانہ بلبل کے واسطے
از سایہ ہای بید مولہ ہر طرف
ترکش صبا کی ہے مرا تیر بازگشت
خالی سمجہہ کے ہاتہہ کو اپنے سر اکدم
دامن کو باندہ باندہ ہوتی مستعد جو سرو
اب ہو کہ طعن کرین ہم کو بلبلان
نرگس کو باوجود سی بیمار شدید
للکارتی ہی یون کہ وہ بہتیان ہو جو کوئی
کمر کہہ کے سرو رخت سی یون سنگر کا نخل
لیکن تو دیکہو کہ خدا وہ گہڑی کرے
کوہلے کے سرو رخت کو غصے نے اندون سرنگون
دل مین غرض ہر ایک کے ہین کیا بیان کرون
نکلین ہی ہے دانہ شرر کچہہ عجب نہین
القصہ از جنگ صبا شہ مین متصدم

جلدی سی باندہ کر کمر کینہ اسوار
تا وقت کارزار دامن گل سی نہ الجہے خار
کیسر نے باسنے کر کے یہہ باہم کیا قرار
ہو کر اوتاری کہیچے میدان کارزار
یا نیکے جسطرف کو زمین پر چلیے دہار
خنجر ہے اور تیغ ہی جدہر ہے اور کٹار
ہی اندنون یہہ شعر تجلی کا روبکار
دار و زمین کمان سیہ نو زد بر کنار
ہو نشت بر حریف تو نکلے جگر کے پار
مانگے ہی برگ بید سی خنجر کو بہر جنبار
قمری ہی ہر اک سی کہتی ہی یون نعرہ بار
لڑ لو قدم کو گاڑ کے یاران طرحدار
اسیر حبس مین آنکے وہ ناتوان و زار
تاثے تو دیکہون آنکے میر عصا کا وار
کہتا ہی گرچہ ہاتہہ مین نشتر ہے یار
کتنون کے سر مین توڑ ڈون ہو جن تیر بار
کچہہ آگ سی لگا دیتے ہے کیجو تو اعتبار
پایا ہی آتش غضب دکین نے یہہ قرار
جو تنحے اگر انار کو نبخے مین ہے فشار
پوچہا ہہ سن تو گیلے جاو کا تاجدار

قبل خزان یہ سنتا اب ایسا کہ جس سے
اب تو اس سے آج تلک کچھ نہیں ہوا
یہ سنکے دیکھ دیکھ حرے منہ کو یوں کہا
دین نبی میں ہے تو ابھی باندہ کر کمر
اب جرم کو خزان کے جو پوچھے تو پیش خلق
تک چشم منصفی سے تو اعمال اسکے دیکھ
نانا کو جسکے پوچھو تو راکب براق کا
بدخواہ دولت ایسی کا ہووے جو کوی شخص
آخر وہ اس گھرانے کا بندہ ہی زر خرید
اب یہ خاندان ہے کہ نسبت سے فلک
رکھے جہان کا داغ غلامی جبین ماہ
اثبات تجھ پہ جرم نہیں اسکا اب تلک
یکبار طعن کر کرے طوطی یزید پر
لیکن یہ دیکھو کوئی دشمن نہ رب کفش
ششکر غرض یہ یک صبا سے یوں کہا
کہنے لگا کہ مجھ سے تعجب ہے یہ سخن
یہ رمز اب تلک نہیں سمجھا ہزار حیف
یعنی وہ سیف دولہ بہادر کہ جسکی تیغ
جب میں سنا زبان صبا سے یہ نام پاک

کی جسے موج قاہرہ اپنی کہ بے شمار
یاں ان امر سلطنت کا نرالا ہے اختیار
سنتا ہی اے عزیز تو کافر کہ دین دار
گلدستہ کی طرح سے تو ہو جا شریک کار
بعد از یزید کے ہی خزان ہے گنہگار
کیسے کی ہی وہ گلشن دنیا اب جو چاہے
دادا جو دیکھ مشرق و مغرب کا تجھ سے تو
او سپر نصیف کشتی کرے خاور کا تاجدار
پس کیوں نہ وہ کرے جسے اپنا ہو اقتدار
کرتا ہی جس جگہ کی غلامی کا افتخار
ماہی کے دل میں جسکی اطاعت کا انتظار
اپنا تو اعتقاد ہی اتنی گناہ گار
ہے اختیار ہو سکے کہے اسے صد ہزار
گلشن سے اسکو کھینچ نکالیں گے کر کے خوار
ہے کون تک بتا تو مجھی وہ بزرگوار
اتنا تو ہو سکے عاقل فرد اتا و ہوشیار
ہے یہ وہ جسکے خوان کرم کا تو ریزہ خوار
کرتی رہے سرا سرا اعدا یہ کا زار زار
و ہیں یہ تو پڑھا یہ مطلع رنگین و آبدار

دیوی نہ ترے نام سی گلشن مین گر بہار
پہولون کو آب و رنگ کا لیتا ہو ناگوار

ترے سخا کی یاد سوا خاک پر نہال
پہلا وے باغبان تو ثمر وے بشاخسار

ناخن بغیر غنچون کی گانٹہین نکہل سکین
تیری سخا جو باد سحر سے نہووے یار

میخانۂ جہان مین کرم سی ترے نہین
کوئی شکستہ حال بجز توبہ و خمار

برسا ترا سحاب کرم یہان نہین کر اب
ہوتا ہی رنگ آتش یاقوت آبدار

جو کچہہ کہا مین اسکو خوش آمد نہ سمجہیو
یہان ارث ہی شجاع و سخی ہونیکا شعار

وا وا ترے کا دست کرم کیا بیان کرون
سایل کو نان و حلوہ اور اونٹو کی وقطار

رکہیو اب آگے مطلع تازہ پہ گوش جان
خورشید کی تمنا کوئی کرتا ہی ذرہ وار

موج گہر سے بہر او دہر کرے گذار
گر اپنے ابر فیض سی اتنا کہے بہار

اور اسکی یو جہتے ہو شجاعت سہن رکہو
از دہ کے جیسے جب ترے رخت وہ بہا شخوار

یکدم جو اسکی تیغ کی برش زراہ سہو
دل مین اگر خیال کرے اپنے کو بہار

اجزا جو منجمد ہین جمادات کے سبہ
یا جاوین جون جو اس جہان بل بعزار

جس نو دیبی پر کہ تر قضا کار گر نہو
خائی کو اپنی آشین سے پہوڑ نہ دہ دوسار

ترے بہی تیر و تیغ کی ہیبت سی یہان تلک
تا دخش و طیر نے کی سلح یونہی اختیار

ڈر تا ج کون سی نہین پہنے جو زرہ
ہر ایک کرگدن کے بدن پر سپر ہی چار

ارجن کبہی کمان کو تیری دیکہہ بہیم سے
اپنے تئین تو کہینچا اسکا ہی سخت کار

جس سمت رخ کرین تو سیدان سے گئے شمع
گرزند کی عزیز تو بہیا تو کر فرار

روئین تن اسکے آگے لیس دیش تن کہوں
لے شرق تا بغرب اگر باندہ کر قطار

ہو فار تیر بولے کہ سینے پہ آ گلے
بیکان کو رکہہ کے جاوین نجیلے کی پشت یار

دل پر ترے یقین ہی کہ سیدا ہمین جسکہ ہی
کھو پر کرے اسس آن مین ستم کا گاو زر
سننے کا جو بھی پر زد و دعا کے روز
تیلا ھر ایک پانی سی ہو کر ترے حضور
ہو جسم سی علیحدہ پاوے سر عدو
قسمت کی ایک بول اٹھی یون اسا گل
یون سر عدو کے سینے کو اسمین ترو لو
وصف سپر تو کیا کرون جسکا ہر ایک سول
گلگون کے تیری وصف مین کیا کیا سنا کرو
اس حصر مینا کری ہے وہ اسطرح شوخ حیات
رانون مین یہہ شبک جو پہر سطح آب پر
مشرق کی سرزمین سے مغرب کی سمت کو
اس عرصے مین پہرا کہ شاید یہ سمجھتی یا نہیں
بیرمین ہون بہتر ذکا عدو کے سر علام
ڈبے اسی تو اشیہ نو جاتا وھن لو ہے
رتبے کو تری جاہ کے مین کیا بیان کرون
ہوتا نہ رنگ اطلس گردون جو سبا تمہی
شہتیر کہکشان کے تھی بہی ہوا جو سب
تہے مہر و مہ بہی خوب سے گجیہ باد و زشونکو
لیکر مگر خطوط شعاعی کو اسمین سے

للکارے تو بلون کے مین کہیج کر تلوار
بیت الخلا کو یاد کرے سام نابکار
ہو جائین تیری سامنے آسمین گرفتار
ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار
نیزی تری یہ گر چمن رزم مین قرار
لایا ہی کسکے مین قدم سی یہہ سرو بار
جون سیخ مین کباب کے تکون کو بادہ خوار
ہو جای روز رزم عدو کے گلے کا ہار
گرد اسکے کہنچے جب گل رنگ حنا حصار
تڑپے ہی جون نسیم چمن ہو کے بیقرار
ٹوٹے حباب سم تلے اکثر نہ زینہار
اس برق وش کو پہینک دے گر ہوتے تو سوار
گر پہینکنے مین نعل سی اسکے جہڑین شرار
میدان کے روز تجہسے جو ہو جا ذرہ و دچار
اڑ جائے باد تند کے آگے سی جون غبار
جسکے ستون و ہم فلک کے سکے حصار
خیمے کو آستر کے ترے تہا یہ جامہ دار
دو کرتے چیر کر تو نہ تہے وہ استوار
پیر مند رہی مین برسون کہ اتنی کہ بیشمار
ہو جائے طنابین سو کتنا یہہ پود و تار

سرکار عالم فلکی مین تو کچھ نہین ۔ میخون کے واسطے ہین زمین پر کچھ بسار
قالین کا اوسکے فرش کے اتنا ہی عرض و طول ۔ صد فصل گل ہو سکے جسکی نمونہ وار
جتنا ہی سطح روی زمین آسیہ گرا ہے ۔ جس فصل گل بچھاؤ تو ہو موسم بہار
جب آن تو قدم رکھے اسپر سرا خشتہ ۔ کھل جاے دیکھتے ہی تجھے چشم روزگار
اور ہوئیگا بھی یون ہی تو خاطر کو جمع رکھ ۔ صدقے سے نیچ تن کے بتائید کردگار
سودا کرتے ہی عرض کہ تیرے خزانہ سے ۔ پھر پھر سپہر نے لینا ہی مجھکو زر عیار
بالفعل اس قصیدے کا بانگے ہیہ صلہ ۔ اوسکے تئین خطاب دے زرینہ بہار
کیسے مین دو ستون کے ترے شکل ماہ مہر ۔ ہو سیم و زر برآن مین کیا نیل دکھنہار
ہاتھی کے ساتھ ساتھ یہہ کہتا چلے عدو ۔ مفلس ہون کچھ دلا مجھے تو انعام دار

قصیده تعریف مین وزیر الممالک نواب آصف الدوله بهادر کے

گر فلک اب یہہ مہربان ہووے ۔ جون تگرگ ابر درفشان ہووے
دخل کیا ہی کہ اسکے جینے کا ۔ کسی انسان پر گمان ہووے
خلق کو اسقدر ہی استغنا ۔ نہین ممکن کہ وہ بیان ہووے
رہرو آگئے اگر ترا ہو گہر ۔ دور ٹھوکر سے گردان ہووے
در پکنچنے پر نہین اب رسم ۔ کنجی و قفل و پاسبان ہووے
متمول یہہ خلق ہے جسکے ۔ قاصر اب کہنے مین زبان ہووے
جو گدا روز و شب کہ سایل تہا ۔ چاہئے رشک خسروان ہووے
کبھو دیکھا نہ یون کہ زر بے قدر ۔ اسقدر زیر آسمان ہووے
رہ گو روزون کی نظرون مین اکثیر ۔ بد تر از گرد کاروان ہووے

در و در دروازہ یون ہی اب کس کا
کہ نہ ویان میل و میلبان ہووے

کون ہے جسکے تازی و تر کی
نہ پہڑکتا سر پیران ہووے

نہین ہر مین کیسکے اب وہ لباس
کہ نہ قیمت مین جو گران ہووے

نہ کوئی باندہی جب تلک ہتیار
نہ طلایا نہ تہہ نشان ہووے

خوان نعمت نہین ہے ایک کا یون
جسپہ تا سو نہ میہمان ہووے

عیش و عشرت ہی ہے سدا و سامان
پیر ہو کوئی یا جوان ہووے

ہے جو کچھ جسکے نہ ہے اسکی عطا
آصف الدولہ در جہان ہووے

بلکہ کر جسکو خلق بولے ہے
تو ہو اور عمر جاودان ہووے

پرورش کسکو یون ضعیفون کی
تجھ سوا زیر آسمان ہووے

در دولت سرا تلک تیرے
آو ہی لشبہ تو پہلوان ہووے

کم بغل جو نظر پڑے تیری
وہ بذیل تونگران ہووے

ہے غلا تو محال ہے یہ سخن
حکما کا غلط گمان ہووے

جس جگہہ ہی مگر ملا خالی
تیری بخشش سے بحر و کان ہووے

کہین گردون سے عسیر ہر رہ دور
جسپہ اک دم تو مہربان ہووے

چیز بے قدر کو جو دے تو قدر
قدر دانون مین ارمغان ہووے

کیا عجب ہے تیری مروت کا
جس جگہہ ذکر اور بیان ہووے

لعل و یاقوت کی طرح اس جا
آب و آتش کے تن مین جان ہووے

دہر مین حسن خلق سے تیرے
خلق رطب اللسان جہان ہووے

ہوسے مذکور خلق کی ہر سے
دہن خلق عطردان ہووے

جا سے بجا تیرے قلمرو مین
کب توانا سے ناتوان ہووے

ذرہ خاک کی حفاظت کو   باد تند آسکے پاسبان ہووے
سنگ اس عہد مین ہو وہان پانی   شیشہ گری جہان دکان ہووے
آگے بجھہ تیغ کے عدو کا اگر   دل پہاڑ آہن استخوان ہووے
کاٹ اسکا سبہ گری اسکی   روز میدان کے امتحان ہووے
کوسی اسکا نہو جورو نے کو   دیدہ زخم خون چکان ہووے
تیر تیر انگاہ چشم قضا   اسکو دیدار دشمنان ہووے
بادیا تیرا تعالے اللہ   جلوہ گر آسکے وہ جہان ہووے
تیز رفتار دیکھہ کر تیزیہ اسکی   خلق کو اسپہ یہہ گمان ہووے
کیا عجب ہے کہ برق کا شعلہ   اسکے تیغے کے درمیان ہووے
صرصر اسکے قدم کو پہر نہ لگے   تنگ کشادہ اسکی گرعنان ہووے
جہد کرنے کا دل مین ہو جو خیال   مجہسے آگے تو کیا بیان ہووے
اس جگہہ تک جہان مین جسکا بعد   دور از وہم انس و جان ہووے
لاکہہ بار اک پل کے عرصہ مین   پہنچے جس جا سے پہر یہہ وہان ہووے
فوج کا تیری کر سکے نہ شمار   گر شمار و حساب دان ہووے
کثرت اسکی سے جب تو ہووے سوار   لبکہ پر گرد آسمان ہووے
آنکھین مل مل یہہ مہر ہووے نور   جیسے شیشہ بہ تابدان ہووے
دود ہو یہہ بلند توپون کا   آتش انگیز جب وہان ہووے
سقف حمام جس طرح ٹپکے   قطرہ زن چشم اختران ہووے
اسکی آواز سے بدشت کوہ تہ   زلزلہ یہہ جہان تہان ہووے
بکف دست جسطرح سیماب   حالت کوہ یون عیان ہووے

وہی ہے جو حق نے تجھکو حشمت دی
فہم وہاں تک رسا کہاں ہووے

تیرے خیمے کی ایک ہو جو طناب
نصف اسکے نہ کہکشاں ہووے

بیچے اس بارگہ مین جب مسند
رشک صد تخت خسروان ہووے

قالین اسکی ہر ایک پا انداز
بہتر از باغ و بوستان ہووے

دیکھئے تب تجھے کہ تو جس دم
بیٹھ کر اسپ حکمران ہووے

تو وسر گرد ہی جتنے ہیں اُس مین
کوئی نواب کوئی خان ہووے

دست بستہ مطیع فرمان کا
روبرو زیر سایبان ہووے

تجھ سا آفاق مین ہو جب ممدوح
اور سودا سا مدح خوان ہووے

نہین شایان کہ عرض مطلب کی
اسکی ہر بار بر زبان ہووے

اب دعا وہ کرون ہون جسکے سبب
آمین آمین بہ حافران ہووے

شادی و عیش و خورمی ہر روز
آکے تجھ دور سی تو امان ہووے

جاہ و دولت کا تیری تا بہ ابد
حق تعالیٰ نگاہ بان ہووے

قصیدہ تعریف مین بسنت خان کی تو

بکل حرص نام شخصے سودا یہ مہربان ہو
بولا نصیب تیرے سب دولت جہان ہو

گر اشرفی روپے کی خواہش ہو تیرے تئین
ظاہر ترے یہ ہر جا گنجینہ نہان ہو

لعل و گہر کی ہووے تجھکو اگر تمنا
مصرف کئے یہ تیرے اشیا بحر و کان ہو

عمدہ تو اسقدر ہو سرکار بیچ تیرے
سو ورلغ سے زیادہ خیل بلا زمان ہو

جاہ و جلال یہان تک دیوے تجھے زمانہ
جب ہو تری سواری صد فیل پر نشان ہو

گر ملک چاہتا ہی تو تخت بیچ تیرے
ہندوستان سے لیکر اور تا اصفہان ہو

آگے تو کیا انھون مین کل جانتا نہ تیرے
قبضے مین تیرے زمین سے اور تا آسمان ہو

سنکر یہہ حرف بولا ہو دا کہ قدر و رتبہ
یہہ تو بڑے ہین اتنے آفاق مین کہ جنکو
عمدہ تو وہ کوئی ہے نزدیک فہم جسکی
نام انکو سی بہتر دنیا مین کیا ہے شان نے
لعل و گہر جو پوچھو شہر مین اور ریا فی
ملکون کی سرزمین سی حاصل ہوئی آخر
ارض و سما کا ہونا قبضے مین ہیچ ر اپنے
جو کچھہ کہا ہی تو نے مجھکو یہہ سب بیان کر
دیکھے سی جسکا جلوہ پاکیزہ طینتونکی
جو مرتبہ جہان مین ہے نیازیون کا
یہہ وضع لاڈیا ہی کہتا ہی وہ کہ یہ گو
بلبل کو گاہ شکر انعام بوستان ہو
لاکہون وے جسجگہہ مین دگرگ کو حریدے
جس قدر و رتبے مین ہی بے نیا ر ہی اسکے
رخصت ندیوی خاطر یہان کو تنگہ کو
گر معدلت پہ آوی وہ گلشن جہان مین
مشت حباب جو ہے مرغ ہوا نہ چہوٹے
جب ناتوان کی اسکو منظور پرورش ہو
میدا مین جب کہڑا ہو استاد سے اپنے
منہ موڑ نہ سکنے اسکے مین ترکی فاکا

لب اشرفی روپی کا نزدیک انکا اعلان
کیسے سی دور کیجے کام ابیات روان ہو
اہل کمال آگے دنیا مین عز و نشان ہو
یہہ بہی کوئی نشان ہے جو فیل پر روان ہو
رتبہ نہ انکو بیش ارباب ہمتان مین
دو مشت خاک جسمین الکشت سخوان ہو
مے دعوی خدائی کیونکر مجہی گمان ہو
مین اور میرے سر پر مرا اسنت ہا
انکہون کو امن ہو مری زبان ہو
سمجھے ہے وہ جو کوئی اسکا مراد آن
اشعار مین غزل کے ممکن نہین بیان ہو
پہولون کی بو سی گاہی گلشن مین ہو
بکتا ہو یک نگہہ پر یوسف جہان گران ہو
پروا و اغتنا کی قدرت کہان وہان
عالم کا گو کہ اسمین برباد جان و مان ہو
انکہون مین باغبان کی بلبل کا آشیان ہو
شبنم کے دانو مین سی دانی کہا گر زبان ہو
ہو اور اسکے سائے نیچے آوی تو بیلو آن
حلقہ بگوش اسکے ہرچند وہان کمان ہو
ستہی وہ خاک و خون مین اسکی جدا جہان ہو

خورشید اسکی خو کا ذرہ جو ہو معاب
جوہر تو کیا تہا ذن شمشیر کا ہین اسکے
کرتا ہون ذکر جس سے اسکا دہ یون کہے ہی
سنکر وہ شخص بولا ہم بہی ملینگے اس سے
یہہ حرف اسکے منہہ سی نکلا تو سنکے ہو دل
کہہ دل ہین گاہ جیمین گہہ چشم ہین بسے ہی
ہووے بہی گر معین اسکا مکان تو کسکے
محلس کے دراسے وہان یہہ دور تہی کر وار
طاقت ہی یہہ کہ باہم خفا رہون مخاطب
ایسا ہون ایک ہین مین جا کر حضور اسکے

صحن چمن ہین گلگون گر تیری رہ گذر ہو
تک چہیڑ لے روش پر گر اسکو آنکہو تک
انداز چہیڑنیکا یہہ کچہہ ہی جو کہا ہین
ان سر عشوون سی تڑپی تنگی سی اسکے ادہر
کہتا ہی وہ جو دیکہی اسیر ہوا رسکو
شان و شکوہ تیری ہا تہی لی کیا تہو مہر
ہے سر بلند اتنا یہہ تو عجب نہین ہے
مستک یہ رنگ اسکے اسطرح جلوہ ایکہری
دانتون کے بیچ اسکے ہی جسقدر ہویدا

ہیبت سی وہ ت بدن وہ جون بید بر بالون
جسکی پرسش اٹہی سی دانا کو امتحان ہو
جب رہ گئے دلکو یون ہے کہان ایمان ہو
یا سود ہووے اسمین یا جان کا زیان ہو
کہنے لگا غلط ہی اے یار یہہ کہان ہو
ملتا ہو تب معین اسکا اگر مکان ہو
وہان پہنچنے کا نادان دل کے یقین گمان ہو
پروانہ نے اجازت نزدیک شمعدان ہو
سر اگلے گو دہن مین جون غنچہ بے زبان ہو
مطلع اگر پڑہون یہہ دل اسکا شادمان ہو

ہر گل پیادہ ہوکر وہان ظرف گلستان ہو
جس جسطرف تو پلٹے اسطرف روان ہو
تک وہم ڈالنے کا دل کے جو درمیان ہو
عرصہ یہہ شش جہت کا دام کبوتران ہو
یا رب ہمیشہ جلمین یہہ بیت یہہ جوان ہو
حیرت کی جا ہی اسکی گر چرخ آسمان ہو
آنکہس یہ ماہ نو کے گردشت فیلبان ہو
گوشہ نام لاکہہ ہوے یہہ لطف کہان ہو
وصف رخا مست اسکا کیجے تو کیا بیان ہو

اس ذات سے تو ہم اس ذات پاک کے ہی پہنچے نہ اکدن مین تا بہ ثبات درمیان ہو
ابر سے ٹپکتا آدمی ہے جس طرح سنتے مین حسن اسکے چلنے کا یون عیان ہو
اس قد و قامت او پر یہہ حسن کے اسکی زنجیر پا بجا ہی گر زلف مہوشان ہو
پایل پھول سا پر کیا کیا کہون تن خوبی اصلا کہین جو اسمین شوخی ہو بیکران ہو
کجیا کہ تک عبادت جیہڑ تو یون چلے ہی عاشق کے وصل کی شب جسطرح روان ہو
ہاتھی مین یہہ چلا و اک ہو سوا اسکے تشبیہہ یاب جسکے رفتار خوش قدان ہو
ر سے خدا جہان مین اسکو ہمت و کرے تشبیہہ یہہ مسلم کب نزد شاعران ہو
جیوقت تہان پر سے کہوے او سے عبادت ہمت سے تیری اسکو خطرہ یہہ زمین و زمان ہو
دیو بنکے بخش مجہکو ناحق کہین صلا مین یا رب جو ضو ہماون تو وہان خوان ہو
اور دیکھے تو سے خطرہ یہہ اسکے دل کا ہمت سے تیری کیونکر اسکو نہ یہہ گمان ہو
ادنے جو مرتبہ ہی ہمت تیریکا اسکو پہنچے نہ وہم حاتم جنبک نہ نزد وہان ہو
ابر ہم سے تیرے کر بخشش گہر بر یکقطرہ جوشش باری تو بحر بیکران ہو
خورشید دست سائل ہو جائے آسمان پر تیرا علو ہمت جسوقت زرفشان ہو
لیکن نہ سمجھو یہہ اس گفتگو سے ہرگز منظور مجہکو تیری ہمت کا امتحان ہو
کسو اسطے کہ مجہکو تنا ہی چاہیے ہے حاجت ہو اک تن پر کہانیکو نیم نان ہو
سو تو زیادہ اس سے تیرا کرم ہے مجہپر کفران نعمت اوپر قادر نہ یہہ زبان ہو
اتنی ہی آرزو ہے کچھہ عمر ہو جو باقی معروف جہان مین اسکا تیرے قدم کے نیچے ہو
تک جائیکے ہی لوٹی دروازے تیرے اکر پہنچے جو تیرے در پر وہ سنگ آستان ہو
تا مہر و مہ فلک پر پلیت بین درخشان یہہ آستان بدولت مسجود دو جہان ہو

قصیدہ مدح مین شاہ عالم بادشاہ غازی کی

ہے اشتہار تجھ سی مرا ایفلک جناب / رخشندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب

اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شور / نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب

ہے یہہ جہان مین وہ دولت ترا کہ یہان / ناکام بخت ان کے ہوتا ہی کامیاب

قطرہ تجہ ابر فیض سے پہنچے جو سوے بحر / جاوی رگ گہر تی چرخ کو موج در خوش آب

دریا کو سیر کشتی سی تیری یہہ ہی یہہ شرف / لادے عجب نہین جو ہما بیضۂ حباب

روشن دلونکو گر ہو مسجود در ترا / رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ آفتاب

معراج وہ نبی کی جو ہی عرش کے پرے / معراج امت اسکی جو اس جا ہو باریاب

یہہ عدل ہی ترا کہ قوی کو ضعیف پر / کرنے سے اب تعدی کے اتنا ہی اجتناب

کنجشک کے چلے نہ وہ تیر اشیان تلک / پر گیرے مین لگائے جسکے پر عقاب

ہیبت سے کانپتی ہے مناہی اب اس قدر / سو جائے کیا عجب غرق بید گر شراب

پہنچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک روز / از دست محتسب کوئی تا پای احتساب

سامان تیرہ روزی ہے بہر سر عدو / تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

کیا تاب ہے عدو کی جو ٹہہرے ترے حضور / سنکر نہیب قہر کو تیرے گہہ عتاب

سر برت پرت کوہ کا یون اڑ چلے اگر جو / کہل جاے باد تند سی شیرازہ کتاب

جز ماہ نو قرینہ نہین تجہ کمان کا / ترکش کا جیسے خطوط شعاعی نہین جواب

اس رخش برق وش کے سم کی صفت مین تنہا / مین نے کیا ہی مطلع روشن یہہ انتخاب

رانون مین اسکی صورت سیماب اضطراب / دیا لاک تر خیال سی اور وہم سی شتاب

گلگون بھی اسکو گئے تو یہی ہے یہ سخن بجا
آئی ہے باس جسکے عرق سے یہ از گلاب

تک رہ عنان کشیدہ تو اسے گر نہ خرام
ہے آرزو صبا کو کہ لوٹے یہ برکات

بخشی ہے جو تجھکو حق نے جو انجمن سلطنت
شیب زمانہ کو ہے یہ ہوئی جو آتش شباب

نزدیک شام کچھہ یہ شفق ہو لیتا نہین
کرتا ہے چرخ پیر حنا باندھ کر خضاب

اس بارگہ کو کیون نہ فلک مرتبت کہون
جسکی بلند کا کہکشان سے ہی رسن طناب

استادہ ہونے مین یہ ہی کچھہ اسکا علم
اٹھتا ہے جس طرح شفقی رنگ سے سحاب

رفعت سر ایک جو بکی برتر خیال سے
کوئی مین قطرہ و ہم کے آدمی یہ کیا حساب

جو بیچ مین باد ریشونکی اسکے مین کیا کہون
جون معجزہ بھی سے ہو و حصہ یا بتاب

اس اس روش کی قالی گلگون سے آنکھین
دیکھی نہ ہوگی ہو سم گل نے کبھی بخواب

برج حمل کی طرح سے ہے اسکے بیچ تخت
تو اسمین یون شرف سے ہو جون گھر مین آفتاب

سودا کرے ہے ختم دعا یہ پر سخن
اس جا نہین ہے طول سخن مقتضائے داب

اس تخت پر بلند اقبال بیٹھہ کر
کرتا رہے تو شادی نوروز احتساب

قصیدہ مدح مین وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

سودا جب جنون نے کیا خواب و خور حرام
لائے گھر اسکے طبیب کے ہی عقل جسکا نام

احوال اسکا دیکھہ کے کہنے لگا طبیب
اب فصد و مسہل اسکے لئے ہے یہ مدعا تمام

کہنے لگا سن اسکو وہ دیوانہ در جواب
معجون لہو کہان یہ ترا ہے خیال خام

جو کچھہ کہ میرے تن مین لہو تھا سو اسکے لئے
عامل نے خیر آباد کے پیکر لیا تمام

مسہل طلب کرے ہے غذا کی زیادتی
سو مجکو ماہ عید بھی گذرا ہے صیام

کیا سودا اس علاج سے کہہ اسکے ما سوا
تا اپنی مین دوا کرون اب کے فرفرام

تب آن نے یون کہا کہ بتا دیتین وہ علاج
اس فرد سے تو پا کے شفا تا ہو شاد کام

اسکے حضور عرض یہہ کر جبکے سایہ تن
سنتے ہی یہہ نوید قصیدہ برائے نذر
ای وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بجا ہے عام
دیتا ہی تیرے عصر مین آے عادل زمان
کیا کیا کیا ہی خوبیان سے حق نے تجکو خلق
مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق
تیرا ہی بار حلم ہی الصاحب وقار
آوے نسیم اگر چمن خلق سی ترے
تجہہ نعرہ غضب کی یہہ صولت اگر سنے
زہرہ ہوا آب سینے مین ہیبت سے شیر کا
اشجع تو اسقدر ہی کہ میدانمین روز جنگ
غالب بہی گر بنے وہ علم اسکی دیکھکر
تیغ سنجا بہی ایسی حسب ہلاک دل
سائل کے گہر مین کب تری بخشش سما سکے
باغ جنامین آج تو وہ نخل سبز ہے
تیرا ہی اب تر و زمین سے فلک جناب
پیدا خواص سائی مین اسکے ہما کا ہو
مین رخش باد پا تری کی شکل کیا کہون
اٹہی غبار سم سے ندیکہا کہ جب عنان
پہنچا نہ اسکا سایہ بہی اسکے قدم تلک

مور ضعیف پیل سی لے اپنا انتقام
لیکن اب اس جناب مین حاضر ہوا غلام
نوشیروان پہ عدل کا گویا ہے اتہام
زخم جگر کو سودہ الماس التیام
اپنا ہی روزگار کے ای فخر و احترام
پایا مین تیری شجاعت و ہمت سی الکلام
کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہے قیام
خوشبو جہانیونکا ابد تک رہی مشام
فیصل ہون بر و بحر کے باشندگان تمام
ترپہی نہنگ پیاس سی ماہی ہوئی حرام
کیا تاب رو برو سکے ترے رستم و سام
تصویر تری تیغ کی کہنچے جو بے نیام
پاتے ہین گڈہے غمونکے یک ساعت انہدام
جب اسکے گہر کا تابفلک ہو پشت بام
پہنچے ہی چار فصل ثمر تجہسے روم و شام
بے قفل دے بے کلید در فیض سے مدام
تجہہ مزرع کرم سی جو چننے دانہ گر حمام
بجہہ تو جو رکا ہی و لیکن فرس نام
اچہلے جو فاش زمین سی زمین تک لگام
تا اسکی تو نے رد مین عناکو لیا نہ تہام

اعدای بدخصال کی بنیہ کے سیتے
ہو ذکر تو کنان ترے اقبال پیش تیر
تو وہ وزیر ہیئہ کہ حیران ہو زمین
کچھ کم نہین جہان مین سلیمان سے تری جاہ
مطبخ کا ایک خرچ ترے کیا بیان کرون
فیض اُسکا اسقدر ہی جو اُسکی ہین نزد و دور
رتبہ ترا ہی وہ جو کرے قصد اُدہر کو وہم
ذرہ کرے ہی خاک کا اُسکی فلک نثار
تجھسی کی کوئی مدح و ثنا مجھسے ہو سکے
اس نظم سی غرض ہی مجھے غرض دعا
اپنی تری جناب سی اتنی ہی عرض
منت رکھہ روا یہہ مجھپہ کہ عمال کے تئین
انصاف سے کرے وہ ہو عطا اس جناب سے
دیہات جو ہین مصرف مطبخ کے اُنمین سے
ای گنج بخش خلق مرا ہی جو مدعا
ہو دل اس ابخوش کھائی اُدہر سے
تا مندہ حیتلک بفلک ہو دین مہر و ماہ
دنیا ہو اور تو ہو الہی بحضور می

اس برق و رعد کی ہیبت یہ ترا ہو حسام
نصرت کرے جلو تری اور فتح اہتمام
شاہان عصر دیکھ کے تیرا یہ احتشام
گو السنہ یہ آصف دولہ ہی ترا نام
اس ذکر کو کفاف نہو صد زبان بکام
خوان کرم یہ تیرے وہ دیتے ہین صلائے عام
پہنچے نہ ماندگی سی بیک کوچ دو مقام
خنجر گل زمین یہ سیر کرکے تو تمام
مین کیا ہون کیا زبان مری کیا مرا کلام
مقصد مرا قلیل ہی پہنچے بالتزام
کس کس کا ہاتھی ہون کہا کر ترا غلام
تیری سلامتی مین کرون مجرا و سلام
اورون کی مین سماجت و منت کرون مدام
اس نقد کے عوض ہو مجھے صحنک طعام
کرنا روا حضور ترے کسقدر ہی کام
اس نظم کا تو مدعا تھا یہہ احتشام
تا جلوہ گر رہین بجہان صبح اور شام
تیرے نصیب جام سے عیش ہو مدام

قصیدہ مدح مین عالمگیر ثانی کی

رکھی ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ — بحق اشہدان لا الہ الا اللہ
فلک پہ سنبلہ ستارہ تا قیام جہان — پہرا کرین تری مرضی شریف کے ہمراہ
لبان پر تو خورشید آسمان تے زمین نے — تری چراغ سی روشن ہمیشہ مشعل ماہ
سجود در سے تری بہرہ ور ہوون اہل زمین — رہی رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ
لبان رشتے کے دانون تسبیح کے ہووے — تری ولا کو رہی اسطرح دلونمین راہ
ہے نام پاک کو کہتے ہین جسکو عالمگیر — خدا ہمیشہ رکھی زیب و زینت افواہ
بجا ہی تجکو سلیمان جلال گر کہئے — کہی وزیر کا تیرے خطاب آصف جاہ
علو مرتبہ ترا نظر کرے جو کوئی — رہی فلک ہی کو اسکی بر تک شمع نگاہ
نہانے جو ترا آفتاب کو پہنچا — سر آسمان نے پہنچی سی آسمان یہ کلاہ
نہین کلف یہ فلک سیر کا تری تیغ نگر — بغل مین حاشیہ اپنے چلا کرے ہے ماہ
کرے جب تو عزم پشت پر اسکی — رکاب دار کے اقبال ہووے بسم اللہ
جدھر کو تو ہو جلوہ ریز بہر ترا آگے — ظفر جو ظرف تو ہووے تو فتح پیش نگاہ
جہان پناہ تری درگہہ عدالت مین — کسیکو دیوے اذیت کوئی معاذ اللہ
جلے جو شام کو پروانہ بزم مین تری — تو صبح شمع کے آتا ہے سر پہ روز سیاہ
ترا ز سنگ سی خاشاک کو جو پہنچے ضرر — لے آوے کہینچ دیوان مین کوہ کو پرکاہ
رم ہبی اتنا ہی ترا ہی خلق کے اوپر — کرا و غور سی خالق سبہی کے ہی آگاہ
امید عفو ترا اتا نہ ہے ضامن ہو — کوئی نکر سکے ہرگز کسیطرح کا گناہ
جو مشت فیض تو کہوے کسی یہ مثل صدیق — تو موج آب گہر سے دہ نکلے کر کے شناہ
کرے ہے عرض یہ سودا خوب اقبال قدسیمیر — زمانہ چاہے تہا تجہکو رکہے بحال تباہ
تجہہ آستان یہ وے لئے اٹھ دستی ظل تعالی — ہوا ہے آن کے حاضر یہ بندہ درگاہ

پس اب جہاں میں کوئی خوش تصنیف
امید جیسی برائی ہو اپنی خاطر خواہ

کیا میں فرض کرے اس سے زیر بال ہما
جنہیں حصول ہو جمشید کی سی شوکت و جاہ

بر آئی اوج سعادت سے جیسے کیا نسبت
وہ پہنچے قلعہ ہمانک میں تا بفضل الہ

غرض کروں ہوں دعائیہ یہ میں ختم سخن
اب کی ترقی ہے طول کلام ہو کوتاہ

الہی تا ہو جہان تو ہو اور دنیا ہو
جہان کی خوبی ہے تو اتنی جہانیوں کی پناہ

قصیدہ شہر آشوب

اب سامنے میرے جو کوئی پیر و جوان ہے
دعویٰ نہ کرے یہ کہ مرے منہ میں زبان ہے

میں حضرت سودا کو سنا بولتے یارو
اللہ ہی اللہ ہی کیا نظم بیان ہے

اتنا میں کیا عرض کہ فرمائیے حضرت
آرام سے کٹنے کی کوئی طرح بھی یاں ہے

سن کر یہ لگے کہنے کہ خاموش ہی جا
اس امر میں قاصر تو فرشتوں کی زبان ہے

کیا کیا میں بتاؤں کہ زمانے میں کئی شغل
ہے وجہ معاش اپنی سو جس کا یہ بیان ہے

گھوڑا لے اگر نوکری کرتے ہیں کسو کی
تنخواہ کا پھر عالم بالا پہ مکان ہے

گذرے ہے سدا یوں علف و دانہ کی خاطر
شمشیر جو گھر میں تو سپر بنئے کے یہاں ہے

تا بیت جو دگلا تو نہیں موزہ تحصیل حال
ترکش میں نہیں تیر اگر تیر تو نہ چلہ کمان ہے

کہتا ہے نفر غریبی کو صراف سے جا کر
بی بی نے تو کچھ کھایا یا فاقہ سے یاں ہے

یہ سنکے دیا کچھ تو ہوئی عید وگرنہ
شوال بھی پھر ماہ مبارک رمضان ہے

اس نہج سے جب جڑ کے چکے چھتیس مہینے
تنخواہ کا پھر ٹھیک اس شکل سے یہاں ہے

لیتے ہیں باین روسیہی وہ نود و ماسہ
تک ہو قبض دیر لگی کی جنہیں تاب و توان ہے

قاضی کی جو مسجد کے بیاں بندے کے آتے ہیں
بیٹھا ہوا اس شکل سے ہر پیر و جوان ہے

ملا جو اذان دیتے تو منہ موند کے مسکا
لکھتے ہیں کہ خاموش مسلمان کہاں ہے

بولا جو خطیب اسمین تو ماری ایسی اک ہول
رہنگئے ہی گدہا آٹھہ پہر گہر مین خدا کے
اور وہ جو ہین کم زور سو دہات آنکے بہی
اُٹھہ اٹھہ کے دکھاتے ہین اٹھہ حال اپنا یہ
یون بہی نہ ملا کچھہ تو سر اک پالکی آگے
کوٹہی سر پہ کئی خاک گریبان کو کر چاک
ہندو و مسلمان کا پہرا وس پالکی اوپر
یہہ مسخرگی دیکہکے خواجہ صاحب اُترتے ہی
گر سو جتی جا کر کسی عمدہ کے مصاحب
وہ جاگے جو راتونکو تو تسبیح بہ دو زانو
سب وقت خبر رکہ اُسکی جو اپنی ہو ہو
گھڑیال کی نسبت ہین ہوئی گنتے ہین گھڑیان
خمیازے پہ خمیازہ ہی اور حیرت اوپر حیرت
صیغے یہ طبابت ہے بہلا آدمی نوکر
صحبت ہیہ اُس سے اگر آفت کی تئین جینک
دیتے ہین منگا تیر و کمان ہاتہہ مین اُسکے
اور ما حضر اوپر جو وہ نواب کو دیکہے
مطبوخ پہ خربوزہ ہے اور خربزہ پہ دودہ
یہہ بہی تو نہین ہے کہ اسی پر ہو قناعت
استمین ... ہمیشہ ثابت ہین وہانکے

ہاتہہ آگیا واعظ تو ہیڑا اور وہیان ہے
نہ ذکر نہ صلوات نہ سجدہ نہ اذان ہے
رہتی ہے کے جو بیچے کی یہہ سراپک دکان ہے
دربار رزا اس عہد مین جو خورد و کلان ہے
اس سیج سی رسالے کا رسالا ہی رواں ہے
کوئی رو ٹہے ہی سر پیٹ کوئی نالہ کنان ہے
اترتی کا تو ہم ہی جنازے کا گمان ہے
کرتا ہی جو دہان عرض تو نے ناہہ نہ یان ہے
اُسکی تو اذیت تری ہی آفت جان ہے
کہتا ہی اگر اپنے تئین خواب گران ہے
سو کیا کہون تجہسے کہ مصیبت کا بیان ہے
اور ریح خلا رو دو سمین جو ان اپنے دو آن ہے
منہہ صورت سو فار کمر شکل کمان ہے
سو دو سو روپے کا جو کسی عمدہ کے یہان ہے
آوے تو وہ اس سے بخشونت نگران ہے
ٹہنڈی ہوا آنیکا گر اس وقت گمان ہے
کہانا تو یہہ کہاتے ہین پر اسکو خفقان ہے
ہی دودہ پہ مخیلی تس اوپر گاوزبان ہے
ان سب پہ تفنن کے لئے بہنی نان ہے
گر بو علی سینا ہی تو وہ سحر بیان ہے

رکھتے ہیں غرض مرد کسی کرنیکو سپاہی
سوداگری کیجے تو ہے اسمیں یہہ مشقت
ہر صبح یہہ خطرہ ہے کہ اٹھے کیجے منزل
لیجا جو کسی عمدہ کی سرکار میں دے جنس
قیمت جو ملے اسمیں سو اسطرح کے ثابت
جب ہووے مشخص ہوا مرضی کے موافق
پروانہ لکھا کر گئے عامل کنے جس وقت
او وہ برسی پھر آئے تو کہا جنس ہی لیجا
آخر کو جو دیکھو تو نہ پیسے ہیں نہ وہ جنس
ناچار ہو پھر جمع ہوئے ملوے آگے
دو بیل کی جا کر جو کہیں کیجے کھیتی
ہیں خشکی و غرقی کے تفکر میں شب و روز
گر خان و خوانین کی لے نوکری و کا
سر عمد کے دروازہ پہ نس پہ بیٹھا
ہر گھر میں وہ جا ہے کہ میں مو ارسا چھوٹوں
دیوان کے بخشی کے بیوتات کے حاضر
ہے بات بلیتا ہی رہے صبح سے تا شام
لاوے جو کچہری سے وہ داموں کا سیاہا
سو باپ یہہ بیٹے ہیں وہ پانسو میں خرچ
دیتے ہو وہ غرض جیسے اڑا کر سوئی ہو دو

گر نوکری سمجھو یہہ طبابت کی کہان ہے
دکھن میں نکے وہ جو خرید صفہان ہے
سرسام بدل وسوسہ سود و زیان ہے
یہہ درد جو سنئے تو عجب طرفہ بیان ہے
سمجھیں ہیں فروشندہ یہہ نزدیکا گمان ہے
پھر مینونکی جاگیر کے عامل ہیں تبرن ہے
کہتا ہے وہ بیا ابھی مجھہ پاس کہان ہے
دیوان و بیوتات یہہ کہتی ہیں گرانی
سر اک متصدی سے میان اور نشان ہے
جو پالکی نکلے ہے تو فریاد و فغان ہے
اور منہہ بھی موافق کرے تو تو سمان ہے
نے چین ہے دلکے مثن نے جی کو امان ہے
اسکا تو بیان کیا کروں تحسین عیان ہے
پوچھے ہے ابھی مرد ہے جی نواب کہان ہے
سرکوچہ میں جو ن آپ چکا بود وہ ان ہے
مانند کنہیا کی جہان دیکھو تہان ہے
پیپل کے پتوے کی طرح منہہ میں زبان ہے
للچی وے موکل کہ یہہ کیا خوب مکان ہے
اور زر کے اجار کا بھی ارد و مرزبان ہے
گہر جا کے پکار ہو جو کہو یہی لالہ کہان ہے

جس وقت سنا یہہ دو مین آواز بدل کر
پہر ہو جو ہو کل سی کہین راہ مین بہیٹا غم
عرفی یہ ہوا میم سیاہ ہے یہ کیا جیم
کا ہیکی غرض عرفی وہ اور کسکا سیاہا
انصاف جو کیجے تو نہین اسکی بہی تقصیر
شاعر جو سنی جانتی ہین مستغنی الاحوال
مشتاق ملاقات انہون کا کسی ناکس
گر عید کا مسجد مین پڑہین جا کے دوگانہ
تاریخ تولد کی رہی آٹہہ پہر فکر
استقاط حمل ہو تو کہین مرثیہ ایسا
ملائی اگر کیجے تو ملا کی سے یہہ قدر
اور ما حضر آخوند کا اب کیا مین بتاؤن
ذکلو تو وہ بیچارہ پڑہایا کرے لڑکے
تسمیر یہہ ستم ہے کہ نہالی تلے اسکی
بہاگے یہہ عمل کرکے جو شیطان کا لشکر
اب کیجے انصاف کہ جسکی ہو یہہ اوقات
جس روز سے کاتب کا لکہا ال مین سر
وہ بیت کے سیکڑے لکہنے کا ہے محتاج
یہہ بہی مین تکلف ہی سے کہتا ہون وگرنہ
اچہا ہو جو ہوتا کا زمانہ مین نہ سر

ایسی کہا گہر مین سے کسی جنس کے یہان ہے
استاد کا جاگیر کے یہہ اُنسے بیان ہے
پروانہ مین تم پر ہون تصدق مری جان ہے
کیدہر کا وہ پروانہ وہ جاگیر کہان ہے
سب ماحصل ان باتونکا اک پرچۂ نان ہے
دیکھے جو کوئی فکر و تردد کو تو یہان ہے
ملتا انہین اُنسے جو فلان ابن فلان ہے
نیت قطعۂ تہنیت خان زمان ہے
گر رحم مین بیگم کے سنین نطفۂ خان ہے
پہر کوئی نہ پوچہی میان سلکی کہان ہے
ہون دور نبیے اُنکے جو کوئی مشنوی ان ہے
یک کاسۂ دال عدس و جو کی دو نان ہے
شب خرچ لگے گہر کا اگر بندہ سہ ان ہے
لڑکون کی شرارت سے سدا خار نہان ہے
دیوالی کو لے ہاتہہ تعقب مین دوان ہے
آرام جو چاہے وہ کرے وقت کہان ہے
ہر صفحۂ کاغذ پہ قلم اشک فشان ہے
خوبی مین خط اب جسکا یہ از خط بتان ہے
آفاق مین ان چیزون کی اب قدر کہان ہے
خطاط کی اتنی ہی رہے قدر جو یہان ہے

ہدیہ ہو سوا پانچ سے لیکے گذری مین جا کر
دمڑی کو کتابت لکہین دھیلے کو قبالہ
چاہیے جو کوئی شیخ جی بہر فراغت
دیتا ہے قوم خرس سے کوئی شملے کو نسبت
اور اسکو جو دیکہے کوئی وہ بہر معیشت
پوچہے ہے مریدون سے یہہ سر پیچ بندہا کر
تحقیق ہوا عرس تو کر دہاری کو نکہی
ڈہولک جو لگی بجنے تو وہان سکو ہوا وجد
بیتاب ہوئے شیخ جو تک وجد مین آکر
گر بال سے سر تا بقدم تو سبہی نس نس
اور ماحصل اس رنج و مشقت کا جو پوچھو
سب سے یہہ ہیچ کہ جو کوئی ہو متوکل
اور بیٹھے ہی دل کو خرافات کا یقین
پہر چرم کے جب لڑکے لگے ہو کہہ سے نہنے
جب زراہ خدا بیسے نکالے کوئی نواب
مضمون یہی رقعے کا کچہہ دیکھیے اسکو
بالغرض اگر آپ ہوئے سفت بزازی
تک دیکہہ نہ منصور علیخان جو احوال
آرام سے کٹنے کا سنا تمہیں کچہہ احوال
دنیا مین تو آسودگی رکہتی ہے فقط نام

یا قوت لگا رہے جو نگا ڈیہہ قران ہے
بیٹھے ہوئے وہان میر علی چوک جہان ہے
چہتے ہی تو شعرا کا وہ مطعون زبان ہے
گنبد سے کوئی پگڑی کو تشبیہہ کنان ہے
اس فکر و تردد سے مین ہر ایک زبان ہے
ہے آج کدہر عرس کی شب لوگ کہان ہے
لے خیل مریدان گئے وہ بزم جہان ہے
کوئی کودے ہے کوئی لوٹے ہے کوئی نعرہ زنان ہے
سرگوشیو مین بہر بد اصولی کا بیان ہے
کہتے ہین کوئی حال ہے یہہ رقص زنان ہے
ڈالا ہوا وہان دال نخود قلیہ و نان ہے
جورو تو یہہ سمجھے کہ نکہٹو یہہ میان ہے
یعنی کو جیتون ہونے کا بابا کے گمان ہے
سرخان و خوانین سے ہمراہ دوان ہے
تب اسکی سفارش مین بہی ایک زمن جان ہے
مداح اماموں کا ہے اور مرثیہ خوان ہے
تم اسکو بہی مت سمجھیو یہہ راحت جان ہے
چہاتی پہ کرک بجلی ہے اور نشتر وہان ہے
جمعیت خاطر کوئی صورت ہو کہان ہے
عنقا ہے یہہ کہتے ہین کوئی اسکا نشان ہے

سو اس پہ یقین کسی کے دل کو نہیں ہے
یہ بات بھی گو زندہ ہی کا محض گمان ہے
یہاں فکر معیشت سے تو وہاں غم محشر
آسودگی حرفیست نہ یہاں ہے نہ وہاں ہے

قصیدہ گہوڑے کی ہجو مین

ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار
رکھتا نہین ہے دست عنان کا یک قرار

جنکے طویلے بیچ کئی دن کی بات ہے
ہرگز عراقی و عربی کا نہ تہا شمار

اب دیکھتا ہون مین کہ زمانے کے ہاتہ سے
موچی سے کفش پا کو گٹہاتے ہین وہ ادہار

تہا ولے نہ دہر سے عالم خراب ہے
خست نے اکثرون سے اٹہایا ہے ننگ و عار

ہین گے چنانچہ ایک ہمارے بہی مہربان
پاوے سزا جو انکا کوئی نام لے پکار

نوکر ہین سو روپے کے دیانت کی راہ سے
گہوڑا رکہین ہین ایک سو اتنا ذلیل و خوار

نے دانہ نہ گاہ نہ تیمار نے سئیس
رکہتا ہو جیسے اسپ گلی طفل شیرخوار

ناطاقتی کا اسکی کہان تک کرون بیان
فاقون کا اسکے اب مین کہان تک کرون شمار

مانند نقش نعل زمین سے بجز فنا
ہرگز نہ اٹہ سکے وہ اگر بیٹہے ایکبار

اس مرتبے کو بہوک سے پہنچا ہے اسکا حال
کرتا ہے راکب اسکا جو بازار مین گذار

قصاب پوچہتا ہے مجہے کب کروگے یاد
امیدوار ہم بہی ہین کہتے ہین یون چمار

حسرت سے اس قصائی کے کہونٹے پہ باندہ کر
گذرے ہے اس نمط اسے ہر لیل و ہر نہار

سر رات اخترون کے تئین دانہ بوجہ کر
دیکہے ہے آسمان کی طرف ہوکے بیقرار

خط شعاع کو وہ سمجہ دستۂ گیاہ
ہر دم زمین پہ آپ کو ٹپکے ہے بار بار

تنکا اگر کہین پڑا دیکہے ہے گہاس کا
جو کے گمان کو آنکہین موند کے دیتا ہے شہ سوار

دیکہے ہے جب وہ توبڑہ دہانہ کی طرف
کہودے ہے اپنے سم سے کوئین تا بپائے مار

فاقون سے منہ ہلانے کی طاقت نہین رہی
گہوڑی کو دیکہتا ہے تو پادے ہے بار بار

ہی اسقدر ضعیف کہ اڑ جاتی باد سے
نے استخوان نہ گوشت نہ کچھ اسکے پیٹ مین
پیدا ہوئی ہے نسبتِ اگن باد اس قدر
گذرے وہ جسطرف تو کبہو اسطرف نسیم
سمجھا نہ جاوے یہہ کہ وہ ابلق ہی یا سمند
ہر زخم پر زبسکہ بھنکتی ہین مکھیان
یہہ حال اسکا دیکھہ کے غرض یون کہی ہے خلق
لیجاوے جو ریا مرے یا ہو کہین یہہ گم
تہا نہ اُسکے غم سی ہے دل تنگ تنگ زین
القصہ ایکدن تو مجھی کام تہا ضرور
رہتی تہی گہر کے پاس قضا را وہ اشنا
خدمت مین جنکی میری آنکی کیا جا کے التماس
فرمایا تب اُنہون نے کہ ای مہربان سر
لیکن کسو کے چڑہنی کے لائق نہین یہہ اسپ
صورت کا جسکی دیکھنا ہی گو خر کو ننگ
بد رنگ جیسی لید ہی بدبو ہے جون پیشاب
مانند منجو کی لگدزن ہی نہان پر
حشرہی نہی اسقدر کہ بحشر اسکی نشت پر
اتنا وہ سست نکلون ہے کہ سب اُڑ گئی ہین دانت
سے سر اسقدر کہ جو تلاوے اُسکا سن

سمجہین کہ اسکے نہان کی ہو دن سوار
وہ ہو سکے ہی دم کو اُنہی کہ جون کمان کو لگنار
ہرگز دروغ اسکو تو مت جان نہار
باد سموم ہو وے وہین گر کرے گذار
خارشت سی زبسکہ ہی مجروح بیشمار
کہتے ہین اُسکے رنگ کو نکسی ابر اعتبار
خنگل سی ہو دیکھے تو وہ چہرا اسکو کردگار
اس تین بات سی کوئی بہی ہے زدوا اسکا
خجگیر کا بہی سینہ جو دیکھو تو ہی فگار
آیا یہہ ذل مین جائے گہوڑے یہ ہو سوار
مشہور تہا جنہون سکئے وہ سب اُنکا
گہوڑا مجھے سواری کو اپنا دو مستعار
ایسی ہزار گہوڑے کرون تم پہ مین نثار
یہہ واقعی ہی اسکو نجانو گے ابکبار
سیرت سی جسکے نت ہی سگ خستگی کو عار
بد بین یہہ کہ اصطبل اوجڑ کرے ہزار
لاجنب وہ زمین سی جون منبج استوار
دجال اتنے منہہ کو سیہ کر کے ہو سوار
جبڑے یہ زبسکہ ٹہوکر ونکی نت ہی ہمار
اول وہ لنگڑے رنگ ببابان کرنی شمار

لیکن مجھے ضرور ہی تواریخ یاد ہے
کم رو تھا اسقدر کہ اگر اسکے نعل کا
ہے مجکو یہہ یقین کہ وہ تیغ روز جنگ
مانند اسپ خانۂ شطرنج اپنے پاؤن
اک دن گیا تہا مانگے یہہ گہوڑا برات مین
سبزی پہ خط سیاہ و سینہ سی ہو اسفید
پہنچا غرض عروس کے گہر تک وہ نوجوان
تہا تو اسقدر ہی وہ کچھہ کہ کم شتاب
دہلی تک آن پہنچا تہا جس دن کہ مر گیا
مدت سی گوڑیون کو اڑایا ہی گہر تلک
ناچار ہوکے تب یہ بندہایا مین اپنے زین
جس شکل سی سوار تہا اس روز سینہ زین
چابک تہی وہ دونو ہاتہہ مین پکڑی تہی مینہہ باگ
آگے تو توبرہ اسی دکہلا دی تہا سیس
سرگزوہ اس طرح سبہی سلاتا تہا ہو مراہ
اس مضحکہ کو دیکہہ ہنسے تہی جمیع خاص و عام
ہنسے اسی لگاؤ کرتا سو وہی یہہ روان
مین آگے کیا کہون کہ ہر اک اسکی شکل دیکہہ
کہتا تہا کوئی ہی تیز کوئی ہی نہیں اب سب
کہتا تہا کوئی مخبر ہو اب اسکی کیا گناہ

شیطان اسی پہ نکلا تہا جنت سی ہو سوار
لوہا گلا کے تیغ بناوے کوئی لوہار
رستم کے ہاتہہ سی نہ چلے وقت کارزار
جز دست غیر کے نہیں چلتا ہی زینہار
دولہہ جو بیاہنی کو چلا اسپہ ہو سوار
تہا سرو سا جو قد سو ہوا شاخ باردار
شطرنج خیت کے درجے کر اسطرف گذار
لیکن اک اور ان کی حقیقت کہون نہیں یار
مجھسے کہا نقیب نے اک روز وقت کار
ہو کر سوار اب کرو میدان مین کارزار
ہتیار باندہ کر کے ہوا اسپہ پہر سوار
دشمن کو بہی خدا نکرے یون ذلیل و خوار
ملک سی پا شکنی کی مری پاؤن تہی فگار
پیچھے نقیب ہانکے تہا اہ تہی کہو مار مار
ہلتا نہ تہا زمین سی مانند کوہسار
اکثر مدبرون مین سے کہتے تہی یون پکار
یا بادبان باندہ لین کے دو اختیار
تیغ زبان سے کاٹ کے کرتا تہا گل نثار
کہتا تہا کوئی ہوگا ولایت کا یہہ حمار
کتوال نے گدہی پہ بجہی کیون کیا سوار

کہنے لگا پہرا اُسی مجمع مین ایک شخص
سمجہو نہیں تو یہہ کہ سپاہی بہیس مین
اُس مخمصے مین تہا ہی کہ ناگاہ ایک اور
دہوبی کمہار کے گدہی اُس آن ہوئی ہے گم
سر اکنے اُسکو اپنے گدہی کا خیال کر
دریا بی کشمکش ہوا اُس آن موج زن
بدبختی اُسکی دیکہہ کے کر خرس کا خیال
رکہتا تہا آگے کوئی سپاری کو منہہ کے بیچ
رشتہ گنتے بہی ہو نکتے تہی کہہڑی اُسکے گرد و پیش
کہتا تہا کوئی مجہہ کہ مجلو بہی لے چڑہا
اُسوقت مینے اپنے نصیبون پہ کر نظر
جہگڑون مین ہو بہو نسی کہ لڑکونکو دولتا جواب
مارے دعا ہوئی مری اُسوقت مستجاب
دست دعا اُٹہا کے مین پہر وقت رو رو جنگ
پہلے ہی گولی چہوٹتے اُس گہوڑیکو لگے
یہہ کہہ کے مین خدا سی ہوا مستعد جنگ
گہوڑا تہا اسکے لاغری و ضعیف و خشک
جاتا تہا مین دبت کے خستکو حرف
جب دیکہا مین کہ جنگکی نوبت ہے اپنے نکلا
دہر دہمکا وہانسی لڑتا ہوا شہر کی طرف

مرکب یہہ گدہا نہ یہہ الب کنا نگار
ڈاین چلی ہی سیر کو ہو چرخ پر سوار
فتنے کو آسمان نے کیا مجہسے آ دو چار
اُس ماجرے کو سن کیا دونون نے وہان گذار
پکڑے تہا دہوبی کان تو کہنچے تہا کمہار
تہا عنقریب وہ پئے خفت سی اک کنار
لڑکے بہی وہان تہے جمع تماشی کو بیشمار
ہو اسکے تن سی کوئی اوکہار رہتا تہا بار
ساتہہ اُس سمند خرس کہا کے ہو حشیم چار
دوڑنے لگا تجہی مین ہی تو چندہ اشتوار
کہنے لگا خدا سی یہہ رو رو کے زار زار
گتون سی یا لڑون کہ مردون تا بہ بیت
وہان سی بہر ہمط کیا جنگاہ تک گذار
کہنے لگا جناب الہی مین یون پکار
ایسا لگے نہ تیر کہ ہووے نہ تن سی پار
اتنے مین مرہٹا بہی ہوا مجہسے آ دوچار
کرتا تہا یون خفیف مجہی وقت کارزار
دوڑون تہا اپنے پاؤن سی جو ن سو لفظ
لے جو تیونکو ہاتہہ مین گہوڑا بغل مین مار
القصہ میں آن کے گہر مین لیا قرار

گھوڑی مریل سی شکل یہہ جس نے ہو سنی — اس سے یہی دل میں آوے کہ نواب ہو جس سوار
سنکر تب آہستی سینے یہہ قصہ دیا جواب — اتنا بہی جہوٹ بولنا کیا ہی ضرور یار
گفتن ہمین بس است کہ اسپ اہلی آنست — سمجہو گا اپنے دل میں اگر ہو نمین ہوشیار
سودا نے تب قصیدہ کہا سن یہہ ماجرا — ہی نام اس قصیدہ کا تضحیک روزگار

قصیدہ مدح میں وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر کی

ترے سائے تلے ہی نو وہ ہیبت — لیٹہ کرے دیو و دد سے لڑنت
نام سن بیل کوہ پیکر کے — بہہ چلے جو ہی شیر ہو کر دنت
سحر صولت کے سامنے تیرے — سامری بہول جاوے اپنی پڑہنت
تیکلے کی طرح پل نکل جاوے — تیرے آگے جو وہ کرے اکڑنت
دیکہہ میدان میں تجہکو روز نبرد — تہہ پہ راون سبہی بہول جاوے لبنت
جہلک یا اگر سنے تیری — داب کر دم کہسک چلے ہنونت
آوے بالفرض سامنے تیرے — روز ہیجا کے ہو ریا ساونت
تن کا اُنکے زرہ میں ہو یہہ حال — مرغ کی دام میں ہو جوں پہڑکنت
شعلہ پیرا اگر ہو تیری تیغ — کاہ سے کوہ تک ہو سب بہسمنت
فرق پر جب عدو کے وہ بیٹہے — زہ فلک بولے اور ملک احسنت
گرے تجہہ تیر کا جہاں پیکان — قوت بازو سے تیری سرکنت
تا تہہ سوفار تک نہ پہنچے کبہو — کرے بہر عمر وہان کوئی جو کہدنت
زہرۂ برق آب ہو جاوے — تیرے توسن کی گر سنے گڑکنت
وہم آسا ہی اس پری وش کا — شرق سے تا بغرب یک دپینت
ہیبت عدل میں ترے ہر روش — سامنے شیر کے رہے جو دنت

کونی کیسا ہی ہو قوی اس سے
نہین دل کو ضعیف کے دلبست

وہ بہی روباہ جسکو ہو خارشت
سمجہے ہی شیر کو ہے کیا نشست

حلم کا بار گر نہو تیرے سے
ارض بشکل سما رہے نہ ثبت

دست زر بخش کا ترے خورشید
ڈہونڈہی پہر عمر تو نہ پاوے انت

آگے سایل کے تو کرے ہے بزمین
اشرفی اور روپیے کی یون بکہرنت

جلوہ منظرون مین اس طرح وہ کرے
جون فلک پر ہو تارون کی جہمکنت

ختم سودا دعا پہ کرتا ہے
وصف کا تیرے کون پاوے انت

رہے نواب آصف الدولہ
دل سی تیرے خوشی کو نت لگنت

حال یون کر سیہ عدو کا ہو
جاہ و دولت کی تیری دیکہ بڑہنت

مہر کے جون حمل مین آنے سے
شب کو آفاق مین لگے ہی گہٹنت

قصیدہ مدح مین نواب غازالدین خان عماد الملک کی

صبح ہوتے جو گئی آج مری آنکہہ جہپک
دی وہین آکے خوشی نے در دل پر دستک

پوچہا مین کون ہے بولی کہ مین ہون غافل
نہ لگے شوق مین جسکے کبہو پلک کی پلک

ہی خوشی نام مرا ہون مین عزیز دلہا
زندگانی کی حلاوت ہے جہانمین مجہہ تک

کہول آغوش دل اوسے مجہی جلدی نادان
پہر خدا جانے یہہ دن کب تجہی دکہلای فلک

سنکے یہہ مژدۂ جان بخش جو مین کہولی آنکہہ
اشعۂ نور کیسی مجکو نظر آئی جہلک

آنکہین ملکر کے جو دیکہو تو ہی آیا نظر
سر سے لے غرق جواہر مین ہے وہ پا تلک

حسن ایسا کہ جسے ماہ شب چاردہم
یک بیک دیکہے تو تکجید سی تہا بہیک

چہرے مین ایسی ہی گرمی کہ گذشتہ در جسم
یاد کرتی ہی رہے واسن مژگانکی جہنک

جعد وہ فہر کہ کہتے ہین جو جسے برلہر
جبین ایسی کہ جگر ماہ کا ہو جاوے داغ
قتل کرنے کے ہیہ جو ہر ہنون شمشیر کے بیچ
دست وہ تیر کہ عالم مین نہین جسکی شام
فتنہ اس چشم کا ایسا کہ مژہ سی جو نکل
زلفین یون بکھری ہو من جہرہ پہ ناگنین جیسے
ناگنی بیچ مین آ اٹھکے نہ ناگنی یا نی
حسن کے آگے اور زیر ہین وہ لطف جون
سحر خوبی کی گویا مچھلی تہی قلاب کے بیچ
نظر آیا نہ دہن بیچ کو تنگی کے سبب
مسی آلود لب اخگر تہی تہ خاکستر
سلک گوہر کی صفا دام کے اُن دندانو کر
عارض اسکے گویا تشتے تہی مینی جلو

(وصف مین اسکی ملاحت کے پڑھون بلک مطلع)

رنگ رخسار سی شرمندہ ہو گلبندگی و
دہیلے بیچ اسکی نے گردن کا ہر پایا جسے
ساعد و دست خلابت کی ایسی حرکات
دیکھے جو اسکی کچھ نکو ہیہ یقین ہوا ہے
باوہ معجون سی کی نمن مو بیان ایسی

پھر دیا دیسے کو عشاق کے دریا میں اٹک
اسکی تشبیہ سی جب اسکو تجاوز ہوا فلک
اسکی ابرو سی مشابہ نہ بنا وین جب تک
چشم وہ نرگس کہ ہو قوم جنون کا اونگب
مشغل جو نکلتے پا کر دیا کرتی تہی ایک
جسطرح ایک کہیلونے پہ شہی دو بالک
کہیل جاوے دو دہن کا لا جو دے اسکی ٹک
مستعد قطرہ شبنم کہ تر گلے پیک
تہہ کے حلقے مین جو دیکھی کوئی تھنی کی
سخن مین انیسی گوان کے نے مرا اسی عینک
کہ ہوا سی وہ سخن کرنیمین جاتی تہی عشنک
برق در یوزہ کری موج تبسم کی چمک
زنخ ان دو نو من یون جیسی تمکد انمکت
جسکے آگے زرکہی مطلع خورشید نمک

آگے غبغب کے خجالت زدہ ہو نیکی بریک
جلوہ گر شمع ہو جیسے تہ دامان تنک
شاخ مین گلکے یون لگنے سی جون بکتا آلی
تنبو ہیہ تاں کے یہان کام کا اترائی گتک
آدمی ہجا نمن جہڑ سی خنبن و ملک

پیاری پیاری وہ لگیں نظر میں ایسی نگاہ
تیغ یہہ قصد رکہی ڈال دے تو ہاتہہ اُن پر
تاف کے گفتگو اُسکے جو کیا مینے قیاس
نرگسی چشم کوئی ہوگا کہ جسکی یہہ آنکہہ
کمر اُسکی مین نہ دیکہی جو کرون اُسکا ضعف
آگے تو کہہ نہین سکتا ہین کچہہ اُسکی تعریف
بس ہین زانو تمکو کہون کیا کہ وہ ہین آئینے
آوی جس بزم مین اُس ساق بلورین کا ذکر
پشت پا جہینے روئی لیلی سی مجنونکا دل
وقت نظارہ مری جب نگہہ دیدۂ غور
فندق پا لگی کہنے کہ نہ دیکہا ہوگا
قامت ایسا ہی کہ ہنگام خرام اُسکے اگر
قدم اس دہج سی رہے ہی وہ کہ سر عالم کا
کج و واکج چلے اسطرح وہ اٹہکہیلی سے
زرق و برق ایسا ہی پوشاک مین اُسکی کہ جسم
جیسے ہی سیج ہی گہلے بیچ چنبیل گل کی
کیفی یہان تک یہہ انداز سخن مین اُسکے
بات اس لطف سی ہیکے تہی دہن سے اُسکے
غرض اس شکل سی آئی جو نظر وہ کافر
تا اگر اُس شوخ نے مجہسے یہہ کہا اے سودا

نہی جاہی کہ کبہو پاس سے اُنکی نہ سرک
لگ نگئے دل مین یہہ آجاوے کہ یہ بہاگ آئے جہک
دل نشین یون ہوا میرے کہ بلا شبہہ و شک
لگ کے چہاتی سی صفائے سینے آگئی ٹٹی دہلک
تہی وہ اک آہوی دبلکے نی جیسے کی لپک
یون حیا کہتی ہی مجہسے کہ اس بادہ نہ بہک
اُنسی بہی چہوٹے نہ آنکہہ اپنی اگر جائے اٹک
جلوۂ شمع کا پامال حسد ہووے نمک
خون فرہاد و سدا شیرین سی جاوے کہ ٹپک
سر سے لے اس قد رعنائی کی پاؤن تلک
سرو کی بیخ سی ہیولا گل اور رنگ تلک
آگے آجاتی قیامت تو یہہ بولے کہ سرک
موجب شورش خلخال ہو پاؤن کی جہنک
موج دریا ہی اُسی دیکہے تو رہے سنبہلے ٹہٹک
کوندہ بجلی کی کہون یا کہ ہین شعلے کی جہلک
آتی ہی عطر کی بو ویسی ہی تن سی کہ مہک
کسیکو ہنست کہہ اُٹہنا کسیکو دو دہلک
بادہ جون ساغر لبریز سی جاتا ہے جہلک
کہا مین اُسکی طرف دیکہہ کے انہہ منع کہ
ابہی تو شیشہ می اندوہ کا تہہرے ٹیک

نہ ترے گہر مین کبہو ناچ مین ہوتے دیکہا
یہہ بہی کوئی طور ہی رہنے کا زمین پر اوان
آدمی کے نہین کچہہ گرمی صحبت ہی شرط
گو ترا وضع زمانے سے ہے دل افسردہ
ایسے مہمان کی تو لازم ہی کہ خاطر ہو عزیز
بزم آراستہ بلوا کے کر ارباب نشاط
آج وہ دن ہے کہ جس گہر مین نہو دیکہی اسمیں
یہان تلک شیخ و برہمن ہین طرب کے معروف
تار طنبور رہئین رشتۂ زنار فقط
بادہ گویا تہہ سے اب شیخ کے نہ ہووے ملا
محتسب چلے ہی مست رگگر کر کاندہا
سنکے یہ بیتے یہہ کہا اُسنے کہ اےیار حسن
بے سبب کیونکہ نہین اندوہ کی الفت چہوڑ
وجہ کچہہ ہووے تو کر مجہسے تو اُسکا اظہار
کرکے دریافت یہہ اُسنے کہا مجہسے نگہ
آج اس شخص کی ہی سالگرہ کی شادی
یعنی نوب سلیمان فر و نام آصف جاہ
جسکے آگے کوئی ہاتہہ پسارے کیا دخل
عدل یہہ عصر مین اُسکے ہی کہ ہر ایک طبیب
کرنے دیوے نہ رفو چاک کتانکو الف

نہ ترے در پہ کسی آکے لگایا دوچ کی کمک
یہہ بہی کوئی طرز ہی جینے کی تری زیر فلک
وہ بہی انسان ہی دنیا مین جو اتنا ہو خنک
پیر ہم آئے ہین ترے گہر مین ادہر دیکہہ تنک
بادہ بہر شیشی مین رکہہ لائے ہمکو انگیز
پاس بیٹہہ ہمین سبکو جہکا آپ بہی جہک
کہین ہوتی ہی بہگت اور کہین ہے اولک
دیر مین بجتی ہی مردنگ حرم مین ڈہولک
لگے سر سانچ مین تسبیح کے بہی دانوتک
پر یہہ راضی ہی کہ گیر ون آیہ جو جہہ تو جہر
منجہہ آ سے چلا قاضی سے آگے نہ ٹرک
خیر ہی بات سنجہہ کر کے کہہ نہ بہک
کسطرح دوستی غم کر دون دل سے بیٹہک
کچہہ سبب ہو تو بیان کر کہ سنون مین بہی تنک
شمع مین ترے یہہ مژدہ نہین پہنچا اب تک
کہ بصورت ہی وہ انسان بسیرت ہی ملک
عہد مین جسکے ہی عفو بزرگ کو ہیک
نہین باندہی ہوئی پاتا ہی تو لدکو دک
شعلے کی اب کو بہی تیرید لکہی خار خسک
تا نہ رستی سے کوئے ماہ نہ کہو نے بیبہی

براہ اپنی ہی مروت کہ عزا ای تو تلک
عہد مین اسکے منا ہی کو ہی دولت اٹھی
سمت اسکی یہ نظر کیجے تو ایک انکھ بیچ

تجھسے ممنون نہ قطرہ رہے زمین پر اک
ہو گہر بار تجھ اگے جو سحاب نیسان
اگے تجھ دست کرم کے صدف پر گوہر
چل سکے ہی نہ کسی امر مین تدبیر حکیم
دست دوران سی ہوا الیہ کا رشتہ کا
بیل دنیا نہین کچھ بیل کا تسبیح تو کام
حلم تیرے کے جو ہموزن فلک ہو تجھ سے
صدمہ پا کر گاو زمین کو پہنچے
تجکو للکارے میدان مین صف مرد انکی
وہ جوان تو ہے اگر آنجے سی تیرے رستم بہی
اور ٹہرے بہی کوئی آن تو حق دیجے
اسکے مرکب سے ملا کر رہین مرکب اپنا
مارے جب زور سی دو چرخ زمین پر گوا دے
کوہ سرا کیا و جیل جا کے زمین پر پہنچے
کیون نہ لکو یس لمن الملک کو مارے ہر دم
کہنچ کر اپنی کمر سے جو تو مارے اگ ہاتھ

اسطرح سمجھی ہے فرزند ہو جوان بے بالک
کشمکش مین یہ نت اٹھ سنگ سیداز سر تک
دل سی تر پہنچے ہی دو صد بار یہ مطلع کب تک

بار احسان سی تیرے ہی دوتا پشت فلک
برق ہو کر تبسم اسی مارے چشمک
ہنسی اسکی ہی جیسے کلے بشدت چمک
مہر کی رائے سی تیرے وہ نہ پیوے تا دشمنک
نعرہ قہر کی ہیبت سی تیرے جا دھمک
حول قوت سی تیرے جا بلک اسکو کمک
ڈال دیوے زرہ سہو کوئی کو تلک
تا حنین سرچند وہ کہنچے او نو نکلے نہ کمک
سامنے آئے تیری کون تیرے اے مرد کمک
گاو سر بار بغل جائے و بے یاد ان کہمک
دست و بازو مین تیرے قوت قدرت ونہ یہان تک
ہاتھ تیکے مین دے اور زمین جا نہ سے اجل
کمر دائرہ خاک مین آجائے لچک
تو کر زور دے سما جو زکری پشت یہ بہنک
جب تیری تیغ مین ہو جوہر برش پہال
شکل نقارہ کی جو رکھے دو حصہ ہو فلک

نہ چلے خامہ اب آگے نہ سیاہی ہو رواں
جز بکے اس سیر جو تری طبع میں گذرے ہیں خیال
گاہ آجاتی نظر گاہ نظر سے غائب
رو برو سے اگر آئینے کے اس گلگونکو
اپنی عرصے میں پھر آوے تو اسی طور کر
شوکت و شان کہوں کیا میں سراپا ہے جو کی
وصف میں اسکی نہ رنگینی یہ ہوں اک مطلع

اسکی گلگاہ کی اللہ رے چہرے پہ لٹک
بیٹھنے میں وہ کوہ اٹھنے میں ابر سیاہ
تیجر طور کا ہی چہرے پہ اسکے جلوہ
جھول پر اسکے ستارونکا کہوں میں کیا حسن
لیکے خرطوم میں زنجیر پھرا دے وہ اگر
لیلی نے ہاتھ لگائے میں سیہ خیمے سے
روز میدان میں اسے دیکھو لاو اپنا
سامنے اسکے وہ چھوٹے سا خونکی لڑی
چیرتی کیا چیز لاوے وہ جسے خاطر میں
جائے وہ تو ٹکڑے ہوں پیکر اسکی جھپٹ کو
اسقدر ہے وہ سکر و کہ کہو چلنے میں
نے نکلا ان اسقدر شکاہی چلا اب جیسے

باد پا کا ترے کچھ وصف لکھیے جب تلک
فاتش ہے زمین سے فلک تک بجلی اب پا کی اچک
پھر ہوا ہے وہ شبرنگ ہی جگنو کی پلک
پھینک دے سے چرخ کے جو تو ترک سے عربی پلک
عکس آئینے میں بھی ہو نہ نمایاں منفک
چرخ پر جو نہ ہوتا تو یہ یوں اسکے لچک
گوش وہ جس سے جو سخن اس متوجہ ہو تک

کہکشاں جوں شب یلدا میں نمایاں بفلک
عرش رفعت میں ہے اور جلنے میں چرخ انجرخ تک
رنگین تر زین کے لئے جسکے اسکی مستک
تارے جسطرح رہیں رات اندھیری میں چمک
اسکے دانتوں کو یہ سمجھی جو کوئی زیرک
ملنے کو مجنوں کے جس سلسلہ دیا کی جھنک
سکے وہاں سے بچا سے کہ زمین جاتی سرک
داغیں ہو تو ہے جو بکر تہ ہمہ بنگ اٹک
پان بجلی کی کڑک کا کبھو پہنچے اسکی
پاؤں کہلانے لگے سونڈ میں پکڑ یو لٹک
پاؤں کی اسکے دل مورکو پہنچے نہ دمک
مہر میں ابر کے آنے ہو سامنے کی دھلک

اسکے ہو موج پہ بھی دیکھیے کیتی ہی حلق
کرسی عرش پہ بہی صورت الف ملک

خیمۂ جاہ کا تیرے میں کروں کیا مذکور
ہوئے استاد جہاں ترے حلوکی اتالیک

آسمان گو نگریں اسکے تلے ہیچ ہے
کہ نہیت کہنہ سی ہیہ اور نہایت کو چلیک

الله الله ترے مطبخ کا تجمل جس کا
طبق زر ٹکڑیں سی ہے ثریا جن اخنیک

کافی دربان زیرہ کو محصول ہو گر یان کا
حاصل ہند سی پورا نہ پڑے اسمیں نمک

چرخ و کہسار کو مصرف سی دیا بیکے درشت
آب کو پائے کے مشابہ پہ پیاز و ادرک

اسکے مصرف کے جو دیہات ہیں بس انہیں سے
اپنے مداخ تو ہی کر دے مقرر صحنک

تو ہی تک دل میں کر اب عرض میں کیا انصاف
جاؤں کس در پہ کبھو تجھ کے اس در تک

جبہہ سائی ہی پر کہہ بیان زبان کے لئے
آستان کا ہی ترے سنگ نہ از سنگ محک

ختم کر اب تو دعائیہ پہ سودا ہیہ کلام
آمین کہنے کو گئے باب اجابت پہ ملک

یا الٰہی ہیہ جو تیرا ہی چراغ دولت
تا ابد اس سے منور رہے قندیل فلک

تا قیامت رہی مسجود خلایق وہ جگہ
مسند جاہ کی تیر ہی بچھے جس پر تو شک

جو ترا دوست ہو اب آئینۂ گیتی پر
اسکی تمثال کبھو ہونے نپاوی منفک

کاتب دست قضا شکل عدو کی تیرے
صفحۂ ہستی سی جوں حرف غلط کردے حک

قصیدہ تعریف میں وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر کی

خوں مرے دل میں نہیں تشنۂ تیر ناز
تشنہ ہے خو کی تری تیغ ہی آتش پہ گداز

گردش چشم و ہراں انکھونکے بلا گرداں ہے
بخت برگشتہ کا مژگاں کے تصدق انداز

جنبش لب پہ سخن آمد ہے چشمۂ خضر
دم عیسی اسکے لئے موج تبسم دمساز

ہی سر و سر میں تجہہ زلف کے سودا اگر ہوا
یا نہ زنجیر اسے سلسلۂ عمر دراز

نذر ہنگام ادا ایک جہانکا دل و دین
ہوویگی گانٹھ کا کب ستم کہلنے سی عقدہ
رخصت آفت نہو تقدیر سے جبتک تیری
گاہ نرگس نظر آوی گی آہو کیہ تیری چشم
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
تو جو کہتا ہی نہین دل کو تری صبر و شکیب
عہد مین حسن کی تیرے جو بیمیر ہو کوئی
ہوت دن وہ تہی کہ جب تیرے نظارے کو
سو وہ صحبت ہی یہہ بالعکس کہ نیستی ابہی تو
بالوا آہ سی میری یہ جہان رات کو جو
ایک طالع کی تو اپنی نہ کہون مین ورنہ
امتحان میری وفا تا بکجا کیجے گا
یون خم تیغ جفا سی ہون تری مسجود
وہی سنتا نہین فریاد کو میری ورنہ
لکی تو کہہ نہین سکتا مین فراندازون
مال و زر تہا سو دیا عشق مین تیرے برباد
سطرح سی یہہ ستم جائیگا انصاف اسکا
دہر مین داد رس خلق ہی اب جسکی جناب
یعنی موسوم نواب شجاع الدولہ
سا بیان اسکی عدالت کا زبان پر لاؤن

ناز کے وقت گریبان دو عالم ہی نیاز
ہوویگی کوئی گرہ زہر کی یہان محرم راز
کرنے گوشۂ ابرو کے اشارہ سی ساز
انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز
مہربانیکا تری جور فلک یا انداز
اس سخن سے تو نہ انصاف تجہی دور دراز
معجزات اسکی ہین ہی پیمبر اعجاز
تیرے آئین مین پریشان نظریکا تہا جواز
مجہسے ہر روز بناز اور ہی نسبت نیاز
ویسے ہی خشم خلایق سی رہ دور دراز
اٹہکے جب دیکہئے نادیدہ مہتاب سے باز
صف عشاق مین سب جانتی ہین اے طناز
آگے محراب کے جسطرح سے ہو پیش نماز
آہ کی طرح مین ہو جاؤن سراپا آواز
کسلئے مین کہون کچھ تجہسے کہی کچہہ غماز
نقد جان پر نہین راضی جو کرون اسکو نیاز
استخوان کو مرے جور ترا تو تیہ ساز
اور اپنا ہی جہان مین ہی سبہو نسی ممتاز
ذات پر جسکی زمانے کو ہی فخر و ناز
سحر ہی صولت عدل اسکی نہین سحر اعجاز

بازوی جنگ کی کھینچے جو مصور تصویر
رعب سے تحنک سی پرواز کری صورت باز

پیش خصم تاب نشہ آتش کو بجز خاموشی
نہ یہہ طاقت کہ زبان اپنی کری سعی دراز

عدل جسکا یہہ ہو لازم ہے کہ آپ اسکے حضور
ہاؤں اس مطلع ثانی کے نیں کرنیکو نیاز

وہ نہو قطرہ بسوا ے بجز سخا کے ممتاز
گر ترا دست کرم ابر سے ہووے ناساز

ہمت عالی نے تری جہان انسان کو
ہاتھ پھیلانے سی باہم کے رکہا ہاتھ تنک باز

سیر چشمی ہے اب اتنی کہ کسی بابت کے بیچ
شاخ ما تا نہ پڑے نخل سے با دست دراز

یہہ مسلم ہی کہہ دمہ یہ کہ آفاق کے بیچ
زندگی بخش مسیحا کا ہے لاتک اعجاز

لیکن انجام کو پہنچائی ہے تو کار ستغنا
مفلسی کے جو مرض کا ہی کسیکو آغاز

عہد میں پانی نے شجاعو نکے وہ اشجع ہی تو
کہ تہور یہ ہی بخیہ دل کے شجاعت کو ناز

نعرہ قہر کو تیرے جو سنیں روئین تن
استخوان انکی طرح شمع کی ہوجاتی ہیں گداز

شعلہ سر اوہ تری تیغ ہی جسکی ہیبت
کود کی تیغ تلک رکھنی ہی چلنے سی باز

لاکھ پانی سے بجھائی ہے وہ آتش لیکن
شعلہ برق سے اب تک ہی زبان انکی دراز

اطلس سفت فلک گر ہو عدو کا جامہ
کٹے اسطرح وہ آتش کہ چھری سی ہیں جو ہمساز

کام صحت سے نہیں انکے جراحت کو مگر
عیسے کا رو یہ ہی لاو تو لاوے ہی اعجاز

ورنہ جراح سے کب بخیہ و مرہم کے ساتھ
ناخن شیر اجل سے ہوتے ہے نساز

حاکم انداز ہی وہ تو کہ کمان کا قبضہ
ہاتھ آئے ہیں ایسا جیسے گھڑی جون چنگل باز

جسم سے دیر کی دیکھا تو اپنی سر گز
طایر روح سوا تیغ کو کرتے ہیں پرواز

زیر ران ہی وہ ترے رخش صراحی گردن
شور قلقل سی بہ از نغمے کے جسکی ہم آواز

جلد سر اسکی صفا سے یہہ کچہہ کیفیت
دیکھ کر جسکے میں جھک ہیں صدا آئینہ ساز

بو ہی جو بس باد سحر بال سی اسکی کچھ — لیلے جا لی ہی سو سے زلف بیان کہر بار
خوشبو ہے بادم اسکے بہن گل ابر جوئی — حسد حسن جسکے خوبے کا نہو پلہا انداز
اچھیلا ہے سی نوتری بہت یہہ ابلی انکھن — رشک سی دل ہو جنہین دیکھہ جگار نگار
بوزری یہہ اسکی ہے از غنچۂ سوسن جسے — کسی گلرو کا لگے کب دہن خندہ طراز
سو لد اسکا ہی نگر نجد کہ وہ رکھتا ہے — نہیں ہین غمزہ خوبان عرب کا انداز
اسس سکرو کو جو بھنکے تورو ویر بایر — ٹوٹے ہرگز نہ حباب اسکے نہ ہر نگ و ناز
خندق و قلعہ نہو اسکی وشت کے بامل — جون ہوا اوسکو مساوی ہے نشیب اور فراز
ترک اسکی بین کہون کیا ہی جو کچھہ سرتیں — بانج دے جسکے ٹین صاعقہ کی بہی آواز
اڑکے رہتا جہان اسکے لگا بوکی گرد — طایر وہم کو پہنچائی نہ وہان تک پرواز
کیا کرون وصف تری بیل فلک سیر کا — تا بلند اپنی زبان سی یہ سخن ہوا آغاز
یون سماوات لی ہی اسس سنگ رنگین کچھک — ماہ نو جون شفق شام مین ہو جلوہ طراز
حسن ہی یہ سیاہ قلم کی ہی وہ تصویر اسی — خانہ صنعت حق کی نظر آدمی پرداز
اسطرح دانتوہین جو طوم ہے اسکے جسے — موسم فصل کی ہون کوتاہ دن اور رات دراز
بابل اسکا عجب کیا ہی توقت رفتار — سامنے آئینے کو رہے ہمسری اپنی سی باز
بے نکان تیرے سی دریا مین وہ اس صورت سے — رشک کھاتی ہین جسی دیکھہ سواران حجاز
اسقدر ہی وہ دلاور کہ برو زر ہیجا — استقامت کری اسکی جگر کوہ گداز
لاکھہ گر توپ دغی اسکے مقابل تو وہ — تیغ سے اسکی کی طنین اسکی و غاہین آواز
غرض اس نظم سی تو یہہ نہ سمجھو ممدوح — کہ طمع پر تری ہو داعی ہو عرض نیاز
خلعت و دست لکھو تیرے نہ مانگے کچھہ خبر — نہ وہ ہین اسلئے تجھ پاس کرون دست دراز
ہوئے جو کردیا مقسوم تری قسمت بین — سکین شیرین کو ہے ذات حق سے سرساز

پھر تو سستش مجھی ملتا ہی وہ جام حسن کا | واسن الو وے حرص ہی سی رہتا ہے باز
مجھکو تجھہ کام نہین تو مجھے جون چاہ رکھہ | مین ہون بندہ ترا اور تو ہی مرا بندہ نواز
مطلب انسی یہہ جو سودا ہی ترا اسیر غلام | اور کیا ہو سکے جز یہہ کہ دعا بعد نماز
تیرے اعدا ہین نظر و غم رہ نا ئینگے ذلیل | حق دو عالم مین کرے تجھکو سدا با اعزاز

مخمسات

جگارہ گران اسو رونکا تہا مین بیچارا | کہ ہمکون دشت مین اور کوہ پہر دن بارا
ز عشق لیلی و شیرین سے ہو مین آوارا | صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را

کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را

اثر یہ ہا کے اپنے ہی اعتقاد نے گل | جو تو سنی تو بر آوے مری مراد اے گل
دے نصیب جو تو نے کیا نہ یاد اے گل | غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل

کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

مجھے تو زور ہی ساقی کی یہہ ادا بہائی | کہ پہلے جام لی مے خاک پر چھڑکوائی
جو پوچھا مین تو کہا سن یہہ مجھسے سو بار ہی | جو با حبیب نشستی و بادہ پیمائی

بیاد آر محبان بادہ پیما را

فریب مجھکو دئے اپنے خط و خال اوپر | کہ دیکھہ کر مین زمانیکو منہہ کیا ادہر
جو چاہی تو کہ گرفتار ہون مین سے تر پر | بحسن خلق توان کرد صید اہل نظر

بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را

ترا سا حسن نہین جگمین یہہ تو لا ریب | وے ہمین نہین معلوم سر عالم غیب
جو فکر قبح مین اب سر تو لائے ہی جیب | جز این قدر نتوان یافت در جمال تو عیب

کہ خال مہر و وفا نیست روی زیبا را

ہوئے سب گرد جو اُس کو جوان جلا رہا   چمن چمن میں پرا شور ہر طرف غوغا
ہر ایک مرغ نے ہو یا غیاغ دی یہہ دعا   شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا

نہ تفقدے نکند طوطی شکر خا را

نصیب کرے سعادت کا تیرے برمن رخت   جو دیوین جام جم اور کیقباد کا تخت
نہ دیکھنا انکی طرف سے نرگہہ تو دلکو سخت   بشکر صحبت احباب و آشنائی بخت

نہ بیاد آر غریبان دشت پیما را

الہی رابطہ محبت کرے خدا اپنی بنست   بتان کی تا نکرے خلق کو جدا اتنی ونیست
کرے گی ہستی کو انکی نو بہ فانیت   ندانم از چہ سبب رنگ آشنائی نیست

سہی قدان سیہ چشم ماہ سیما را

کھلے مجھے یہ ہنر از نقش حافظ   کہ سنکے دلوں ہوین شعر شگفتہ نگار حافظ
غرض عجب ہیں یہہ گوہر سے بشگفتہ حافظ   بر آسمان چہ عجب گر ز گفتہ حافظ

سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

کہا میں آج یہہ سودا کیوں تو ڈنڈول   پھرے ہے جا کہیں نوکر ہو لیکے گھوڑا ال
لگا وہ کہنے تب اُسکی جو ابیں دو بول   اگر سمجھو ہیں تو سمجھو گا تو کرے یہہ ہول

نہ بتا کہ نوکری بکتی ہی ڈھیر یوں با تول

سپاہی رکھتے ہیں اکرام دولتمند   سو آمد انکی تو جاگیر سگی ہی بند
کیا ہی ملک کو مدت سی سرکشوں نے پسند   جو ایک شخص ہے بانس صحو کا خاوند

رہی نہ اسکے تصرف میں تو عہد ارکا قول

قوی ہیں ملک میں عہدہ امیر ہیں ضعیف   نہ ایکے کہاں حز میں وکے ہوں انہوں سی حرت

نہ کچھہ ربیع مین حاصل نہ درمیان خریف — جو عامل اب ہین تو حالات پر سو تو ہین ہتر

ثہ کہ جسطرح کسی حاکم کے گہر گنوار ہوا ول ثہ

بس انکا ملک مین کا رنسق جو یون ہو تباہ — کہ تہوڑہ زر ہو زراعت مین تو نہ ین برکاہ

جگہہ وہ کونسی نوکر رکہین بہہ جسپہ یاہ — کہان سے آئین پیادے کہین جہین نہ نگاہ

ثہ کہ در سوار جو پیچہے چلین وہ باندہ کے غول ثہ

رہی فقط عربی باجہ پر انہون کی شان — جو جا ہو اُسکو نہ بجواوین یہ تو کیا امکان

پر انکو فکر ہی تخفیف خرچ کی سر آن — رہی کہان اگر ملک کا یہی تو نہ ان

ثہ محلے مین خاصے کہارون کے پالکی مین ڈہول ثہ

انہین ہی اپنی امارت سے اب یہی منظور — کہ ہون وہ مور چہل اور ایک کا بہی مور

نہ رسم صلح کی سمجہین نہ جنگ کا دستور — جو انہین قاعدہ دان تہے پڑی وہ انکی دور

ثہ تماشہ انکی طبیعت کا سب طرحکا تول ثہ

امیر اب جو ہین مرزا انہونکا ہے یہہ حال — ہو تہی مین خانہ نشین دیکہہ کر زمانیکی چال

بچہی ہے سوز نی خوجہ کہڑا جہلے ہی رومال — حضور بیٹہے ہین اک دو ندیم اہل کمال

ثہ دہری ہے سامنے اک پیکدان واک بطبول ثہ

جو کوئی ملنے کو انکے انہونکے گہر آیا — ملے یہہ انسی کہ انپا دماغ خوش پایا

جو ذکر سلطنت اسمین وہ درمیان لایا — انہون نے پہیر کے اودہر منہہ یہہ پایا

ثہ خدا کے واسطے بہائی کچھہ اور باتین بول ثہ

جو مصلحت کے لئے جمع ہون صغیر و کبیر — تو ملک و مال کی فکر اسطرح کرین ہین مشیر

وطن بہیجنے کی نحتی کو سوچے تدبیر — کہا یہہ انکے دیوان خاص بیچ زر زیر

ثہ کر شا مانے کے بانسون یہ روپیے کے مین خول ثہ

تجمل سو یہ نہ سمائی زمین بہشت بہائی — کئی دے مشورے کہین مین جو بن سوایائی
تمام عمر ہی تدبیر ملک مینا کاٹی — ندان کرا اٹھے ملک گہر اینٹ کا ماٹی

ٹھ پھر اپنے زعم مین ہراک برآخو دہلول ٹھ

پڑے جو کام انہین تب نکل کے کہائی سے — رکہین وہ فوج جو سوتے پھرے لڑائی سے
پیادہ ہی سو دوڑے سنڈاتے بائی سے — سوار گر پڑے سوتے مین چارپائی سے

ٹھ کرے جو خواب مین گہوڑا کسیکے نیچ الول ٹھ

صرف خاص مین آمد نہ خالصہ جاری — سپاہی تا منصدی سبھونکو بیکاری
اب آگے دفتر تن کی مین کیا کہون جو زاری — سوال دستخطی پہاڑ کر کے بیناری

ٹھ کسیکو آنولے دے باندہ کر کسیکو کٹول ٹھ

سبہ جتنے نقدی و جاگیر کے تہی منصبدار — تلاش کر کے دو لتے اُنہون نے کی ناچار
ندان قرض مین بنیونکے دے تیر تلوار — گہرون سی اب جو نکلتے ہین باندہ کر ہتیار

ٹھ بغل کے بیچ مین سونٹا ہی ہاتہ مین کچکول ٹھ

کرون معاش کا حضرت کی کچہ کیا مین بیان — کہ توشہ خانہ ہی اُنکا ہی آتشیے کی دکان
نکل تنور کے منہہ سی کہی ہی گاوزبان — بکی ہون تب مین کہ جب کاپی جلد بکار

ٹھ بکے ہی تیسرے فاقہ مین کوریونکے مول ٹھ

کہین جو مودی سی جا کر دوا کی حالات — جواب دی سی کہ مین اونت تو فرشتونکی دوات
ہوا یہ جیسی ہی بیلون کی اوڑہتی ہر رات — جو حجر مین اُنہون نی پیا ہی ابجیات

ٹھ تمہارے کہانیکو دانا کہو تو دیجے تول ٹھ

رہی جو گہوڑے مین اصطبل مین کیا مکان — کہ ہو دسی کہا سکے تیٹے کا اُنکے گئی دانت
سو کی ٹٹو ہی منگری کسو کا جہر گیا کان — طویلہ اُسیکو کہون یا کہو نج سر کا نہان

٭ اسی خیال مین رہتی ہے عقل ڈانواں ڈول ٭

اور اب جو زعم مین آقا کے فیل خانہ ہے — جو ہتھنی اندملی ہے اشیمن تو نانی کا گھر
نہ ٹھور چار لیکا رات کا نہ ٹھکانا ہے — ہر ایک بھوکھ سے سو سوئے عدم روانہ ہے

٭ اب اسکو خواہ تو پایل سمجھ لے خواہ بخول ٭

کرے ہے بھوکھ سے شاگرد پیشہ ایسے معاش — کہین پلاؤ تو باورچی دکان پکا وین اکثر
کرین قنات تو ان مین دربان بیٹھے پردا فاش — تلے سے کھینچ لے مسند کو آنکر فراش

٭ اگر کہین کہ مشّا اٹھ کے چاندنی کا جھول ٭

یہہ حال مانی محل کی ہے اندنون صورت — نہ خوان ڈھونیکا کشمر لی مین باقی ہے سست
نہ اٹھ کے چلنے کی ہرگز رہو نے مین طاقت — بنی ہے بھوکھ سے درباریون منہہ کی یہہ گت

٭ کہ تھوڑی ہی ہتھنی کی جسطرح بیٹھ جائین کیول ٭

مچار کھی ہے سلاطینو نے یہہ تو بہ دہاڑ — کوئی تو گھر سے نکل آتے ہے گریبان پہاڑ
کوئی در لینے یہ آدمی ہے دہاڑتا ہے گوار — کوئی کہے ہے جو ہم ایسے جہاتی ہین پہاڑ

٭ تو چاہئے کہ ہمین سب کو زر تو بچے گہول ٭

غرض یہان ہے اس کفت وگو سے یہہ میرا — کہ بے زری نے جب ایسا گہیر آنکر گہیرا
کرے تلاش معیشت کو کوئی بہتیرا — نہین ہے فایدہ مت او وہ بچہوڑ کر ڈیرا

٭ کرے نہ عزم سوئے اصفہان و استنبول ٭

جو نوکری ہے کہین زیر چرخ نیلی فام — تو جاندادکا اسکی بہی برگئہ سلام ہے عام
دیا کا حسب سے دارالخلافہ مین ہنگام — گہرون کی ضبطی کا رسم مقرر ہوا

٭ ادہر کسیکا دکہا سر ادہر سے در پہ قفل ٭

سو گیا وہ نوکری لگتی ہو حسن زمن ‏ ملے ہی بیٹھ کے روٹی تو روز و اور بھی رات
جو چاہو سو تن ڈھکے ہمیں تو آگے نہ کچھ بھی بات ‏ اور اب یہ ہے کہ جب ٹھیری روز ہو جو دات

ثہ تو یا بچو باندھنی ہتیار اور جیتنی لیسٹول ثہ

وہ نوکر اب جسی آقا سراں پہچانے ‏ جو پوچھو اُس سے کہ تم کچھ روپے لگے پانے
کہے ہے یہ اُس کو پھر کر سو سے آنہ آنے ‏ روپے کی شکل تو مدت کی ہن خدا جانے

ثہ کہ اس زمانے میں جیتا بنے ہی یادہ گول ثہ

غرض کہ جب تئیں ملتا ہو یا و نہر بھی حرکت ‏ یہ نوکری وہ کرے جسکو سو وے خبط و جنون
نہ سمجھو کہ انہیں جب سے گئے ہیں کر فنون ‏ نہ آئی سیکھ تو یہ باندھنے لگے مضمون

ثہ زمانہ دیکھ کے ہتیار بنی ڈالے کہول ثہ

سخن جو شہر کے ویرانی کا کروں آغاز ‏ تو اُسکو سننے کریں ہوش خند کے پرواز
نہیں وہ گھر کہ سو جس میں شغال کی آواز ‏ کوئی جو شام کو مسجد میں آ کے پہر نماز

ثہ تو وہاں چراغ نہیں ہے بجز چراغ غول ثہ

کسی کے یہاں نہ رہا آسیا سے تا بہ اُچاغ ‏ ہزار گھر میں کہیں ایک گھر جلے ہی چراغ
سو گیا چراغ وہ گھر ہی گھر دن کے غمسے فراغ ‏ اور اُنکا تو نہیں سر سمت لگتی ہیں اور ولاغ

ثہ خو جہاں بہار میں سنتے تھی بہت کرنہ ڈول ثہ

خراب ہیں وہ عمارت کیا کہوں تجھ پاس ‏ کہ جنکے دیکھے سے جاتی رہتی بھوک اور پیاس
اور اب جو دیکھو تو دل زندگی سے ہووے اداس ‏ بجائی گل چمنوں میں کمر کمر ہی گھاس

ثہ کہوں ستون پڑا ہی کہیں در بھی مرغول ثہ

کہیں ہے سیر یہ بیٹھک کے گرد بہات ‏ کہ لب جہانکی تہی پہنا ریوں کے آبحیات
اور اُن درختوں کی دست چہاں سے گئی گت ‏ نہ وے درخت ہیں اب وہ نہ آدمی کی ذات

نہ کوئی نیں مرد سے پڑے ہیں نہ ریسمان ہے نہ ڈول نہ

یہہ باغ کیا گئی کسکی نظر نہیں معلوم | نہ جانے کس نے رکھا یہاں قدم وہ کہ تھا شوم
جہاں تھے سرو و صنوبر اب اُسجگہ ہے تھوم | پڑی ہی زاغ و زغن سے اب اس چمن میں دھوم
نہ گلوں کے سا ہیہ جہاں بلبلیں کریں تھیں کلول نہ

جہاں آباد تو کب اس ستم کے قابل تھا | مگر کبھو کسی عاشق کا یہہ نگر دل تھا نہ
سو یوں مٹا دیا گویا کہ نقش باطل تھا | عجب طرح کا یہہ بحر جہاں پہ ساحل تھا
نہ کہ جسکی خاک سے لیتی تھی خلق موتی رول نہ

دیا بھی وہاں نہیں روشن تھی جسجگہ فانوس | پڑے ہیں کھنڈر و نہیں آئینہ جہاں کے مانوس
کڑوڑ دل ہیں از امید ہو گئے مایوس | گھروں سے یوں نجیا کے نکل گئے ناموس
نہ ملی نہ ڈولی انہیں ہے جو صاحب چونڈول نہ

نجیب زادوں کا بھی یہہ اندنوں معمول نہ | وہ برقع سر پہ ہے جسکا قدم تلک ہے طول
ہے ایک گود میں لڑکا گلاب کا سا پھول | اور اسکے حسن طلب کا ہر ایک سے یہہ اصول
نہ کہ خاک پاک کی تسبیح ہے جو لیجے مول نہ

غرض میں کیا کہوں یارو کہ دیکھ کر یہہ قہر | گرو کے مرتبہ خاطر میں گذری ہے یہہ لہر
جو تک بھی اس دل اپنے کو دیوے گردش دہر | تو بیٹھ کر کہیں یہہ روئیے کہ مردم شہر
نہ گھروں سے پانی کو باہر کریں جھکول جھکول نہ

بس اب خموش ہو سودا کہ آگے تاب نہیں | وہ دل نہیں ہے کہ اس غم سے جو کباب نہیں
کسیکی چشم نہو گی کہ وہ پر آب نہیں | سوای اسکے تری بات کا جواب نہیں
نہ کہ یہہ زمانہ ہی اک طرح کا زیادہ نبول نہ

مخمس

وہ مہر وہ وفا وہ عنایات ہو گئی — وہ مہربانگی وہ مدارات ہو گئی
صحبت وہ رفتہ رفتہ یہہ ہیہات ہو گئی — جھڑکی تو دونون سے مساوات ہو گئی
گالی کبھو ندی تھی سو اب بات ہو گئی

کہنا یہہ آن آن مرے گہر سے تو نکل — دشنام دیجیے سر محل خواہ بے محل
حرمت مین سب طرح سے غرض آ چکا خلل — باقی ہی مار کہانا اب آگے سو آج کل
شش ہو گئے تم اسی بہی کہ اوقات ہو گئی

رسوائے خلق و خوار جہان اب مین ہو چکا — بے شرم و بے حیا مجہی آفاق نے کہا
ہرگز نہین ہے پند و نصیحت سے فایدا — ابتو مین چھوڑنے کا نہین اسکو با صفا
ہونی جو کچھ تہی قبلۂ حاجات ہو گئی

رکہنا بچشم خلق مجہے خار تا کجا — رہنا ہمیشہ در پئے آزار تا کجا
نت اسکے جور و ظلم جفا کار تا کجا — بس اب ستم سے حد گذر آیا یار تا کجا
اعمال دل مرے کی مکافات ہو گئی

وعدہ بہی تہا یہی کہ مین آؤنگا دن ملے — لیکن نہ بعد شام کے بیش از دو جلے
اے آفتاب رہ گئے ٹک آ نا زمین تلے — پیغام بہرنے دیر لگائی تو دیے ولے
دھڑکے ہی دل کہ یہہ نہ کہے رات ہو گئی

مسجد مین واعظون کے تئین بک گئی ہی بڑ — زاہد نے ٹہونکا شیخ کو پگڑی اتار کر
قاضی نے محکمے مین مچایا ہے شور و شر — مستی سے اسکی نگاہ کی نے محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

شکوہ جو بزرگی کا تری آسمان کو — پیدا ابھی سے ہے مین مو سو زبان کرون

مریا وضع سے تری جا کر کہاں کروں　　ملنا ترا ہر ایک سے میں کیا بیاں کروں
۞ عالم سے مجھکو ترک ملاقات ہو گئی ۞

ملنے سے تو ہر ایک کے جھوٹی قسم نہ کھا　　کل ہی جو میرے ساتھ تو باز آ کے ٹک گیا
ہر ایک نے سنا کے مجھے شعر یہ پڑھا　　یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
۞ نظروں میں سو طرح کی حکایات ہو گئی ۞

فریاد کرکے جس سے کروں داد میں طلب　　اس پردے میں طلب وہ کرے تجھکو یہ غضب
حاضر ہو دوسرا بھی تو معلوم ہووے تب　　سودا کسیکو وہ تو ستادے نہ بے سبب
۞ کیا جانئے کہ تجھ سے ہی کیا بات ہو گئی ۞

۞ واسوخت ۞

یا الٰہی میں کہوں کس سے یہ اپنا احوال
یارب اس شوخ سے تو اے دل شیدا کو نکال
تجھ سوا غیر سے میں کیونکے کہوں اپنا حال
۞ ساز آباد خدایا دل ویرانے را

کیوں رے دل میں نہ ہر ایک آن تجھے کہتا تھا
اسقدر مست ہو تو نادان تجھے کہتا تھا
درد فرقت نہیں آسان تجھے کہتا تھا
۞ آنچہ کردی تو دلا با خود و جاناں مہو

تجھکو اس شوخ سے تھا نہ پڑا تھا پالا
دل اسے آنکھوں سے دوانے تو نہ اگہ کہتا لا

زلف خوباں کی مرے دلکو ہوئی ہے جنجال
کاش یا موت ہو یا دور ہو یہ سر سے وبال
تیری ہی ذات سے میرا بھی ہے ہر دم اک حال
یا دہ مہرتباں صبح مسلمانے را ۞

بیوفاؤں سے نہ دل باں تجھے کہتا تھا
دیکھ ہو گا تو پشیماں تجھے کہتا تھا
کیوں تو لیتا ہے مری جان تجھے کہتا تھا
کس نکردست چنیں کار کہ با دشمن ۞

مفت میں مجھکو بھی لیجا کے بلا میں ڈالا
کیوں رے دل کہ تو بھلا منے ترا کہتا تھا لالا

کیون ہوا ہی تو مری جان کلپ لینے والا
نہ کردہ خود بگوئیم وچہ تقریر کنیم
کیا کرے دل بہی بڑا ہی یہہ محبت کا جنون
اس غم و درد و بلا بیچ کہان تک مین رہون
اب نہین تاب زبانکو جو نہین خاموش رہون
نہ شرح این آتش جانسوز نگفتن تا کے
یار تجہہ زلف کے سودا مین پریشان ہے دل
داغ ہجران سے تری رشک چراغان ہے دل
کس قدر اپنے کئے سے یہہ پشیمان ہے دل
نہ حال دل خستہ تو ہیچ شنیدن دارد
سچ کہو کسنے تمہاری نہی لگائی ہے لگن
ہو گئے اور تنک ہی مین تجدید اب ہیر مین
دل مرا ٹوٹ گیا تجہسے اب اے عہد شکن
نہ دل کہ طوبار وفا بود مین محزون مرا
پہلے تو دل کو مرے تمنے لیا کس عنوان
مین نے معلوم کیا ہی غرض اس تابکی جان
سمجہے یہہ بہی دل اپنے مین ہزر کئے ارمان
نہ تو نہ آئی کہ غم عاشق زارت باشد
واہ وا ایسی ہی دیکہی ہے وفا تجہسے یار
غیر کے واسطے جو مجہہ پہ ہوا تجہسے نہ یار

ہاے رے ہای مین دشمن کو بغل مین پالا
این زمان چارہ نداریم چہ تدبیر کنیم نہ
کب تلک دلسی مین اس کا وشن بیجا کو کرون
آتش غم سے طرح شمع کی رو رو کے جلون
کیونکے احوال دل اس شوخ سے جا کر کہون
سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے نہ
تیرے دیدار کا جون آینہ حیران ہے دل
گاہ پروانہ و گہ شمع شبستان ہے دل
کیا کہون تجہسے بہت بے سروسامان ہی دل
ہیچو دست الفقد را آنکہ دیدن دارد نہ
کیا ہوا کسکو ٹہگا کسکا لیا ہاتہہ مین ست
کیا ہوئے تمنے جو ہم ساتہہ کئے تہی وہ بچن
حیف صد حیف کہ قدر اسکی نہ تو جانے سجن
پارہ کردند نہستہ بیان مضمون را نہ
اب جہڑکتے ہو مجہے دیکہکے تم ہو تیمن تان
دلکو لیکر کہو کیا چاہتے ہو میری جان
لیک ہوتا نہین کچہہ تمسی لیا مین یہہ جان
گر تو دخال بر ان بیباک گذارت باشد نہ
کوئی یہہ طرز ادا سیکہے آ تجہسے یار
مین تو لاچار ہون سمجہیگا خدا تجہسے یار

ہیں عبث غیر کا شکوہ یہہ کیا تجھسے یار

ثد گر بظاہر بکسے خلق نکو خواہی کرد

شیشۂ دلکو مرے سنگ ستم سے توڑا

جو کچھہ ہمسے ساتھہ کیا تمنے نہیں وہ تہوڑا

خوبرویوں کا جہاں بیچ نہیں ہے توڑا

ثد سیہ ہم جا دگر دل بدل آرائے دگر

صحبت ہر میں تمہیں آٹھہ پہر صحبت ہے

دیکھہ کر طرز تمہاری یہہ مجھے حیرت ہے

واہ وا چاہئے امردوں کو یوں ہیں رحمت ہے

ثد گر چنین است کہ دایم بملامت باشید

چشم بد دور میاں خوب نکالے ہیں ڈہنگ

بیٹھہ کر خندہ میں سیکھو ہو بجاتا منہہ چنگ

چھوڑ دو یہہ طور میاں تم نکرو مجکو تنگ

ثد من اگر گشتہ شوم باعث بدنامی تست

اسقدر یار برے کام اوپر مت بن دے

مت بلا کر تو رقیبوں سے کہ سب ہیں خندے

کیا برے ہینگے تجھے مفت میں ہمسے بندے

ثد عاشقے ہمچو من منت نیست خدا میداند

اسقدر چشم مروت کو اٹھا مت اکبار

خوبرویوں میں تجھے کیتے ہیں نا سمجھ دار

دیکھہ لینا تہا جو کچھہ دیکھہ لیا تجھسے یار

شوخ با ما توجہ کردی کہ بہ بدخواہی گرد ثد

دل نے میرے بہی شتاب تری طرز سے موڑا

بس کرو بس کرو زیادہ نکرو مکتوڑا

شعر وحشی کا دل اپنے پہ یہہ میں لکھہ چہوڑا

چشم خود فرش کنم زیر کف پای دگر ثد

غیر کے ساتھہ شب و روز تمہیں جلوت ہے

گر ہو تم آدمی زادے تو یہہ کیا غیرت ہے

ایسی برداشت کی اب کو میاں طاقت ہے

ما بخیریم و شما نیز سلامت باشید ثد

جا بجو پڑو ہمیں قدح بہرکے لگے پینے تنگ

اسقدر آپ سے اپنے تمنے اٹہایا ننگ

عبث اب جاکے کسی ساتھہ کرونگا میں جنگ

موجب شہرت بیباکی و خود کامی تست ثد

ہاں میرا بہی کہا بات مری سن من سے

کر کے بدنام تجھے جائینگے بہت بھن سے

ایک بوسے کے لیے نہوئے شرمندے

یا کہ بازم بہ کس طور را امید اند ثد

کچھہ تو آ دل میں سمجھہ اپنے اگر انصاف ہے یار

ورنہ خوباں میں نکر یا تہا کوئی تجکو شمار

بلکہ پھرتا تھا تو ہر ایک کے گھر سو سو بار
شد این زبان جامی تو در دیدہ گم شدہ است
تم سے امید یہی تہی کہ یہہ بیداد کرو
ظلم کیا تمسے ہوا پہلے تو ارشاد کرو
خاکساری مری ناحق تو نہ برباد کرو
شد یاد باد انکہ سر کوی تو ام منزل بود

کیون رہے سہمہ تجھے یاد ہے وہ اگلی چاہ
کہہ تو اب کون ثبات کیا مجہہ سے گناہ
بلکہ کہتا ہے رقیبون سے نہ دو اسکو راہ
شد یاد باد انکہ بہ بیت رہ بیگانہ نبود

بادہ پینا تجھے کس نے سکہایا ہمنے
رکہہ کے حمد ہر کو تجھے نیکہا بنایا ہمنے
شوخی و نازکی طرز و نکو جتایا ہمنے
شد این بگویم کہ من از دست تو گشتم دلفگار

اب تو کہتے ہین جو نیغان دغا باز بدنام
ہوگا معلوم نکالو گے جو خط انکا کلام
پھر لو رسوا کرینگے ملکے تمہین خاص و عام
شد زین ہیندیشن کہ از کردہ پشیمان باشی

کاٹتے تجھسے رہے مہر کے رشتے تو تمہین
کب تلک اس غمسے نہ ہان سینہ کو اپنے کوٹین

اپنی مجلس مین نہ دینا کوئی مجکو بار
روی زیبای تو از دیدہ ما گم شدہ است شد
دل ہمارا کبھو گرما اورون کو دل شاد کرو
تب ہمین بندگی اپنی سے تم آزاد کرو
کچھہ تو احسن اگلی بہی اپنے کو میان یاد کرو
سبز زبان لب و مرا آن جہ ترا در دل بود شد

ایکدن میری جدائی کا تجھے تہا جون ماہ
ہرگز احوال پہ میرے نہین کرتا تو نگاہ
اسقدر رحم سے تو بیزار ہے سبحان اللہ
گر شمع رخ تو جز من پروانہ نبود شد

تنگ جامی کو ترے بر مین کہنیایا ہمنے
اکڑ چلنے کو تجھے سب سے بتایا ہمنے
ہاتھہ سے اپنے غرض تمکو گنوایا ہمنے
کردہ خویش مثل ہست کہ می آید پیش شد

کہ میان میٹھی محبت کے ترے ہم من علام
سب چلے جاینگے آخر یہہ تمہین کر بدنام
دیکھہ اب بہی سمجھہ آیا ہے رنگ آتا کام
جمع با جمع نباشند پریشان باشی شد

تو اے یار چلے دل کے پہپولے پہوٹین
ہم ترستے ہی رہین غیر مزے لوٹین لوٹین

کب تلک زہر کے لہو کو بہلا ہم گہونٹین
اینقدر زندگی خوتش مرا دشوار است

کیا کوئی تجسا ارے یار نتہا دنیا مین
کیا کسو کو کسی سے پیار نہ تہا دنیا مین
عشق سے کسکو سروکار نہ تہا دنیا مین
ہیچکس ہمچو من از دست کسی زار نشد

دل مرا اسیر نمط تنگ ستم سی جور
اسی میان دیکہہ نہ بہلو یگا خدا کو یہ غرور
ہاتہہ تیرے سے کہان جاؤن پڑا ہون مجبور
آنکہ رخسار ترا رنگ گل نسرین داد

مت گنوا دلکو میرے پہیر نہ تو یاد سے لگا
کف افسوس کو ملتا ہی تو رہ جاویگا
کیا بہلا جانا ہی میرا تجہے اب بہاویگا
میروم از در تو باز بتو رو نکنم

اسقدر کسلئے بیزار ہے مجہہ زار سے تو
مجکو محروم نہ رکہہ لذت دیدار سے تو
حسن پہ یہ بانکپن اپنے گرفتار سے تو
تہ نگہی جانب سوداز دہ گاہے کافیست

مار بہی ڈال بلا سی جو بلا سے چہوٹین
گر تنہا حق نکشی حق تو بر من باراست

کیا کوئی اور طرح دار نہ تہا دنیا مین
کیا کہین کوئی گرفتار نہ تہا دنیا مین
یہہ ستم اور یہ زنہار نہ تہا دنیا مین
خوار و رسوای سر کوچہ و بازار نشد

تو بہی آنکہون مین تری یار نہین ہون منظور
کیا کہون ہای زمین سخت فلک سے گا دور
دیکہہ بیتاب مجہے حسن مت ہو مغرور
صبر و آرام تو اندر من مسکین داد

یہہ دل اپنے بار گیا ہاتہہ نہ پہر آویگا
کیا کہون تجہسے ارے دیکہہ نہ پچتاویگا
آخر اس دل کو میرے اور ہی پرچاویگا
گر درت قبلہ شود سجدہ بان سو نکنم

مت چہپا منہہ کو سجن اپنے خریدار سے تو
چشم کو تسی نکر اس عاشق بیمار سے تو
دیکہہ ادہر بہی کبہو ایک نظر پیار سے تو
بلکہ از لطف باو نیم نگاہے کافیست

مثنوی حکیم محمد غوث کی ہجو مین

صدر کے بازار مین ہے اُک دبنگ
شکل شیطان کی او رغوث نام
ہے متوطن وہ لعین روم کا
جب سے طبابت مین دہنسا وہ الاغ
مملکتِ ہند مین اب گہر بہ گہر
اُسکے قلم کا مین کرون کیا بیان
خامہ نہین خنجر بُرّان ہے وہ
نسخہ نہ لکہا کبہو وہ بدسرشت
جسسے مریضون کو وہ دیوے ہے دوا
بو نہین ظالم مین کہین درد کی
کُشتن خلق اُسکا غرض کام ہے
مرنے مین او جیتے زبس اب دو کرن
طرفہ تر اس سے بہی کہون ایک بات
ہوکے کسلمند جو وہ بے حیا
مُردہ شو ہو لودہی و تابوت گر
دے ہین دُہائی وہ بصد قیل قال
اپنی دوا آپ. تو ظالم نہ کر
خوب جو کرتا ہے تو آپہی دوا
روز ہی ہے خاطر ہو مری تا کہ جمع
کیا کرون تشخیص کا اُسکی بیان

عار اطبا و طبابت کا ننگ
جگ مین ہلاکو کا ہے قایم مقام
بستی مین رکہتا ہے اثر بوم کا
روم سے تا شام ہوا بے چراغ
ہے ملک الموت سے مشہور تر
تیغ اجل جسکی ہے رطب اللسان
قاتل ہندو و مسلمان ہے وہ
بہرتی نہ انسان سے دوزخ بہشت
کام مین ہے مرگ معطل شفا
جان کا دشمن ہے زن و مرد کی
مرگ و قضا مُفت مین بدنام ہے
کہاتے ہین قرض اُسکے او پر گورکن
ہنستی ہے شن شن کے جسے کائنات
اپنے تئین آپ کرے ہے دوا
گہیرتے ہین آن کے سب اُسکا گہر
اُنمین سے ہر ایک کرے ہی سوال
میرے کسو کی طرف کر نظر
اور کوئی آپ سا مجہکو بتا
بہیجون ترے گور پہ گل اور شمع
منہہ مین ہوئی جاتی ہے ساکت زبان

نزلے سے ایک شخص کو تھا درد سر
دیکھ کے نبض اُن نے بعد فکر و غور
نسخہ دیا لکھ کے بجنسہ یہ بہتر
جا کے جو نسخہ دیا عطار کو
کیا تجھے آزار ہے اے نوجوان
میں تو نہیں جانتا کچھ ہے حبیب
سنتے ہی یہ دل کو لگی اُسکے چوٹ
ہائے یہ کس بھڑوے کا ایجاد نے
کہہ کے یہ عطار سے ہو بیقرار
شکل کا اُسکی تو مجھے دے پتا
سنکے یہ عطار سے بولا جوان
شکل سے اُسکی کرنے تشبیہ دون
رنگ و رو مین اسکا ہے بدبو و قیر
سنتے ہی عطار نے یہ رنگ و بو
یہ وہی سفاک ہے تخم حرام
غوث نہیں ظالم بدخو ہے وہ
ایک دن کے بار مین دوکان پر
کہنے لگا دیکھ کے اک آشنا
تجکو وہ اور اُسکو تو مطلوب ہے
دیکھا کہ یہ بات رکھے ہی حصول

لائی قضا اسکے مین اسکے گھر
دق کے سوا کچھ نہ کی تشخیص اور
صبح سے لے شام تلک خوض کر
پڑھ کے لگا کہنے وہ بیمار کو
اُن نے کہا اُس سے کہ آہ و فغان
ہے مجھے مدقوق کہے سے طبیب
کہنے لگا یہی وہ ڈاڑھی گھسوٹ
نسخے مین معجون زر اُستاد ہے
کہنے لگا اُس سے کہ شیطان یار
کون ہے وہ جن نے کی ایسی خطا
کیا مین بتاؤن تجھے اے مہربان
ہے وہ سگ و خوک سی زشت و زبون
جیسے کہ جلاب کا دست اخیر
کہنے لگا ہاے میان ہو نہ ہو
صبح جو تب اُٹھ کر یہ قتل عام
کہہ نہ طبیب اسکو بلا کو ہے وہ
آیا جو پھر ایک کو مفلس نظر
میل بچے خم غوث سے دیو مین ملا
دونون تمہا الیسین ملو خوب سے
سے کہا حلے پیچان سے قبول

جب چلے الیسمین ہو دو نو ہم
جا کے جو دیکہی ہین وہ وحشت سرا
کتنے ہی بیمار تہے اور ایک گہر
آن کے بیٹہا وہ ستمگار جب
جیتے ہی اُس شخص کی دیکہی جو نبض
کچہہ نہین کر نیکا بجز اسکے سود
اور غذا اُسکو یہہ بتلائی وہ سست
صاحب بخشش کو بتایا کتول
لکہہ دیا معجون کو شیر شتر
پوچہا جو اُسنے کہ غذا کیا کبہی
یہہ کہا اُسکو جیسے تہی آتشک
کہنے لگا دیکہہ کے ایک اور کو
بیٹہہ کے پہر پاس وہ اک ڈولیکے
دیکہہ چکا نبض کو جب بے تمیز
درد کمر اسکو ہی یاد رد سر
کر کے پہر آخر کو مقرر صرع
اور جو کہا نیکی سے لگے اسکو لو
کہنے لگی سنکے یہہ کیا قہر ہے
لقوہ و فالج ایسے یہہ پیر زال
اُسنے کہا تو ہے نہ اے زشت رو

مرگ چلی پیچہے سے گنتی قدم
دل یہ کہلی معنی دار الفنا
سو بہی تو وہ گور سے تہا تنگ تر
گرد ہوئے اُسکے یہہ بیمار سب
کہنے لگا تمکو بشدت ہے قبض
لکہہ دیا نسخے مین سفوف الیہود
ماش کی روٹی سے تو کہا ساگ نوش
واسطے ہیضے کے لکہا اسپغول
لکہہ دیا مستسقی سے جا فصد کر
ساتہہ گلتہی کے کہا کہا دہی
موضع مخصوص یہ چیرٹ کو نمک
زخم کو دنبل کے کرانا رفو
نبض کہا دیکہون مین لایا تہہ دے
خادمہ تہی اُسکے کہا اے کنیز
ہے مجہے نقرس کا ہے ڈر بستر
کہنے لگا دوا سے مار العقرع
کچہہ نہ اسے دیکہو حرز آتش جو
واسطے اسکے یہہ دوا زہر ہے
کرتے ہو کیا قتل کا اسکے خیال
دیکہا سددی کو نہ قانون کو

ساتھ حکیموں سے تو اے بے تمیز
بخشتی ہے ڈیڑھ روپے کی کنیز

اسمیں کہا ایک نے شوخی کی راہ
سنتی ہی ماما نہیں ان کے گناہ

بی بی تری پڑتے ہیں اور یہہ ادہر
لقوہ وفالج سے ہو کیونکر خبر

سمجھیو تک لوٹنے کی ہی یہہ جا
آپ ہی کہتا ہے کہ نانا اور کیا

سنتے ہی اس حرف کو کہا پیچ و تاب
تہوک کے داڑہی پہ کیا یہہ خطاب

لاتو سیدی کو نواب میر بجت
کہول تو قانون کو اے بہروا اوت

لقوہ وفالج ہو جسے یا صرع
دیکھئے اُسکے تئیں مارالقرع

بات کا اپنی تو مجھے دے نشان
میں بہی تو دیکھوں کہ ہی اسمیں کہاں

پہیر تو جس وقت بڑہی آگے بات
اُسنے خزہی دہول اسے اُسنے لات

اُسنے قلمدان سے کی اُسپہ چوٹ
اُسنے لیا داڑہی کو اُسکی کہسوٹ

جہوٹتے غرض اُسکے ہوئی اسکی ہات
خصیے پکڑ لوٹ گئی وہ بہی سات

زور جو اس بن دبا وہم ہوئے
مار لتاڑی سے وہ بیدم ہوئے

دوڑ کے لوگوں نے اٹھایا انہیں
منت و زاری سے چہڑایا انہیں

کرنے لگے وہ جو تہے معقول بین
اُنکے تئیں لعن اُسے آفرین

تہا غرض اس نقل سے یہہ مدعا
تا کہ نو ایسے کی نکہا وے دوا

اپنے لئے گو نہ تو آپ کہود
سنتو لیا ایسا ہے یہہ بٹی چود

مثنوی بخیل کی ہجو میں

ہی صدا کا وہ ایک شمہ نور
جیسے روشن ہے آسمانکا تنور

کرتے اُسکو لگے نہ ذرہ دیر
مہر و مہ کو بخیل نان و پنیر

کیا اُنے یہ عرصۂ اک ان
وہ کرو تردن نعم کو لذت دے
کس زبان سے ہو اُسکا شکر ادا
ہوے ہین باغمین زمانے کے
در نقل سے اُسکے کچھہ نہین ہے کمی
سنو یارو کرو یقین ایک نقل
اتفاقاً اک آشنا میرے
جو ہین وارد ہوئے یہہ وہان ناگاہ
اُنکے ہوتے جو ابر گھر آیا
نہ خبر پوچھی اُنکی نے احوال
کچھہ ہوا پر بہی تم رکھو ہو نگاہ
بولے یہہ مینہہ نہ تہا مجھے معلوم
جب نہ سمجھے وہ اپنی رہ کے تئین
خون لگی ہونے قطرہ افشانی
پہر لگے کہنے یہہ بہی اپنے نصیب
اور مینہہ آسمان برساوے
یہہ تو ساوے غریب کیا جانین
بولے یہہ سادگی سی کیا ہے غرور
رکہے خالق سلامت آپکی ذات
یہہ سخن جون ہین پہنچا اُسکے کان

نقل آخر سے پر سپہر کا خوان
ذائقے ہین زبان انسان کے
نعمتین کیا کیا اُسنے کین پیدا
واسطے کہانے اور کہلانے کے
لیک وہ کیا کرے جو ہم ہون دنی
جسکو یاور کرے نہ ہرگز عقل
گئے تہے ایک عمدہ کے ڈیرے
اٹہا چارون طرف سے ابر سیاہ
صاحب خانہ سخت گہبرایا
بیٹہتے ہی گیا یہہ اُن سے سوال
گہونگہری نٹو کچھہ بہی ہے ہمراہ
ورنہ لاتا مین ساتھہ اے مخدوم
سوجہی یہہ بات اسکے دون مین
لار کہی اُسنے آگے بارانی
آوے مدت کے بعد اپنا حبیب
بہیگتا اپنے گہر کو وہ جاوے
اُس مزور کو کیون کے پہنچا مین
بہیگتا جاون گا مین اتنی دور
نہ پہنچے گا تو مین رہون گا رات
لگی اُسکی دو نہین نکلنے جان

سنتے ہی اسکے یون ہوا مضطر — اپنے بیگانے کی رہی نہ خبر

جسکے منہہ کی طرف کرے تہا نگاہ — یہی کہتا تہا اسسی بہر کر آہ

کیون میان ابر اسقدر چہایا — خوف رہنے کا درمیان آیا

مضطرب برق سی نہو یون حال — بادلون سے جو اسکا تہا احوال

کبہو کہتا یارو تیل جلاؤ — کبہی کہتا تہا شمع ڈہونڈو بناؤ

گاہ بولے تہا دیکہو اوپر — آوے سی آسمان کہین سے نظر

گاہ بولے تہا مہر ہوجو پدید — کیسی ہو جائے اپنے گہر مین عید

تاکہ بولا ہی ایک یون فی الفور — کچہہ نظر آوے ہی جو کیجئے غور

کہا اسنے یہہ سچ ہے میر بجان — اے مین تیری زبان سے قربان

لیک برسانے جب لگے بہنے — تب تو جہنجہلا کے یون لگا کہنے

کیا برستا ہی یون برس کم بخت — کوہ سی ڈوب جاوین لیکے درخت

نہ رہے غرب نے رہے اشراق — جائے ہو تمام عالم غرق

لیکے ماہی سے اور تا مہتاب — کاش ہو جائے ایک قطرۂ آب

غرض اپنی سی وہ تو کر گذرا — ہوگئی رات اور منہہ نہ کہلا

آخر الامر کرکے دل کو کرخت — کہنے لاگا کہ سنگ آمد و سخت

کرچکا اپنی جب اصول فروع — کیا مہمان سے اختلاط شروع

سیر نہ تہا یہہ کچہہ اور ذکر و سخن — وہان بغیر از حدیث زر غبا

وقت آیا جب اسکے کہانے کا — مرتکب ہوکے اس بہانے کا

لگا کہنے کہ کوئی ہے حاضر — بولا اسوقت ڈیوڑہی کا ناظر

کہا اسنے کہ بہرکے رتابا — محل کے حاضر رہین رکہو ا

غرض انہہ نے پیا یہہ جب دیا نے
پیا ہو جو کچھہ کہ اب شنادل کو تہ
انہون نے اُسکے موجب ارشاد
آیا بعد از مصاحبت بسیار تہ
بولا تیار تو نہین ہے کچھہ تہ
تو تو لاتا ہون آپ کی خاطر
بولے یہہ کچھہ اگر نہین تیار
اُسی قسم جا کے جنس منگواؤ
لگا کہنے وہ کوئی مانے ہے
جب کہ اُنکا حساب ہوتا ہے
اور قصاب بہی جو آوے ہے
جب مین کچھہ کو نخرے سے کہتا ہون
سمجھتے ہین جیسے یون وہ دو سر دو
ابلہ مطبخ کی جب سنو آواز
سفرہ مین وے ہمیشہ یون بکالی
پھر وا آقا پڑا نکالا ہے
مجکو باورچی یون دھرائے ہین
کیا کہون مین رکابدار کی بات
نوکری ہی سہی نہین کچھہ اسکو حصول
لیکن اُسکے بہی حق بجانب ہے

کہہ کیا کان مین یہہ مہمان سے
کہہ دو دیلوا کے تم بکاول کو
کی بکاول کے تئین وہ بن فریاد
انہون نے پوچھا کچھہ ہے اب تیار
جاؤن ڈھونڈھون اگر کہین سے کچھہ
ورنہ کہاؤ مجھے ہون مین حاضر
دیکھو ہووے گا ہوئے سرکار
واسطے میرے کچھہ تو پکواؤ
آپ ہی پھڑوا خاک چھاننے ہی
جان کر وہ پڑوسے کی رونا ہے
جہہ ہی بخدا مجھے تباہی ہے
سو ہوئی پی کے اپنا رہتا ہون
لیجو ترکاری کی جگہہ گذر
کمترین آقا کے جو ترے دن یہہ پیاز
متہہ رکہے چکنا اور شکم خالی
کلہ پر نام دکا یہہ سالا ہے
رہ تری کا آتش کیا لگائے ہین
اُسکی گذرے ہے کسطرح اوقات
کاٹے ہی میرے حق مین جنگل بیچ
کر لیکا انکو مانگنے وہ کچھہ سے

اسی ملتا ہی کرے کو لو کا رتہ
نان باکو جو دیکھون پھر سکے نظر تہ
تکی مشترف کے گھر لگاؤن گا
کل گیا ہی گیا جو گھر کو دوست
پوچھا اُسنے یہہ منہ کرکے نگاہ
گیا تھا گاؤن مین تجکو میرے پُوت
کیا کہون تجہہ سے مین عرض اے یار
کبہو حاصل نہین ہوا اک دام
کوئی شاعر جو یہان گذرتا ہے
کون جانے کہ آپ کیسے ہین
پیر آتکا گر آوے وقت طعام
نہین ممکن کہ اسکو بھی یہہ دین
یون ہی اٹھہ جائین اُسکو دیتے بنا
کام ہوسکے کا انکے مطبخ سے
کھانا کھانے سے ہاتھ یہان دہوئے
بسکہ مطبخ مین سردی رہتی ہے
انکے مطبخ مین دود اُٹھتے اگر
لگے ہی دینے کوئی اٹھہ کے اذان
ڈالے ہی کوئی اپنے چھپر کاٹ
یہان لگانا ہے خانہ تہالا

ورنے کا یہان مرتبہ دا چار
مجہہ سے کہتا ہے یون گیدی خر
اور بلتین ترا لگا لون گا تہ
پیاز کا اُسکے ہاتھہ مین تہا پوست
کیا ہی یہہ بولا یون وہ پھر کر آہ
نا دہندون کی بیٹھی کی سنے جوت
ویکے خدمت کیا ہے مجکو خوار
مفت رسوا ہون نزد خاص و عام
ہجو میری بھی وہ ہی کرتا ہے
جی مرا جانتا ہے جیسے مین
جاے لقمے کے کہا وہ دو دشنام
جز فریب اُسکو ایک ٹکر دین
مارے نہین جہوٹے ہاتھہ سے گرتا
نہین ممکن کہ اس سوا نکلے
گر ہیون بیچ بیٹھ پھر سووے
ناک بارچیون کی بہتی ہے
سقے بے دوڑنے بن مشکین پھر
کوئی دکہلاے کہول کر قرآن
بیکے بہاگے کوئی کہنتو لا کہاٹ
خلق ہو جاے تہہ و بالا

ان کے باورچیخانہ کا احوال تہ
والیعن بین سر پہ خاک ماتم سے
سینے وبیگون کے مارتے بین جو اکثر
روز باورچی کرتے بین فریاد
کیا نرسے بعد کرکے کہا دین گے
دیگ شوکونہ دیگچے سے سرو کار
بسکہ مہمان وعدے سے آیا
اس خجالت سے دیگچے یکسر
دوری سے دیگچون کی یہ حال
کی زمانے نے لاکہہ ہی تدبیر
شادی پرشادی یہان ہوگئی سدا
کرسے سو عید گنبد گرد ان
الغرض مطبخ اس گہرانے کا
جیسے طوفان نے کیا تہا ظہور
اور کیا مین کہولون اسکے بہرم
ایک فرزند یہہ رکہے ہی الاغ
ان نے اک روز یہہ حماقت کی
نہ ضیافت کہ جسمین ہو رنگ رس
تیہوں بس آیا یہہ مردود
جانتا تہا کرے نہ یہہ اکثر گو عاق

جو لیے ہر گہر کے جب کرین ہین خیال
لکڑیاں جلتے بین آتش غم سے
روتے بین ڈہاٹین ڈہاٹین منہہ سر پو
کبہی تو کچہہ ہمین تو کرارشاد
جب کب اپنا بہول جاوین گے
چہتری ڈہونے ہمیشہ جائین کہار
کہانا ان مین سے جو نہین کہایا
سرنگون مین پڑے بین جو لوندے
سینہ کفگیر کا ہوا غربال
نہ ملا دیکہے سے یہان کفگیر نہ
دستہ یادن سے پر کبہو نہ ملا
نہ ٹلے اسکے گہر سے پر رمضان
رشک سے آبدارخانے کا
ان کے نانا کے گہر کا تہا وہ تنور
کہتے ہی آتی ہے مجہے تو شرم
سارے گہر کا ہے اسکے چشم و چراغ
آشنا اپنے کی ضیافت کی
اک رکابی طعام دیگر بس
یاد آیا اسی جیتی کا ددد
اور ماں کو بہی اسکی دی تو ہے طلاق

بارے لوگون نے آکے سمجہایا
بہتر اسکے عوض یہہ کیون نہ جنی
یارو مجہسی تو لا ولد بہتر تہ
اسکا دادا بہی گرچہ تہا عیاش
جو کوئی اُسکے گہر مین نوکر تہا
پہرتا وہ ٹکرسے مانگتا گہر گہر
اُنکے جیتن جیتن کے آپ کہاتے تہے
پیدا کر گئے تہے اسطرح اجداد
مین تو آپہی کو جانتا تہا فضول
کرڑے پیسے یہہ سب اُڑاویگا
اسکے دادا اسکے باپ کا اک روز
لایا کہچڑی کا پکا ستر اکت سے
اُسنے اک دو لئے تو اسے جڑ
لگے کہنے ہنس یہہ شرکت نیک
تہی بزرگون کی اپنے تو یہہ چال
خوب جو کچہ اُٹہا خزینے سے
سُنا اس گہر کا بار تو نے حال
مین کسیکو جو کہانا یکوادون
ایسی ہی ہو کہ جسسے جو میری جان
تک مدد مہ تجہ وہان ملک پہنچے

تب یہہ حضور و کے حق مین فرمایا
کاش مین بہی مرتا وہان یہہ نا شدنی
میرا بیٹا اور اسقدر ابتر
اس سلیقے سے پر کری تہا معاش
رات کو اُسپہ یہہ مقرر تہا
لاتا آقا کے پاس کہچولی بہر
بڑے تنخواہ مین لگاتے تہے
سو یہہ بدبخت دے سبہی یون برباد
پر یہہ مجہسے بہی نکلا نا معقول
انتیون تک بیچ بیچ کہاویگا
آشنائی سفر نہیت دل سوز
دو نون کہانے لگے رفاقت سے
تہے مرحوم دو نون ہو کے کڑے
میرے سو تہے اور میرا ایک
گرتی مین یہان ضیافتین پامال
تو اتالیق کے مہینے سے
مجہسے کہانے کا پہر کہچو سوال
بیچنے کس بہڑ وسے بیٹی جو وہی
بندہ خانہ بہی دو رہنمن چند ان
کہانا نکو جانے جو کچہ تہے

بولے یہ خانہ آشنا آباد
ہے کرم آپ کا تو اسسے زیاد

غرض اُس آشنا نے صبحکو آ
مجھسے یہ ماجرا تمام کہا

نہ بھیجو یار و اب ایسے عمدہ کر ؎
لعنت کردگار شام و سحر ؎

مثنوی نواب آصف الدولہ بہادر کی تعریف اور شکار کے بیان میں ؎

سر صفحہ پر آج یوں صبحدم
لگا دست سودا میں کہنے قلم

جو اس عہد میں ہند کا ہے وزیر
بہمت جوان وہ بہ تدبیر پیر

بدیں آصف الدولہ جسکا ہے نام
سلیمان شکوہ و ذو الاحتشام

جہاں تولے وہ اپنی شمشیر کو
تو روباہ سمجھے وہاں شیر کو

گیا اُٹھ نے ناگہہ بعزم شکار
قدم رنجہ اپنا سوئے کوہسار

گیا اسطرح جس سوے صیدگاہ
جھکا کر سر اک صید کی وہ نگاہ

بجز زیر تیغ اسکے پائی نہ اور
ہرن پاڑ سے جیتل چکارے نے ٹھور

نہ تھا چارہ پائے کو ہرگز بجا ور
کیا قصد جس دم سوے نیلہ گاو

نہ دیکھا جو گاو زمین سے پناہ
قدم نیچے لی اُٹھکے اپنی پناہ

اگر ازنا تھا وہاں دگر گرگدن
جبین اُسکا گیا تیر گولی سے تن

پھر اس دشت میں جتنے گینڈے تھے ورند
کمند اجل سے کئے پاے بند

جہاں تک تھی روباہ و گرگ و شغال
شکاری سگ انکے جیتو نکے تھی کال

سنی جسطرف کو خبر شیر کی
پہنچنے میں ہرگز نہ واں دیر کی

جو کیسا ہی وہاں شیر تھا منگرا
تو کیا اُسکی بھی کھینچ کر بھس بھرا

ہوئے شیر جیتو نمیں یہاں تک شکار
کہ باہر تھے تھی زحد شمار

کیا دشت و بیشہ جو شیروں سے پاک
رکھا نام پیرا ہُنے از خوف جان
پرندوں نے جب پاک جنگل کیا
رہے دیکھ حیران صغیر و کبیر
زمین سے فلک تک جو پہنچا یہہ ذکر
نہ تھا صید بری بہی پر عرصہ تنگ
پرندوں کی حالات کیا مین کہون
صد پر آب شمشیر اُسکا بہانہ
پھوڑا ہوا جب پرندون سے شیر
پرندا نظر مین جو آن پیر کی
اگر دیو وہان در رد آیا نظر
نکر وہان سے بھگنے لگے فیل لا
سبھی پیل ہر چند محبوب تہا
پر اک پیل کا اُن مین ایسا جمال
کبھو پیل ایسا نہ چشم جہان
وہ ہے قد و قامت مین اتنا بلند
بدانسنت اپنی یہہ ہاتھی نہین نہ
رہے وہان نہ جب صید سو کرہ
نہین اُسکی خوبی مین ذرہ قصور
تہ تیرے سایہ مین وہ رہے تا ابد

پری شیر کے مارنے کی یہہ دہاک
کہ جس شخص کا نام تھا شیر خان
تو خیمے مین تشریف فرما ہوا
جب آئے آنکھ بہاگے قالین شیر
پری اپنے برج اسد کو ہی فکر
نہ ماہی بہی بحر مین نہ نہنگ
کہے مین بہی پر کسطرح سے زبون
نہ اژدر بچا ہے نہ وہان اژدہا
پرندون مین سے تا تذرو و بٹیر
نہ آیا ہوا مین بجز تیر کی
پھوڑا غرض صید اُسے تو جھکر
سو حلقہ بگوش اُسکے وہ تو آ
سواری کی خاطر بہت خوب ہین
زبان وصف مین جسکے میری لال
نہ آیا نظر زیر شہ آسمان
لگا کہنے دیکھ اُسکو سر ہوشمند
سوا دیکھ اُسکو مجھے یہہ یقین
تو زنجیر کر کھینچ لائے مین کوہ
خدا چشم بد سے رکھے اُسکو دور
تجھے پروردگار کی ہے اسکی کد نہ

مثنوی ہاتھی کی ہجو مین

کہا ساقی نے مجھکو سیہ مست | تو کر فکر بلند اے ہمت پست
قلم سے کہہ کہ ہو سرگرم تحریر | بنے تا صفحۂ کاغذ پہ زنجیر
قوی ہاتھی سے بھی اپنا سخن ہے | زبان خامہ پر یہان کجلی بن ہے
اگر ہم پیل معنی کا بنا دین | تو بہتر ہاتھیون سے کر دکہا دین
پھر اسکو جو کوئی سمجھے سو جھومے | قدم آ حضرت سودا کے چومے
یہہ دعوی گو کہ کوئی شاعر نہ مانے | پر اسکو جو سخندان ہو سو جانے
کہ طرز شاعری السب یہی ہے | سخن کا ہی جو کچھہ سب فن یہی ہے
کہون مین پیل معنی کی جو اوقات | تو سنجی ہے کہ چھوٹا منہہ بڑی بات
سند ہے وہ سدا آکر مری یہان | جگہہ ہی گشت کی فہم سخندان
توارد سے اگر وہ چھوٹ جاوے | کوئی شاعر ہی اسکو باندہ لاوے
دبے ہی اسی جو کوئی ہو کج فہم | کہ اسکی طبع کو آنکس کرے وہم
بنا ہی پاک طینت اس قدر وہ | قدم ہرگز نہ رکہے خاک پر وہ
تنک چلنا کوئی کیا اسکا بتلاوے | جہان تک ہیجو کاغذ پر چلا جاوے
کریں ہیں آفرین اسپر سو کیا ہے | وہ گویا اسکی آواز درا ہے
نہ لگوا دے کبھو تنک سینہ دور | ہیبت اسکی بزرگی سے ہی یہہ دور
ہوا کیا گر نہین کرتا وہ تزئین | اٹھے سے لیتے ہین اہل طبع رنگین
نہووے قد و قامت مین وہ موجود | بلندی عرش سے پر اسکی افزود
بھلا انسان انکا ہاتہی کہین ہے | کہ جیسے سر کوئی ایسا تعین ہے
مہاوت دل ہو نالہ بہائے برا | سے ہے چرخی چخشر آہ سشر ربا

کچھ ہوسے کبھو نے کچھ وہ کھاوے
کوئی ہاتھی کی ہوتی سے یہہ اوقات
غرض ہاتھی خدا دیوے تو ایسا
مہاوئی جسکے کتھرا بے سنے یہہ دھوم
کوئی ہاتھی ہے یا آفت وہ چنچل
کلاوے کو نہ سمجھو اُسکے گلگون
کہے کون اُسکو پنچ فیل کا ہے
پکڑ خرطوم میں اُسوقت زنجیر
جو ہتیائی پہ آجاوے وہ خونخوار
چھٹین گر لاکہہ اوسپر چرخی و بان
سر اونکو یون قدم نیچے ملے ہے
مہاوت کیا جو پھر اُسکو سنبھالے
جو کوئی دیکھے اُسے ہو ہاں جان کو
خداوند ایہہ اشارہ ہے کہ خرطوم
غرض ہوتی نہیں باقی ماندون کی خیر
ہوئی آقا اسکے تنگدستی
لگے ہے رات اُسکے اسطرح ہاتھ کیا
بدن پر اب نظر آتی ہے یون لال
نمودار اسطرح پر استخوان ہے
نہ ہڈی سے نہ کٹ شندہ سن نہ لنگرا

نظر بھی اُس بزرگی پر نہ اوسکے
نہیں دم مارنیکی اُس جگہہ بات
نہ پیل راجہ پربت سنگھہ جیسا
کہ لشکر سے سپرا سے شام تا روم
مہاوت کی گرہ آقا کے سرکال
یہہ گردن پر ہے اُسکی خلق کا خون
وغا کے روز جسکا پیل کا سے
سپلے ہی فوج پر ایسی یہہ پیر
ہزارون پر کمارین بہالہ بردار
نہ پہونچے وہ جو اوسکا فرکی ہاتھی
جیونکو کو جسطرح چکی دیسے
جو آوین پیشتر بھینا روند ڈالے
تو یہہ کہتا ہے مُنہہ کر آسمان کو
یہہ ظالم چیرتا ہے جیتے مظلوم
بسانا تہا خدا کو کعبہ و دیر
کیا کرتا ہے وہ اب فاقہ مستی
جو بہاڑ سے دین کسی تابوت ساتھ
طناب نشست سے جیمے کا جون حال
گویا سر پیلی اسکا نہ ہوتا
رکھے سے ناتوانی اسکو صلاہ

گرفتار اپنے فعلوں کا ہے ناپاک — کیا کرتا ہے سر پر اور دست خاک
ضعیفی نے کی اسکی فربہی کم — گیا ہاتہی نکل اور رہ گئی دم
(مثل مشہور ہے)
ہوئی یہہ ناتوانی اسکے در پے — گرہ وہ ڈہیل اب وہوئین کیسی گرہ ہے
برا اسکے دل مین بہی یہہ غضب ہے — کہ آتشبازی کا ہاتہی وہ اب ہے
تماشا ہو اگر وہ چہوٹ جاوے — کہ گہر کو آگ کس کس کے لگاوے
کہا اسکے مہاوت سے مین اگر تو — اگر آقا کا اپنے ہی تو دل سوز
تو کہہ ان سے کہ اسکو بیچ ڈالین — عوض کا اسکے اک جہوٹے کو گدہا لین
کچہہ ایسے پیل کے رکہنے مین ہے شان — سواری جسکی ہووے خطرۂ جان
دیا ان نے جواب اے میر محمود — خریداری تو اسکا فرض معلوم
بڑا ہے بد قوارہ زشت ناپاک — کہ بیٹہہ اسکی بلند اور پیٹ کا ...
جو ہاتہی ہو تو لے کوئی خان نواب — ہے بیتی جیو کی مسجد کی محراب
بکانے کی نہین اسکے کوئی بات — نصیبون سے مگر آتا ہے شب برات
سمجہنا فیل اسے دیوانہ پن ہے — کسو مدت کا یہہ نام کہن ہے
ستون اسکے تلے یہہ پاون مین جا ... — رہے دو دانت سو آنکہین ...
جو بیٹہے یہہ تو اٹہنا اسکے دو بر — نگین جبتک نہ اسکو راج مزدور
اتہم سے خاک کا یارا کہہ ... — نہین ہین اسکو ہاتہی سے یہہ ...
ہلاتا یون ہے یہہ کانون کو سر بار — کرے وہ ٹکین نیکہون سے ...
ہے اتنا چلنے مین بجبر یہہ ذات — نہین ہاتہی صعوبت کی ہے ...
یہہ عالم چلنے مین جز طوم کا ہے — کرے دست کو زمین گویا عصا ہے
بہت ... فیل سے بہتان کیے یہہ — سحاب ہے تو وہ طوفان ہے یہہ

جو رستی کے وقت لوٹے فیل ہو کین
عماری کس کی گر چلئے کہین کسکو
یہہ ہے اس مرتبہ بدبین و منحوس
جسے لا پیٹھہ پر اسکی بٹھایا
گرا جس پر سے یہان آنکا نہو ناس
مرے یہہ آپ یا کوئی مار جاوے
غرض تہا جس جگہہ یہہ ذکر واذکار
ہوئی اس ذکر سے اسمین یہہ تاثیر
ہوا اسکے سمجھنے کے یہی در پئے
لگے کہنے وہ کر میری طرف رو
کہ یہہ جس فیل کا کرتا ہے مذکور
اگر اب جب تلک سمجھے غور
ولے از بسکہ اسکے فعل مین بد
جو کچھہ اس فیل مین اے بتایا
یہہ اسکی مرگ کے جتنا ہے در پئے
جو خوب اپنے تئین دیکھا مین اے کم
تغیر حال کا باعث مرے یار

سمجھے سن بہر ملیدا روز وسے مین
جتا وے فیل مرغ اپنے تئین کو
سنیچر ہوتا ہے جسکے قدم بوس
گویا بارود پر دہر کر اڑایا
کیا حلقے کا سارے ستیا ناس
جہان سکے سر کو جہہ اور بہار جاوے
شتنی تہا اسکو وہان اک مرد شیا
کہ اسکا ہو چلا احوال تغیر
کہا ان سے کہ حضرت خیر تو ہے
مگر اب تک نہین سمجھا اسے تو
اسے مین نفع کیا کیا اسکی منظور
اسی پر اسکی روزی ہے بہر طور
اسی مرنیکی اسکے کتنی ہے کد
سوا اسے نفس عالم مین ہی پایا
مجھے اتنی ہی اسکی پرورش ہے
عداوت سے بہی ہمت اپنی ہی کم
یہہ تہا جو کچھہ کیا مین تجھسے اظہار

اگر دریافتی بر دانشت بوس
وگر غافل شدی افسوس افسوس

مثنوی کوتوال کی ہجو مین

کیا ہوا یارو وہ سب بیہات
باندہا جاتا تہا چور لکڑی سا
تہا نہ رشوت سے کوتوال کو کام
شہر مین کیا رہے تہا امن و امان
اب جہان دیکہو وہان جہمکا ہے
دیکہی تہی جو راہ چاوڑی کی
فیض بازار کا ہو شنیع بیان
وڑی کے سودے کو جو وہان جاوے
کس طرح شہر کا ہو یہ حال
چور کب زور اسکا مانے ہین
ہو یہ کتوال تو وہ مانے زور
آنسے رشوت لئے یہ نہ بیٹہا ہے
بازو کا معدون کے زور کے یہہ
اپنے دروازے آگے رکہہ تحت کیف
تہک نہ تہا چڑے ہین اسکے اسنت
سر پہ دیکہے تم جسکے اچہی شال
گشت جب اسکا پہرنا آتا ہے
سنو چورو یہ مختصر قصہ
جو نظیر بازار س کا جبرا ہے
جتنے نوکر ہین اسکے خدمتگار

کیمو کے چور کا ستے لئے تہا بات
مارا جاتا تہا چور گگڑی کا
تہا عالم مین جو سٹہے کا نام
کیسی کرلی تہی خلق خوش گزران
چور ہے ٹہگ ہے اور اچکا ہے
پشم ہے رہزنی ملاوڑی کی
آنے نزدیک سے کاٹ ڈالے کان
پگڑی کہو سر کو پیٹتا آوے
سیدہی کافور سا جو ہو کتوال
کالا بال اپنا اسکو جانے ہین
یہہ تو مخبر کی جہول کا ہے چور
اسکے دل مین تو چور پیٹہا ہے
چور کا بہائی گنتی چور رہے یہہ
کرتے ہین ان نے گہر کے گہر جو ٹٹ
ل رہی ہے اچکون سے بہی مسا
گویا وہ اسکے باپ کا ہے مال
یہی نرسنگیا سمجہاتا ہے
صبح کو بہیج دیجیو حصہ
خوب دیکہو تو جیب کترا ہے
فن و زد مین ہین سب بن بائی گار

اسکا کہنا تھی و تیرا ہے
جسکے گہر بیچ انکا آقا جاے
باخبر دار گہر سکا ہو صاحب
ہین گے ازبس یہہ ہاتہہ کے چالاک
تک جو غافل یہہ انسی ہوتا ہے
ایک دن اُسنے سے طنز کی راہ
چیز میری جواب چرا او تم
قیمت اسکی جو کچھ مشخص ہو
ایک آن مین سے یہہ شخص سنکر
کہا صاحب آپ ہی نے یہہ انصاف
آپکے سر پہ یہہ جو پگڑی ہے
دس روپئے وہ مجھے دلاتے ہین
دوسرے نے کہا کہ مین وہ غلام
پگڑی آتار رکہے نہ سر سے اتار
پر دو سانے کی مین لگا کر کہات
میری محنت پہ ٹک نظر کیجے
غرض اس گفتگو سے یہہ مال
شہر کے بیچ کیا کہون مین اب
شب تہی نرسنگیون کی قال و قیل
گئے آسٹ سے ایسے بہونکے ہین

کوئی بہڑوا اٹہائی کیرا ہے
صاحب خانہ پر یہہ آفت آئے
جو گہر سے پاندان تک غایب
ڈالے مین اسکے انکہون مین بہی خاک
تن کے کپڑون کو لینے روتا ہے
کہا تم ہو میرے نیک دل خواہ
بیچنے چوک مین نجاؤ تم
آتنے کو تم اسے مجہی کو دو
لگا کہنے کہ اسے کیا بہتر
مین یہی کرتا ہون عرض کہ کیجے معاف
دو خریدار اسکے مین در پے
کہئے اب آپ کیا لگاتے ہین
نہین ہون جیسے ہو دے اسکا دام
اور قیمت کی اسکی ہو تکرار
آج جاگا کیا ہون ساری رات
آگے جو دل مین آوے سو دیجے
واہ وا واہ وا رہے کتوال
روز محشر کی دہوم سے ہر شب
گویا پہونکی تہی صور اسرافیل
مردے خواب عدم سے چونکے ہین

آسمان پر بھی معدوم ہے خواب
آنکھہ تو کس لشکر کی لاگتی ہے
لاکھہ صندوق رات کو چھوٹے
ہین لیے سرگرم دزدی بد انجام
بزم مین شب سر ایک پیر و جوان
تسپہ سی ہیہ کہ ہر طرۂ زر
جو سر پر دستار مین سنہرا ہوتا ہے
طرۂ شمع اک طرف ہے یار
شام سی صبح تک یہی ہے شور
صبح شبنم جو گل پہ ہوتی ہے
مال صندوق مین سرنے کی بہانت
اب تو دزدی کا کچھہ نہین ہے ڈہنگ
رکھہ سکے کون سی ستم ہوگی گر رخت
رات جو آپنے گھر مین کھنکھارے
ہوگی کب تک سجا خبرداری
صاحب خانہ جو کوئی ہے اب
آپنے تک اگر تو دیکھے یار
بجز دزدی سے کوئی نہ رہا
نہ ریاضت کو جاگتا ہے شیخ
خلق جب دیکھہ کر کے یہہ بیداد
لوٹنے دہ کہ مین بھی ہون ناچار

لیلا رہتا ہے دیدۂ مہتاب
چور کے ڈر سے فتنہ جاگے ہی
کوٹھی ہی ساہوکار کی لوٹنے
توتے ہی تا خزانۂ حکام
بیٹھے ہین کر کے رزم کا سامان
لگنے ہے چور شمع کو آکر
چور شمع کا مشہور ہے وہ یہ ہے کہ شمع کا گل حصہ
کم ہے خورشید کی بھی شب دستار
دور لو کھڑ ہی پھیلا ہے چور
غنچے کو ہے غنچے کے دہ رو بی ہے
تن کے تتون پہ چور کا ہے دانت
کہتے پھرتے ہین چور ہو سر تنگ
جو ندے کپڑے ہمکو کیا ہے رخت
چور دروازہ پر یہہ ہنکارے
چور رہاتے رہنے کہ انہی باری
بے خبرداری ہی مین روز و شب
اپنے گھر مین ہے وہ بھی چوکیدار
اہل میخانہ مین بھی ہے ہو ہا
ڈر سے ہی چور آنہ مارے منج
کرتی ہی کوتوال سے فریاد
گرم ہے چوٹون کا یہہ بازار

جرات سے جب بقدر دن بچاتا ہون
وقت پیری مین بہی دل چراتا ہون

کسکو مارون مین کسکو دون گالی
چوری کرنے سے کون ہی خالی

کرتے ہین مجہہ سے وہ بجا کر دل
میری پگڑی کا ہے سر پر مول

یار دیکہہ چل سکے ہی میرا زور
دیکہو تو ٹک کہان کہان ہے چور

مت سکے مجہہ غریب سے یہہ خلل
ہے امیرون کے گہر مین چور محل

دیکہئے گرستان کو بہی خدا
ہاتہہ مین ہے انہون کے دزد حنا

مچ رہا ہے اب اسطرح کا سانگ
ہے خدا کے بہی گہر مین چور کی تہانگ

بچ سکے کیون نہ اب کسیکی شے
ملا مسی کا صبح خیزیا ہے

کرین انصاف اب جوان و پیر
کیا ہے اسمین بہلا مری تقصیر

رتبہ دزدی کا اسقدر ہے بلند
چرخ کے گہر پہ کہکشان ہے کمند

یہہ جو سودا بکے ہے لایعنی
آپ کرتا ہے دزدی معنی

مثنوی مرزا فدوی کی ہجو مین

یارو خدا ایک ہے دوسرا برحق نبی
صورت لوح و قلم جسکے لئے خلق کی

راست ہی ٹک بولیو انکی ہی سوگند ہے
آج زبان ہے کہلی کل سے تئین بند ہے

سننے سمجہنے کو بات حق نے دیا گوش ہوش
حق بطرف جسکے ہون ہیو خموش

مرد کو سچ بولنا جزو ہے ایمان کا
جہوت کرے ہی عدم دین مسلمانکا

دار و احمد نگر ایک ہین مرد عزیز
فہم ہین سر تا قدم اور سراپا تمیز

شعر پہ ہر ایک کے کرتے ہین وہ اعتراض
حاکمی کے دیوان سے جو کہ جانین ہین سیاق

حضرت سودا انکلک جو مرے استاد ہین
شعر وہ انکا سنا جا سکا انہون نے کیونکر
اپنی سخن فہمی پر کہتے ہین وہ ہوکے گرم
اسکا سخن پوچ ہے آپ ہی وہ پوچ
سکے غرض مین یہ بات بولون سو بولون
میری زبانی اتہین مین جو یہ قران خوان مین
آئے وہ قران کے گیون جو ہوئے ڈالو سوا
دونون یہ اطلاق دین از روے قران ہے
شیخ ہی سے نہ سمجھے ہو دین کی نسبت فقط
دین اگر ہووے انکے جمع نہ او بات
انکا غرض اعتراض دیکھو تو معقول سے
شعر کی انکے سند دیکھ لین حق کا کلام
سن کے سکے اے منصفو یہ تو سوال و جواب
لیک تعین جانیو حق ہی اب اسکا گواہ
انکو یہ لازم نہ تہا آن کر اس شہر مین
پہر شنے کو سنا یہ پہ اب ہی یاروں کے بیچ
حد سے یہ اپنی پرے پاؤن کہین اسقدر
اٹہے نئے صاحبو جا کے یہہ آگے ایسے
ہوئے ہین وہ ہی پر شنے جنکو ترا احمق کر
اپنے زلیخا اگر اسلئے نائین مین بیان

شعر یہ آگے بہی اب انکے یہہ ایراد ہین
شیخ و برہمن کو ہے جسمین کہ نسبت بدین
دین تو ہی شیخ کو اور برہمن کو دہرم
شاعری اور شعر سے کچھ نہین کہتا خبر
کہو لکے تک کوشش فہم سخن لین یہہ احباب سے
پوچہے تو اتنا کوئی ہم مین سے اے مہربان
کافرون کو ہی خطاب جسمین لکم دینکم
خواہ برہمن کوئی خواہ مسلمان سے
اپنی زلیخائی پر کہتے ہو پر خود غلط
وہ ہی نہ سمجھے اسے ایسا جو انسان ہو
بات جو معروف ہے ان پہ وہ مجہول ہے
اپنی سخن فہمی پر طعن کرین یہہ مدام
آگے اٹہین دیکہو ہوئے ہین کیا کیا خراب
ہو اگر اس امر مین ذرہ بہر اپنا گناہ
لیکن یہہ اس شخص سے طاق ہی خود بین
انکو ہی گنتا کوئی یا نیچ ہو اور نیچ سے
سخرہ یہ شعر انکے پر کرتے پہرین گہر گہر
تا سمجہی جانے کوئی یہہ بہی ہین شاعر بڑے
اپنے سمجہے ہے برا آپ کو احمق کرے
شاعر وسکے زور کو استہ کرین امتحان

حسن معانی کے یہہ دیکھئے اُسکی لباطا
اور زلیخا جو وہ خلق مین مشہور ہے
ہووے جیسے تم مین سے سو لوہی جامی کا درد
کہتے ہین فخریہ مین اپنے یہہ سر ایک سے
شاعر نہین ہند کے مین گیا ایران تلک
فارسی مین کون اب یہان مرا ہم چشم ہے
پر جو انہونکا سخن پہنچے نے گوش فہم
ایک خراسان گیا کو کہ بہت سکے کو جلتیر
بوجہ زبان اُنکی سے شعر تو بسر دو ہوا
شعر تو بے ربط و بوجہ کہنے سی اب شوق ہے
شعر مین شاعر جو ہین وہ تو تخلص کو لائق
سمجھے ایک نقل بر محل آئی ہے یاد
بنئے کا دیوال ہند ایک قرض دار تہا
بنئے کے پر کہین اُسکو نہ تہا دسترس
اُنو نصیبون سے ایک ہاتہہ اُسکی لگ گیا
باندہی اُسنے پایزے سر کو نہیا ہی کلاہ
اور کیا ہاتہہ سے بنئے کی عمدا گذار
منہ کے لگا پوچھنے کی سر جی یہہ چالو
خوش ہو تب اُنے کہا اسے کہتے ہین ناز
شاہ امرو زہر پہلین ہین سے سرکار

اسکے بموجب کرین شاعرون سے اختلاط
فہم و شعور اُنکے سی سنو ثبت و بہی
پوچھی انہونسی وہ یہہ زن ہے زلیخا کہ مرد
سمجھا زبان دان ہی کو پوچھو بدو یہہ ایک سی
سیکھی زبان وہانکی بہی جا کے خراسان ملک
ریختہ کہنا تو کیا آگے مرے ہے نسیم
خندہ زنان ہوئے سے وہ کہ خدا علیم
جیسے ہی ایدہر سے جائین لیے یاس سے اُدہر
کاتب بیچارہ مفت تعن کا مورد ہوا
تسپہ انہین خلق مین شہرہ لیے یہہ ذوق ہے
پر یہہ تخلص بغیر نام نہ اپنا جانتین
جو ہو سخن فہم دے مغز سخن کی وہ داد
اُسکے ادا کرنے سی سخت وہ ناچار تہا
سو دین اور ہول مین اُسکے زر تہا وہ
سوچ کے دل مین کہا بنئے کو دیجئے دعا
ہاتہہ پر رکہہ کر چلا کہتا ہوا اور واہ
دیکہہ کے اُٹہہ لیا بنئے نے اُسکو نکال
پر کہا ہم سے کہو پیچلی اُسکو کہ سر
خستہ گرم ہوا سے بچتے اسے بنیان
قیمت قدر انکی ہے سنکر وہ لیتے نا ترا

سنکے کہا بنئی نے مرگ سی یہہ بہاو
اُنے کہا سا ہی تم سی مجہے جہوٹ بول
پہر وہ لگا پوچہنے کہہ تو یہہ سچ ہے کیا
بنئے نے اُوسے عرض باتین یہہ تحقیق کر
سانچ بتاؤ مجہی باج کا کے بہاو سے
سوال جو کچہہ باز کا ہو وے سو اُسنے کہا
سوال سن لگا غرض برد کہا یہہ بنی
کرنے لگا جو ردے رات کو یہہ مصلحت
سے مرکر جو ہیر ایک سپاہی کی باج
باج بڑا ہی ایک دیکہا ہی مین اُس کنے
بولی بنئی یہہ سن او تجہے پہر سے
سنکے کہا بنئے نے کے کہی یہہ تین بات
بولی جو کچہہ سانچ ہے لاؤ سو تین سو یر
جورو نے جب یون کہا بنئے نے پہر صبح دم
اُسکے سپاہی کے گہر بولا کہ مرجا جی آؤ
سنکے سپاہی نے یہہ کہنے لگا چل پرے
باز بکے گا تو مین تجہسے کرونگا حساب
بنئے نے سنکر کہا کسج مین کچہہ سر نے
سیلی ہی مرجا جی تم ہمنے کسیج لئے نہیں
ہو جو حلکو نا مزا باج ہی کے بکنے پر

سانچ کہو پر ملہا باج ابہی کا نہ نا دن
فائدہ کیا ہوئیگا جہوٹ سی کچہہ دیکہ تول
اُسنے کہا دو دو بہات کچہہ نہ او پر اُسکی
مول لگا پوچہنے باز کا یون گہر بگہر
ایک کہریدار کو اُسکا کسنا چاوسنے
بنئے نے دل مین کہا وہ جو کسو سی سنا
باز کے لینے کی بات بنئے کے دل مین نہی
سنتی ہی کہ بہاولی ہمین سے کیا تری
اُستے نگد ملنے کی مجکو ہنن سے اب اُس
اُسکو کہہ دو دن ہو نہین کال کو جو دہ نے
اُسکی رسوئی ہی پاس اُس سے ہمین سر پر
تا نہ رہی پر بہاولی رام کی سوئن دو دو بات
تہوڑے گہنٹے تو سوچ جو ن بکے تو بیچ کر
واب بغل مین بہی کان پہ رکہہ کر قلم
کرکے حساب آج تم لینے کو مرے جگاؤ
جیسی کہین آج یہان پرے لئے مین دہر
مفلسون کو مت بکا خیر سے گہر جا شتاب
پہر جو بتلاؤ سو آج تمہین پہر سے
تنتے ہوئے جاتے ہو کا ہکو اُستنے مین
باج ہی کو ور مجہے سانچ سا کچہہ بہاو کر

سنتے سپاہی یہہ بات دل مین بہت خوش ہوا
منہہ تو ٹک اپنا تو دیکہہ لیونگا یہہ باز مول
بول اٹھا بنیا سن پرکہا کی کہیر ہے
بنئے کی یہہ بات سن بولا سپاہی ہو نرم
بنئے نے دکہلائی تب کہول کے اسکو بہی
مول کیا پانچ سو اسپہ ہوئی قیل و قال
الو حوالے کیا باتو مین میزان کی تول
دیکے سپاہی دغا بنئے کو چلتا رہا
دیکہہ تو پر بہادلی پرکہا کی پانچ سے
دیکہہ کے اسنے کہا اوت بختی ہے ملوم
نام نہین لیتے ہین پرتی ہین اسکا سو پر
اسنگے جون باز یہہ سنتے ہی اسکے حواس
سرکو وہ اور توند کو پیٹتا پہنچا جو وہان
سر کے اوپر خاک تب گلیونکی کرتا ہوا
کہنے لگا ہای وہ کیا یہہ دگا دے گیا
سوچ کے دلمین کیا بنئے پہر یہہ خیال
باز سے سونیکی بات جو اسکی پہلے
کہوتے یہ الو کو باندہ بیٹہے تہا دوکان پر
پوچہے تہا جس سے دیکہو جو کوئی یہان
سنا پنچ تا کب باب لینے یہ مجہہ تو ہی سکے

ایک لطائف یہہ حرف نہ ہوا اسنے کہا
یہہ بہی ہوا تیل لون سی جیسے تول مول کی
کرچ کسیکو نہ دے کوئی عجب سیر ہے
قرض جو کچہہ ہو ترا کہہ جو ترا وے وہ رقم
دو سو روپئے اسکے نام لکہے تہی اسمین
ٹہیک ٹہیکے جب ترے جہگڑ کا کرا نفقہ
قرض کے دو سو پچاس کی جڑی رہو اور دلیا
بنئے نے لاکر اسکی جورو نسن کیا
رام جی کے بہی سے آج ہمن نج
یہہ تو جہاد رہے وہ سر کہین جسکو لوم
کہو یا کرچ ساتہہ تن تکد رہونگا ڈہیر
جیا ہلا اب پہیر دو دن جاکے سپاہی پاس
نام نہ اسکا سنا اور نہ دیکہا تن
آیا بنئے کے پاس رو رو کے فریاد ہوا
سونگہ اور دکی خبر گہر سے تہ ہلی مصیبت لیکیا
کیون مین اسے بیچے بات کو شہر مین
اور بہی شاید کوئی مجہا اٹہتے
صبح سے نے تا شام تا سام سے تا سحر
لاوے تہا بنیا دو نہین تب یہہ سخن بر زبان
سٹ دیا رام کا یہہ بہی بی الو بہی سے

یہان تک غرض اس نقل سے بہی اپنا مال
جاتا تہا اس عقل پر باز معانی کو یہ
مل گیا دنیا ہی ایک انکو فرد شنیدہ اور
سوزن کو ریسی لے دیدہ جو دلکو سیا
باز کی جا بوم باندہ جاتے ہین شہرہ پا تیر
باز کا جو سننے کو انکو غصے نے بتا دیا
دل مین اب انکے یہی فکر ہے لیل و نہار
وار دو اپنی شہر مین آتے ہین اک مہربان
بیٹہے یہہ رہتے ہین زبان تصحیح کے تئین تلک
اور وہ یہ ہین جو کوئی مالک دو دیسے شہری
ہو نہ سکے شاعر اور شہرے یہہ بہول دیا
تہی جو بہنی مین عقل اتنی بہی تہین
اب ہی اک اور شعر حضرت استاد کا
سنکے انہون نے پسند اسکا جو مضمون کیا
تمنے جہان وار کے یہ قبا اپنی جان
سو یہہ میان فدوی کان کو نے گلکے تور
کہتے ہین اب ہر طرف بزم مین منہہ پہیر پہیر
کہول دے جو ناز سی تنے جو دو چشم جان
بات تو وہ یہی بہی سمجہو تو اپنا کہو
سرقہ سو اسکے سمین اک قباحت یہہ اور

موجب اسی نقل کے سبلوانوکا یہہ حال
ملک بملک انکا اور اس شہرہ دین
فہم و فراست کا جب یہ جہہ لیا انکے طور
باز معانی بتا لا انہین انکو دیا
نام جو پوچہو فقط تو یہہ تخلص بتائین
حمق انہین حق نے یون شاعر کی جا دیا
اسکے تئین پکڑ اپنے لئے یون وقار
رکہتے ہین عطاری کی رشتے کے انکے اگر دکان
الگتی ہی اشعار کی جا پہر انکو بلک
پوچہے تو یہہ دین جواب وہ بہی ہی قدردانی
اپنا تخلص نہ ان سننے کا انکو گیا
بوم جو ہے اسکو باز سمجہے ہین یہہ آپ تئین
جو قلم ہم سے خلق نے دل مین ہان لکہا
مینے ترا انکی بحر مین یون اسی موزون کیا
جا کے صبا نے باغ کہول دئے گل کے کان
جلدی سے سر زبان گرم گرم انکہہ دی نرگس کی جو
شعر تہا وہ سیر پہر یون کیا مین دوسرا
کہولے صبا نے یہہ سن غنچہ و نرگس کے کان
گوش تلک انکے جا کہو کہ اب اس وضع
کون سے معشوق کا زیر فلک ہے یہہ طور

باغ مین بیچارے انکهین بند سے اٹهه پہر — کهول دے ہنگام ناز کر نیلو نرگس یه پهر
کان کو نسبت سدا گل سے چلی آئی ہے — صورت نرگس مدام آنکهه کی تپلائی ہے
شاعرون کی بات کا دیوے جواب اب بینما — شاعری کی اپنی جو لڑکون سے کهلواتا
ناک کا اور کان کا ایسی ہوا توڑ جوڑ — جوڑنے پر ناک کے جان بدرون ہو نمین ہوڑ
ناک کهوئی فهم کی اب یہه جو انسان ہون — چاہئے نرگس کی طرح آنکے انهین کان ہون
کان ٹین یه گل پهول ہون شاعری مین بے پسند — شاعرون کے حق بیچ پهر نکہین نیک و بد
بس چل اب آگے نه کهه کچهه انهین سودا خموش — کیجے اٹهے سخن ہوے جسے عقل و ہوش
کرنے یه گر منفعل انکے ہوشیرا خیال — سو تو غلط ہے کبهو انکو نہو انفعال

مثنوی مرزا فیضو کی چیک کے مرنے مین

آه واویلا از دست روزگار — توشک خانون مین یه غم ہے ردبکار
سر سے اک باز نے ٹپکی کلاه — رخت سر شاہین نے پہنا سیاه
ہوگئے چڑیون کے دل غم سے دو نیم — باشه و باشین و شکرے بهی یتیم
کیا تتیر کیا کہی کیا بے سرا — یک بیک ان سے زمانه یون پهرا
صید اگر چاہین کرین پیدا ہے تین — پنجون مین اتنی بهی گیرائی نہین
دیکهه کر ڈرتے ہین اب پدڑی کے خیل — تیتری کے ساتهه اکا تهین ہین ذلیل
ترمتی لپٹنے کے آگے ہے ضعیف — بهنگے کی نظرون مین ہے دہولی حقیف
آه کچهه مت پوچهه اب اسکا سبب — کیا کہون مین تم سے یارو ہی عجب
مرزا فیضو کی چیک مر گئی — توشک خانے چیک کے ویران کر گئی
کسقدر ہے آسمان نے امتیاز — آه کیا مارا ہے انئے شاہباز

وضع دوران سخت نا انصاف ہے
میرزا غمگین ہون چڑیان شاد ہون
دیکھو تو سارو کو کیا خورسند ہے
ہای کیا تیتر کے گہر شادی ہی آج
کبک کیا کیا مارتے ہین قہقہے
حیف طعمہ ڈال کر وہ یون مرے
کانپتی تہی خوف سی اسکے بٹیر
ڈر سے بگلے نیند بہر سوتے نہ تہے
کیا کبوتر کیا تیتری کیا بزے
بغلی اُس کے خوف سے گرتے نہ تہے
قاز تک جگتے نہ تہی جنگل کے بیت
دنعدغے کا کیا کلنگون کی ہی ذکر
جانور آبی کے حب تہے خیال
ایک دن مرزا اگئے کرنے کو سیر
بہو کہہ سے جہنجہلا کے وہ غصے بین آ
اب پڑی ہی گو ڑے اوپر لنڈ منڈ
ہاے وہ مرزا کہ جسکا تہا نام
سو کیا اسکو فلک نے یون ذلیل
کوتون سے ٹہونگے ہین اور مرزا کا سر
اسکو مرزا گہر سے لیجاتے جدہر

دیکھو یارو یہہ کیا انصاف ہے
گہو نسلے چڑیون کے ہون آباد ہون
ڈہڈو کو اُتنے خوشی وہ چند ہے
پینک دغو غائی کے گہر آیا ہی آج
کیسے دہیڑ کر رہے ہین تہجہے
اور ہر اک جانور خوشیان کرے
جب سے سنرک پر کیا تہا اسکو سیر
کوتے غافل خوف سی ہوتے نہ تہے
قمری اور تیتر لوے اور اُن ملغے
سر کو پنکہون کے تلے دہرتے نہ تہے
فرفرے جگتے کہو لیکن سجیت
زندگی کا اپنی تہا سارس کو فکر
کینچ لاتی تہی جو اصل کی بہی کہال
ہو گئی اُس بین ٹک اک طعمہ کو دیر
لے چلی مرزا ہی کو نیفے لگا
گرد جگتے پہرتے ہین چڑیون کے جہنڈ
آب بُو سیمرغ کا زہرہ تمام
مرتے ہی جیک کے بگڑا ہی یہہ نیل
سارو اُڑ جاتے ہین منہہ پر باد کر
لونڈی سے کہہ جاتے جو طفلے ہاندی

پھر لی بی بی سے یہہ کر جائیے قرار　　کون بہرتا کہاوے کچہہ عزاز شکار
اب دو پیارے تو سمجھی کہاں ہین سب　　میرزا بوٹی کو ترسین ہین غضب
تبھی چڑی مارون پہ مرزا جی کی کر　　نصف اُن کے جتنے پکڑین جانور
ہائے جس دن سے وہ یارو مر گئی　　سب چڑی مارون کے نذر کر گئی
ملکہ وہ کہتے ہین خاص و عام مین　　میرزا آئے ہمارے دام مین
لینگے تب جیسے سابق اور اب چال کے　　ورنہ پہنسوا دینگے جا کتوال سے
جب نکلتے گہر سے وہ بازار کو　　تیز کرتے وہان چہری کی دہار کو
دیکھہ کر اُن کے تئین بیٹنے تمام　　بند کر آنکہون کو کہتے ہین رام رام
اُن سے یہہ کہتے اگر منظور ہو مرم　　ہے تمہین اور دہرم کی اپنے ہی شرم
مت چہڑاؤ بیتنگیون کے جانور　　جتنے ہون بیسے انہون کو جمع کر
بہیج دو جلدی ہوا ایسا کہین　　کہولون مین پیوار سے چپک کے تئین
اس سخن کو جس گہڑی سنتے تہے وہ　　وہ نہین کہتے تھے کہ جو چاہو سو لو
یہہ تو بیٹے کیا کئی اک روز مین　　مزاج ہوتا نے سے آئین رستو تین
جب سے مرنا ہو گیا اس کا یقین　　ایک خر مہرہ کوئی دیتا نہین
اب کسو جا سے نہین انکو یہہ چشم　　دیوے اُن کو کوئی اپنی بائین نسیم
ہائے ایسا غم نہین ابتک ہوا　　میرزا جی کا ولی نعمت موا
گہر ہوا مرزا کا سب ماتم سرا　　پڑسے کو آتے ہین یار و آشنا
کر گریبان چاک یارون کے حضور　　یون بیان کرتے ہین اپنا منہہ بسور
ہائے بہی چپک جو وہ تو آپ تہی　　اپنی تو ماں وہ مائی باپ تہی
کہو لون بیتا اُسکو بین جب پیوار سے　　ہاتہہ پیر آتی تہی وہ اس پیار سے

برگ گل جسطرح جھڑ کر باد سے ؎ پنکہہ پر بلبل کے اوسے جاوسے
پہنکتا جب صید پر ہین اسکو جا ؎ اسطرح جالاگتی کافر ادا
جس طرح معشوق بعضے کی نگاہ ؎ خون عاشق کا کرے ہے بے گناہ
کیا کہون ایسی غرض اڑتی تہی قہر ؎ پڑگئی تہی دہوم اسکی شہر شہر
پودنے نے یہان کے بنگالے ہین جا ؎ ایک مینا سے کہا یہہ ماجرا
پودنے سی سنتے ہی اسباب کے ؎ اڑگئے مینا کے ٹوٹے ناتہہ گمے
مجکو بچپن سے رہا ذوق شکار ؎ پالا مین پرگند سے نے تاجُہی ہی مار
خوب سا مینے کیا ہی انکا دید ؎ ریش مینجالونہین کی اُنکے سفید
پر نہین دیکہا ہین ایسا جانور ؎ ہووسے چیک اور اڑے وہ قازپر
تہی غرض ہر جانور او پر دہ سیر ؎ گر پرند اُس سے بچا سو ہی وہ تیر
کیا کہون چیک تہی یا یا غین تہی ؎ باز کی بچی تہی یا شاہین تہی
سنتے ہین یہہ درد حسد مرا آشنا ؎ اُن سے کہتے ہین کہ سچ ہے میرزا
واقعی یہہ غم تو ہیگا ناگوار ؎ پر خداوندی سے سے کیا اختیار
غم ہین اسکے میرزا اتنا نزو ؎ مت کہین ادروسکے ان انکہونکو کہو
کو پہنسا تہا دام مین تیرے ہما ؎ اوج پر تیرے نصیبون مین نہ تہا
غم کو اپنے ولیسی اب توف کے ؎ جون کیا سودا نے قصہ مختصر

؎ میرزا فاخر مکین کی ہجو مین ؎

لوگ کہتے ہین کہ ایک شخص نقل کرتا تہا کہ میرزا فاخر مکین صاحب اپنے تئین شیخ علی حزین سے کے برابر جانتے ہین اور سب وضع انکی نشست و برخاست کی اختیار کی

بلکہ اپنے تئین فضل و کمال مین اُس سے بہتر جانتے ہین اور اُنکے اکثر اشعار پر اصلاح کی ہی چنانچہ یہہ مثنوی حسب حال مرزا صاحب کے یہ ہے

مثنوی

ایک نقل آئی ہے مجھے اب یاد
ہیچ ہو وہ یا کسی کا ہو ایجاد
ایک ملا بعہد شاہ جہان
نہ تو عالم تھا وہ نہ ہیچمدان
بین بین اُسکو کچھہ آتا تھا
لڑکے مکتب مین وہ پڑھاتا تھا
بسکہ تھا وہ شعور سے معذور
لڑکے اُس سے تھے خرم و مسرور
اُس سے وحشت کو تھی نہ دل مین راہ
صحن مکتب تھا اُنکی بازیگاہ
ایک جو اُن مین تھا فہیم و ذکی
مصلحت اُسنے لڑکون سے یون کی
یارو ہم کھیلے سو طرح کا کھیل
دیکھے ہمنے سبھی وہ بیجا کھیل
کھیل اب مین نیا نکالا ہے
سارے کھیلون وہ نرالا ہے
لڑکے بولے کہ بھائی جی فرماؤ
کیا ہے وہ کھیل تم ہمین بھی بتاؤ
کہا اُن نے کہ بادشاہ و وزیر
لڑکے جو بنتے ہین صغیر و کبیر
اُسمین چندان تو یارو لطف نہین
کھیل اُس سے یہ خوبتر ہے کہین
میان جی کو کسی طرح بہلاؤ
ملکے شاہ جہان سب انکو بناؤ
ہنسکے وہ بولے ہوے یہ کسطرح
کہا اُسنے کہ تم سنو اسطرح
صبح مکتب مین پڑھنے جو آوے
منہہ میان جی کا تک کے رہجاوے
پوچھین جو کیا ہے دیکھنے کا سبب
کہیے قدرت خدا کی دیکھون ہون اب
ہو گئی شب مین آپکی صورت
کچھہ سے کچھہ حق کی ہے کیا صنعت
کیا کہون مین کہ آج جیسی ہے
شکل شاہ جہان کی جیسی ہے

بجز حیرت نہین ہون یہہ دیکھکے عرف ۔ سر ہو کچھہ پا نہ پا ہم فرق
بر یہہ ہے شرط جاوے جو اُن پاس ۔ کہے کہا کہا قسم بلا وسواس
تم تو سمجھو ہوا اُنکی عقل و شعور ۔ نہین گئے جو نیا و گئے بمرور
مطلب اُسنے جو کچھہ کہ ٹہرائی ۔ لڑکون سے سب وہ بات بکائی
نہ ہوا اُسکو یہہ بنا یہان تک ۔ شکل شاہِ جہان ہون نہین شک
نہ کے ٹہرا یہہ اُسکے دلمین خیال ۔ ہوگا شاہِ جہان کا جب یہ وصال
اُسکے ارکان نہ لاکے نامے اق ۔ میرے دیدار کے ہو سب مشتاق
آئین گے دیکھنے کو میرے گہر ۔ پس مرے واسطے ہی یہہ بہتر
کہ مین پیدا کرون وہ خصلت و خو ۔ خلق شاہِ جہان سمجھہ مجھکو
کرے مجرا اسلام اور تسلیم ۔ نکرون مین فرشتے کی تعظیم
غرض آفاق مین جسے ہو عقل ۔ سمجھے اُنکے مطابق اپنے نقل
بنے یہہ شیخ اپنے یون بگمان ۔ جسنے ملّا بنا تہا شاہِ جہان

شیخ کے سے نہ نجبت ہین نہ کمال
شیخ ہونا انہین ہے امر محال

حکایت عابد بیریا اور کعبہ کی راہ سے اُنکی پھر آنیکے احوال کی

حکایت ہے کہ اک عابد بآفاق ۔ عبادت کرنہین تہے حق کی وہ طاق
خدا کی یاد مین رہتے تہے دن رات ۔ نماز و روزہ مین گذرے تہی اوقات
بجز تسبیح رہتے تہی وہ بیکل ۔ مصلّے پر سے اُٹہتے تہے نہ اک پل
مریدون کی ہوئین پر نور عینین ۔ کیا جب آنکی سرمہ خاک نعلین
بلا شک اُسکا جنت مین ہو ماوا ۔ اٹہا دے جو اونہون کا اقتدا

عرض کیا لکھئے ان کی ذات عالی — نہ تھی بہی کراماتوں سے خالی
جہاں وہ گاڑ دیتے اپنی مسواک — لگے تھی ناشپاتی سیب اور تاک
ہوئی عازم وہ کعبہ کے سفر کے — کہ ہوں تا معتکف خالق کے در کے
لئے اک روز سودا سے وہ ناگاہ — کہا مجھکو ہے قصد کعبۃ اللہ
مسلماں جو ہوا اسکو ہے یہ لازم — کرے تا مقدور اودہر کا ہو عازم
نجات اپنی یہ گر تجھکو نظر ہے — تو امرزش کا موجب یہ سفر ہے
یہ بہتر ہے کہ چل ہمراہ میرے — جرایم عفو وہاں سب ہونگے تیرے
کہاں تک اے دوانے زیر افلاک — رہیگا میکدے کے در کی تو خاک
کریگا بادہ خواری با دف و نے — رہے گا مغبچوں سے ربط تا کے
موذن کی صدا سننے سے رکھہ ذوق — کہ ہے وہ لحن داودی کے مافوق
رہے کا تو سخن میرا جو منظور — پئے گا جام شربت از کف حور
اگر یہ بات میری تو سنا نے — کرے گا یاد کہتا تھا فلانے
غرض اسکی کہاں تک کیجئے شرح — کیا بھی ہمسفر سودا کو ہر طرح
نہیں ہے یہ بھی خالی از کرامات — لیا اپنے کو ہمرہ کر کے دو بات
پھر اسکے بعد سامان سفر کر — کیا دونوں نے مل کر قصد اودہر
یہ فرمایا کہ مرکب پر کرو زین — کہ ہے وقت سحر لیجے رہ دین
جو اسباب سفر ہے کر کے تیار — اسے ڈالو بہ پشت بار بردار
کہا سودا سے ہم تم ہیں ہے باری — کریں مرکب پہ پیش و پیش سواری
وہ بولا ہوں سوار کیا میں سے فکر — نکیجے آپ حضرت اسکا کیا ذکر
بھلا کو پاؤں سے ہو زیارت — حرم کو سر سے چلنا ہے سعادت

بہت فرما رہے اُسکو یہ تکرار
سوار اپنے ہوئی مرکب یہہ جب
اٹھا ہر ایک عہدے کو جو تہی شایان تہہ
کوئی لے پیکدان اور کوئی نعال
مُصلّا کوئی سر پر رکہہ کے اُسدم
بوضع خوش اُسی مجمع کے اندر
غرض دو چار کی نہین منزلین طے
رہی جب پانچوین منزل لٹی کو ہر
نصیبون کا یہین آگے کیا کہون پہیر
کیا غارت انہین ایسا ہی اک بار
تہی اُن کی یا تو وہ کچہہ عظم اور شان
کرون کیا آگے اب غارت کی تقریر
بیان وہ کسطرح یہہ کاٹتے راہ
نظر کر بعد غارت راہ کا رنج
نہ زاد راہ پاس اُن کے نہ مرکب
توکل پر چلین سمجہے یہہ کیا ذکر
کبہو عمامے کے جانے کا مذکور
سلیمانی کی گہہ یاد آتی تسبیح
کبہو کہتے مصلّا تہا جکن کا
کبہو کہتے کہ یارو کیا عصا تہا

سماتا آئے جب تب ہو کے لاچار
مرید اُن کے ہوئے گرد آنکر سب
عصا کوئی کوئی لے مورچہل ہاتہ
کوئی حضرت کے آگے کوئی دنبال
چلا صلوات پڑہتا شاد و خورم
برہنہ پا و سر سودا قلندر
کہ شیطان نے کئے قزاق در پے
وہ پہنچے کرتے حضرت کے قدم بوس
مریدون نے سمیت اُنکو لیا گہیر
نہ چہوڑا ایک کی تسبیح مین تار
رہنے پایا ایک پیراہن کو حیران
نہ تہی جز دانہ ہائے اشک تسبیح
عصا گر رہ گیا پاس اُنکے سو آہ
لگے کرنے دل اپنے مین تشویش و پیچ
اب اُن سے عزم سمجہے کا نہ تہے کب
اُنہین اسباب کی اپنے بڑی فکر
کبہو تہا فکر پیراہن سے دل چور
ہوئی جاتی تہی جسکے غم مین تشریح
کہ جسپر تہا جکن کار دکن کا
بڑے حضرت کے سر کا تہہ کا تہا

لیا لیا منگا میری گہر کا
عقیق سرخ کا جو پاسدان تہا
بہو کہتے تہے ہو مغموم از حد
کہ میرے پاس جو کچھہ تہا سو کہویا
لئے جب اسطرح اسباب سارا
مریدون کو نہ تہی یہہ سن کے زنہار
کیا اس غم نے انکو سب کہ دلریش
تری اس امر مین اب کیا ہی تدبیر
ارادہ تہا کہ وہان جا کر مرین ہم
جواب انکو دیا سودا نے سنکر
پہر اب اس حال سی گہر کیونکہ جاوین
چلینگے گہر کو تم اپنے کس اسلوب
کہا حضرت نے سنکر تم ہو گمراہ
حرم کا فرض ہے مقدور پر طوف
مرید از بس تہے گہر چلنے کو مایل
سخن حضرت ہمارے کا ہی معقول
کہا سودا نے سنکر تم ہو مختار
غرض جب بات پہرنے ہی پہ ٹہری
ہوئے تہی صبح جس منزل سی راہی
کہی کچہہ شوق فرمایا کہ اچہا

سفر در پیش یہہ آیا کدہر کا
اگر بکتا تو قیمت مین گران تہا
سنجانے کون سی تہی ساعت بد
اور اپنے ساتہہ یارون کو ڈبویا
تو ہو ایسے سفر کا کیون کہ یارا
جز آمَنَّا و صَدَّقنا کے گفتار
کہا سودا سے اے یار وفا کیش
ہمین آئی نظر کچہہ اور تقدیر
سنجا ہے گر خدا تو کیا کرین ہم
جو فرماتے ہو تم ہوئے گا بہتر
بہلا وہان جا کے منہہ کسکو دکہاوین
ہے اے قصد اودہر کا کہین خوب
نہین ملتے مسایل سے کچہہ آگاہ
گیا یہان مال آگے جان کا ہے خوف
کہی سودا سے باہم ہو کے اک دل
نہین ہے حج انہون کا ہوگا مقبول
سخن میرا نہ خاطر مین کرو یار
نماز ظہر پڑہ وقت سہ پہری
پہر آئے شام وہان ہو کر تباہی
میسر تو نہووے انکا خورد و خواب

لکھو سودا سی قصہ یا کہانی | کہے جو وہ سنین الحسن کی زبانی
ثہ کہا سودا نے حضرت کو تو خط | مجھے قصہ کہانی سے کیا ربط ثہ

تمام ہوا انتخاب قصاید اور مخمسات
اور مثنویات مرزا محمد
رفیع سودا کا

مرثیہ حضرت امام قاسم ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کا ثہ

یارو ستم تو یہ سنو چرخ کہن کا | ٹھاٹا ہے عجب طرح سے بیاہ ابن حسن کا
سنجوگ یہ کچھ باندھا ہے دولہہ نے دلہن کا | وہ تار کفن کا ہے جو ڈورا تھا کنگن کا
دریا لگن اس بیاہ کا زنہار نہ جانو | گرداب فلک بیچ سمجھتا ہوں تو جانو
گر اُس کے گہڑی بیٹھے بیچ سرہانو | پھر طاس بھرا خون کا اور نام لگن کا
غم دل یہ چلا بس کے جگہ مہندی کی چھپایا | رشتہ کا عوض بیل کے نیزے سے چڑہایا
دولہن کو نہ یا جوڑے کے رنڈسالہ پہنایا | ہے خلعت نوشہ کے لئے فکر کفن کا
اور کیا چہرہ میں بیاہ میں نوبت نہ براتی | چھاتی ہی زن و مرد کی دہشت سے پھٹی جاتی
گھر کو یہ عوض روشنی کے آگ لگاتی | نے سوت سر گرنہ بچا تار کفن کا
کیونکر نہ ہے تماشے کی چرخ نظارے | ہیں تو ہوائی ہوئیں اور رشک ستارے
ہر ہلے سی لٹتے ہو تو آتے ہیں شرارے | منہ دل کا انار و سکے ہوا رشک دہن کا
آراستہ اب بیاہ کی میں کیا کروں اظہار | کس طرح تھی وہ چشم خلائق میں نمودار
ہر زخمی کی جا ہاں کہا بت تھی اک تحفہ گلزار | سر لو تہہ یہ چادر تہی گویا رشک چمن کا
سینے کو سوار ہیں زن و مرد سے کوٹتا | آتش کو نجم آکے تماشیو نکا تو تا
ارتشین شادی کی یہ دل گہر کو یہ لوٹتا | چھوڑا کسی سمند میں کتنے کیڑا بھی تن کا

رنگ کھیلنے کا شادی سے دیکھلین عجب طور
معلوم ہوا تب جو براتی ہین سکے غور
کاٹا ہوا سر تہا وہ جو ساچق کا جٹاوا
دلہن کے لئے آستین دولہہ کی چڑہاوا
جو جوڑا دلہن کے دولہہ کے لئے مہندی کا آیا
دولہہ کا لہو ہاتھ مین دولہن نے لگایا
دلہن کو شب عقد جو ہین ملکے سنوارا
جسکے لئے سب کچہہ تہا گیا رن مین وہ مارا
نتھہ کو تو اتار اسکو کرو میرے حوالے
تو تہہ آئی ہی اسکے ہین کہان بیٹھنے والے
کہاٹ کی سواری کے کوئی قبضے کو باندہے
سہرے کشتہ سیرو سے کہاٹ کے باندہے
گرد اسکے براتی سر و سینے سے ملے خاک
فریاد و فغان انکے سے بر گنبد افلاک
کہتا تہا سر اک دیکھکے دولہہ کی یہہ سنگت
ماباپ کے لڑکی کی گئی ہائے کدہر ہمت
دولہن سے جو گہر پہنچے تو ختم دونے یک گرد
کہتا تہا سر اک رونہ یہہ بہر ہر عشق کے سرد دم
کٹتا تہا سر و سینہ بجائے دہل و دف
تہا عود کی مجمر کے عوض سینہ پر تف

حز خون کے چھینٹونکی تہا کہین نہ کچہہ اور
رنگ کہیلنے کی جا نہین مہندی تہا رنگا
گردن کا خط زخم تہا مٹکے کا کلاوا
ساچق کا یہہ دستور ہی کہیت کے وطن کا
تہا خسرِ خسر پوریکان خون آمیز چہایا
یہہ رنگ ہی شادی مین زیبا ہے چلن کا
بولا یہہ رنڈاپا کہ خدا اسی نہین چارا
کیا فائدہ اب اسکے سنگار اور بران کا
اور خاک کہو اسکو سر اپنے پہ وہ ڈالے
اب وقت نہین اور کسی حرف سخن کا
بن سر ملے آتے ہین اسی چہار سے کہ ماندے
اس طرح چڑہا بیاہ نے شہزادہ مرکا
سب چاک گریبان سے با دیدہ نمناک
نے اہنک تہا مرد کا یہہ دیکھنے زنکا
اس کہر کی شاید ہوئی ہے گور سے نسبت
چہوڑیگا سہاگ اسکا نشان اسکے بدن کا
پیٹین سر و سینے کو ہم ملکے زن و مرد
اسکو نکو عقد یہہ عقدہ تہا یونکا
ماتم کی بجہی شادیکی مسند کے تلے صف
ہر ایک کا دل اسمین انگارا تہا اگن کا

دولہن کے گلے آنسو کی لڑ تھی نکا ہار
چھاتی پہ نظر آتے تھا جہان تیر کا سوفار
شربت کے تو وہان رسم کا کیا ذکر تھا آئین
جو بہو کی جگہ خون جگر کہا گئے مہمان
دولہہ جو سلامی کے لئے سامنے آیا
اور اسکے لئے خلعت شادی نہیں لگایا
بیجانے کو دولہن کے مین کیا لاؤن زبان پر
بیٹھی تھی دلہن تا بہ سحر سے مقنعہ چادر
ماں کہتی تھی دولہن کی یہہ گرد سر کے اک دم
اب لوگ کئی تم کے ہی کہتے ہونگے باہم
یہہ بولتے ہونگے وہ جو ہین لوگ جو آئی
دولہہ کے تئین شکل نہ دولہن کی دکھائی
کوئی تو کہیگا کہ عجب بہاگ کی دولہن
بولے یہہ کوئی شب یہہ اسکی نہ تھی ناگن
کوئی کہے شادی یہہ لگی کیون تامل
بولے کوئی اس شادی نے جہوٹ کیا کل
جیسے ہین بن بیاہے کے سب خلق کی باتین
اور خلق سمجھتے ہین یہہ درد کی گہاتین
کا جلایا جو ہے کیونکر وہ نباہ دن
مین کہو کسطرح مین سمجہن کے لاؤن

دولہہ کے لیے سر سہرا تہا اک لہو کی دہار
دیتا تہا گمان خلق کو یا تیغ زدہ ہین کا
پانی کے لئے سارے قبیلے کی گئی جان
شادی تھی کہ طوفان تھا اک رنج و محن کا
گھوڑا تو کہان تخت تابوت منگایا
ڈوبا لہو مین بیاہ کے دن رخت بدن کا
آگے تو جدا تن سے ہو دولہہ کا جیالا سر
تھی ہاتھ مہار اسکے جو بہائی تھا دلہن کا
بیٹی کے رنڈاپے سے یہہ مجکو بڑا غم
اس دولہہ کو سہرا نہو اپنے دلہن کا
کرنا ہے شب عقد کوئی گہر سے جدائی
دیکھ آرسی مصحف جو کیا قصد عدن کا
بیوہ یہہ کہانے لگی ہوتے ہی سہاگن
مارا ہوا دولہہ جو کہون اسکے دلہن کا
جسکے کہ رہے غم مین سدا جز دسے تا کل
گہر کہو چ رسالت کی متاسر و وسمن کا
سن رنج کے گذری ہے مجہے بیٹتے راتین
کیا فکر کرون انکی زبان اور دہن کا
بن سر تن داماد ہے مین کسکو دکہاؤن
اس شادی مین جیب ٹہر گیا اسکے کفن کا

مشہد دیکہنا تہی کا سر اسکو ہوا تنگ — اس بیاہ مین اب رہ گئی کیا دہی بیٹے کی تنگ

شیشے فلک کے یہہ شب عقد گرا سنگ — تن ٹکڑے کیا جسنے کہ یون اسکے دلہن کا

کرتی تہی غرض بین جہان مادر و خواہر — اوسجا یہ نظر آے تہا ہنگامۂ محشر

چہت اسکے کہون کیا بین ان بانوؤنکو ششدر — ہوتا ہے جگر آب زمین اور زمن کا

سودا المرزا اپنے تو اعمال سے جون سید — اس مرثیہ کے کہنے سے رکہہ دل مین امید

جس روز تمازت یہ قیامت کا ہو خورشید
سایہ ہو مرے سر پہ شہیدونکے جگر کا

فقط

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدور نہین اسکی تجلّی کے بیان کا — جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

پردے کو تعین کے در دل سے اٹھا دے — کہلتا ہے ابھی پل مین طلسمات جہان کا

ٹک دیکھہ صنم خانۂ عشق آن کے اے شیخ — جون شمع حرم رنگ جھمکتا ہے بتان کا

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن — جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

دکھلائے لیجا کے تجھے مصر کا بازار — لیکن نہین خواہان کوئی وہان جنس گران کا

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کی سنے تو — مضمون یہی ہے جرس دل کے فغان کا

ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا — موسے نہین جو سیر کرون کوہ طور کا

پڑھئے درود حسن صبیح و ملیح دیکھ — جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا

توڑ مت یہہ آینہ کہ ہم آغوش عکس ہے — ہووے نہ مجھکو پاس جو تیرے حضور کا

بیکس کوئی مرے تو جلے ہے دل مرا — گویا ہے یہہ چراغ غریبان کے گور کا

ہم تو قفس مین آن کے خاموش ہو رہے — اے ہم صفیر فایدہ ناحق کے شور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو ؛ آوازۂ دہل ہے خوش آئندہ دور کا

ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر
دے بسمہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا

گو شب کسی کے گھر میں تو آئے نہ حسین رہا ؛ پروا نہیں ہمیں بھی کہ دل وہ نہیں رہا
کیا فایدہ کہ درپئے تحقیق ہم رہیں ؛ ملنے سے جب کہ رہ گئے پھر تو کہیں رہا
اسباب دین و دنیوی کب تھا خیال میں ؛ تیرا ہی دھیان تا بدم واپسیں رہا

نکلا کسی بھی طرح نہ دل سے ترے حجاب
سودا سے یار تو تو سدا سرنگیں رہا

ہمارے خانۂ دل کو ہی روشنی سے کیا ؛ سوائے داغ نہیں دخل یہاں چراغوں کا
ابھی تو بزم میں آئی ہیں تیرے اے ساقی ؛ کوئی دنوں تو مزا لینے دے ایاغوں کا
گیا میں گھر سے ترے اور بسا رقیب وہاں ؛ مکان مرغ چمن آشیاں ہے زاغوں کا

سنے ہے ملنے کا سودا سے قصد مت کر یار
اٹھا سکے گا تو کب بار بد دماغوں کا

جب خیال آتا ہے اس دل میں ترے اطوار کا ؛ سر نظر آتا نہیں دھڑ پر مجھے دوچار کا
دیکھتا ہوں یار جس گھر میں تجھکو جلوہ گر ؛ مہر کو وہاں حکم ہے خار سر دیوار کا
عاشقوں کو شیخ دین و کفر سے کیا کام ہے ؛ دل نہیں وابستہ اپنا سبحہ و زنار کا
ٹک دکھا دے اپنی ساقی چشم میگوں تو مجھے ؛ محتسب ہو جاوے بندہ خانۂ خمار کا
بسکہ پونچھوں ہوں میں اپنی چشم خوں آلود کو ؛ جامے کا ہر ایک تختہ سیر ہے گلزار کا
آخدا کے واسطے اس بانکپن سے درگذر ؛ کل میں سودا یوں کہا دامان پکڑ کر یار کا

تند ہو بولا وہ بانکا چھوڑ دامن کو مرے

راست ہوا ہے نہین دیکھا ہی خم تلوار کا

پہلو سے مرے صبح وہ دلدار اٹھہ گیا
روز وصال کر کے شب تار اٹھہ گیا

آہ و فغان کی آج جو آتی نہین صدا
شاید ترا جہان سے بیمار اٹھہ گیا

بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا
شدت ہوئی تبھون سے سر و کار اٹھہ گیا

غیرون کو دیکھہ بزم مین بیٹھے ہوئے ترے
جب کچھہ نہ بس چلا تو مین ناچار اٹھہ گیا

وعدہ جو بوسہ دینے کا دل لے کے کیا تھا شوخ
سودا نے جب کہ مانگا کر انکار اٹھہ گیا

دیکھہ کر جو بندھ گئے ہین تیرے پورون پر حنا
باندہ ہاتہون مین لگا کر انکی گورون پر حنا

دست رنگین کی تمہارے دھوم ہے چارون طرف
اندنون آفاق مین ہے زور شورون پر حنا

یہ گران ہے عہد مین اس یار فندق بند کے
ہاتہ آتی ہے جہان مین اب کرورون پر حنا

یون لگا فندق تو آئے نت طلا اسکے ہاتہ مین
جس صفائی سے لگے ہرگز نہ دو رون پر حنا

دل بندون اسکو یہ طاقت تو ہی اب مجھہ مین نہین
کیا کرون سودا ہے اب تو اسکی زورون پر حنا

نہ رستم اس جہان مین ہے نے سام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

گر سے تو ہو چکا ہے جگر پھر یہ کس لئے
چلنے کا اشک کر کے سرانجام رہ گیا

بوسے کی آن لبون سے تو سودا ہوس نہ رکھہ
جیسے کہ مانگ مانگ مین دشنام رہ گیا

تاثیر عشق نے مژہ درد کھو دیا
اس بے ندان دیکھہ مرا حال رو دیا

نسخہ ترے مریض کا عیسی نے کھو دیا
دیکھہ اس نے حرف حرف کو آنسو کے دھو دیا

دیکھا مین جب گلے ترے بار دست غیر
تار نگہ مین اشک کا دانہ پرو دیا

عاشق کے ذائقہ کو نہین شہد و سم مین فرق — ہم لیلئے اسے ہمین قسمت سے جو دیا
کاڑھا ہزار رنگ سی صبّاغ عشق نے — جس پارچے کو رنگ مین اپنے ڈبو دیا

سودا ہی بے خلش ہیہ رہ خودرفتگی کی راہ
کانٹا نہ پا مین میرے فلک نے چبھو دیا

ہمارے نالۂ سوزان سے یہی ڈھنگ آتش کا — کہ اُسکے ذکر مین اُڑتا ہی مُنہہ سے رنگ آتش کا
مجھے دو دن فلک تو گھر مین رکھکر تنگ آتا ہے — سمندر سے نہ مین دیکھا کبھو دل تنگ آتش کا
مشابہ یار کے توسن سے اب کسکو بتا دون مین — طرح بجلی کی مین دیکھا نہین سر خنگ آتش کا
دل نالان مجنون کی سی گرمی ہو کہان اسمین — ہبائی ناقۂ لیلے بندھے گو رنگ آتش کا
فرنگی کوئی اب تجھ تیغ کے عہدے سے بر آوین — اگر پانی مین پہاڑ اکر دو روز جنگ آتش کا
وہ چوب کشتی شکستہ ہون اس بحر مین جسکا — ڈبانا عار پانی کو جلانا ننگ آتش کا

نہ دے دل آتشین رخسار پر سودا تو اب کیونکر
وہ شعلہ دیکھکر جب ہو گیا مین ننگ آتش کا۔

باطل ہے ہم سے دعوی شاعر کو ہمسری کا — دیوان ہے ہمارا کیسہ جواہری کا
آئینہ خانہ مین وہ جسوقت آن بیٹھا — پھر جس طرف دیکھو جلوہ ہے وہان پری کا
جز شوق دل نہ پہنچون ہرگز بکوی جانان — اے خضر کب ہون تیری محتاج رہبری کا

طالب ہین سیم و زر کے خوبان شہر سودا
احوال کون سمجھے عاشق کی بے زری کا

چمن ہے کسکے گرفتار زلف و کاکل کا — کہ اس قدر رہی پریشان حال سنبل کا
کبھو گذر نکیا خاک پر مری ظالم — مین ابتدا سی ہون کشتہ ترے تغافل کا
فلک خوشی سے تو جو کچھ کہ عوض کری مین گردن — سوائے غم کہ ہے یا یہ مرے توکل کا

جز شتاب بے سودا کے حال کی پیارے
نہین ہے وقت مری جان یہہ تامل کا

سودا یہہ کیا کریگا نت اس طرح کا رونا
عالم کو اے دوانے مت سیلاب سے ڈبونا

سر تا قدم جلا کر جب تک کرے نہ پانی
جون شمع داغ دل سے مشکل بہت ہے دہونا

جسطرح چاہتا ہے دنیا مین زندگی کر
لیکن تو یاد رکھیو عاشق کہین نہونا

دامن صبا نہ چہو سکے جس شہسوار کا
پہنچے کب اسکو ہاتہہ ہمارے غبار کا

موج نسیم آج ہے آلودہ گرد سے
دل خاک ہو گیا ہے کسی بیقرار کا

خون جگر شراب و ترشح ہی چشم تر
ساغر مرا اگر و ہنین ابر بہار کا

سو ٹیا تھا کیا جنون نے گریبان کو مرے
لیتا ہی اب حساب جو یہہ تار تار کا

سودا شراب عشق نہ کہتے تہے ہم نہ پی
پایا مزا نہ تو نے اب اسکے خمار کا

تو تو تری نگہہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پہر پیئن تو مزا دے شراب کا

دوزخ مجہی قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

تہا کسکے دل کو کشمکش عشق کا دماغ
یا رب برا ہو دیدۂ خانہ خراب کا

زاہد سبہی ہے نعمت حق جو ہی اکل و شرب
لیکن عجب مزا ہے شراب و کباب کا

غافل غضب سے ہو سکے گرم ستیز کہہ نظر
پرہی شرار برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تہا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا مین ہے ہنوز پہپولا حباب کا

اے برق کسطرح سی مین حیران ہون تجہہ کہ ہے
نقشہ ہے ٹہیک دل کے مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور

جلوہ ہر ایک ذرے مین ہی آفتاب کا

نجانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہی شیشے کا | کرے ہے ہچکیان جہوڑا نکلجاتا ہی شیشے کا

صحان اس مغبچے کے پر کہہ جاتا نہین بندہ ہون | رہے کوئے کسی کے قیمت مین مبتلا ہے شیشے کا

بیان بدمستی شب بزم مین ساقی جو ہو جاوے | ہمین مت کہیو کچھ منہہ تو ہی کہلواتا ہے شیشے کا

مشابہ کسکی انکہون سے پڑی ہے شکل ساغر کی | کہ خون دل اُسے پینا نہیت بہاتا ہے شیشے کا

نہین وہ صحبت میخانہ ہے پہری ہی ساقی کی | کبہی کوئی آن بیٹہے ہی جو دل پایا ہے شیشے کا

نجانے یاد کر روتا ہے کسکے دل کے صدمے کو
کہین ٹکڑا جو سودا کو نظر آتا ہی شیشے کا

ہر قطرہ پہ ہے تری لخت دل اس رنجور کا | خون ہے سودا ریز ثابت مرے منصور کا

بو نہ پہنچے ہی پہ پہنچے گذری ہے مجہکو روز و شب | چشم سے یارب مری یا منہہ کسو ناسور کا

آفتاب صبح محشر داغ پر دیکہے مرے | حکم رکہتا ہے طبیبو مرہم کافور کا

کیا کرون گا لیکے واعظ ہاتہہ سے حور و جام | ہون مین ساغر کش کسیکی نرگس مخمور کا

اسقدر بنت العنب سے دل ہی سودا کا برا
زخم نے دل کے نہ دیکہا منہہ کبہو انگور کا

ہی آئے رات حسن اب نہ تو رنگ اس جہاتی کا | پینہ و داغ مین سے ربط دیا بانی کا

ونکہ وہ نسخے لکہے مجہکو کتابت سے | کہیل بہی ضد سے مری جہوڑ دیا بانی کا

کسطرح تری راہ مین گہیرون کہ کوئی | سدرہ ہو نہ سکے عمر چلی جاتی کا

یہ کہا شیخ نے شیطان سے کہ آ ہمسے مل | آشنا مت ہو تو سودا سے خراباتی کا

کہا اُس نے کہ ہے اِسمین تو سعادت میری
لیک ہے خوف مجہے آپ کی بدذاتی کا

گلا لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

زبان ہی شکر مین قاصر شکستہ پائی کے
کہ جتنے دل سے مٹا یا خلش رہائی کا

مرے سجود کی دیر و حرم سے گذری قدر
رکھون ہون دعوے ترے در پہ جبہہ سائی کا

دماغ جھڑ گیا آخر ترا نہ اے نمرود
چلا نہ پشّے سے کچھہ بس تری خدائی کا

بھو نہ پہنچ سکے دل سے تا زبان یکحرف
اگر بیان کرون طالع کی نارسائی کا

دکھاؤن گا تجھے زاہد اس آفت دین کو
خلل دماغ مین تیرے ہے پارسائی کا

طلب نہ چرخ سے کر نان راحت اے سودا
پھرے ہے آپ یہہ کاسہ لیئے گدائی کا

کھینچا نہ مین چمن مین آرام یک نفس کا
صیاد تیری گردن ہے خون اس ہوس کا

ہون عندلیب لیکن سوا ہون اس چمن سے
جس مین کہ سبز ہونا ہے ننگ خار و خس کا

مجھہ صید ناتوان کے احوال کو نہ پوچھو
محروم ذبح سے ہون مردود ہون قفس کا

پروانہ شمع رو پر کیون بوالہوس ہے سودا
شعلے کے گرد پھرنا کب کام ہے مگس کا

تھا یہہ دیوانا مرید اس زلف جہت کسیر کا
سلسلہ بہتر ہے سودا کے لیئے زنجیر کا

جو کہ ظالم ہو وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں
سبز ہوتے کہیت دیکھا ہی کبھو شمشیر کا

ایکدن تجھہ سے سلک اٹھتی نہ دیکھا کاروان
اے جرس حاصل کچھہ اس فریاد بے تاثیر کا

توڑ کر بتخانے کو مسجد بنا کی تو نے شیخ
برہمن کے دل کی بھی کچھہ فکر کر تعمیر کا

سیم و زر کے آگے سودا کچھہ نہین انسانکی قدر
خاک ہی رہنا بھلا تھا بلکہ اس اکسیر کا

جی مرا مجھہ سے یہہ کہتا ہی کہ ٹل جاؤن گا
ہاتھہ سے دل کے ترے اب مین نکل جاؤنگا

لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤنگا

چین دینے کا نہین بزم مین بہی نالہ
سوتون کی نیند مین کرنیکو خلل جاؤنگا

قطرۂ اشک ہون پیارے مری نظارے سے
کیون خفا ہوتے ہو پل مارتے ڈہل جاؤنگا

اس مصیبت سے تو مجکو نہ نکال اب گہر سے
تو کہے آج ہی جا مین کہون کل جاؤنگا

چہیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پہاڑ کر کپڑے ابہی گہر سے نکل جاؤنگا

نطق کہتا ہے مرا آج یہہ ہر ناطق سے
آن کر ہو نہ ٹہٹہ ابہی طوطی سے مل جاؤنگا

کہتے ہین وہ جو ہی سودا کا قصیدہ ہے خوب
انکی خدمت مین لئے مین یہہ غزل جاؤنگا

اے دیدہ خانمان تو ہمارا ڈبو سکا
لیکن غبار یار کے دل سے نہ دہو سکا

تجہہ عشق نے دیا نہ کبہو مفسدے کو چین
فتنہ نہ تیرے دور مین پہر نیند سو سکا

جون شمع تن ہوا شب ہجران مین صرف اشک
پر جسقدر مین چاہتا تہا اتنا نہ رو سکا

سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کہو سکا

کس منہہ سے پہر تو آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجہہ سے تو یہہ بہی نہو سکا

نہ پہنچے آستان زلفونکو یہان سودا کا دل اٹکا
اسیر ناتوان ہے یہہ نہ دے زنجیر کا جہٹکا

میان مین اتکو حسن پر کسیکے پانو کا کہٹکا
اٹہایا سر جو بالین سے تو پہر دل اپنے لوا اٹکا

نہ آنکہون مین تری جادو نہ ہرگز سحر زلفون مین
یہہ دل جتنے ہی دیوانہ محبت کا تیرہ لٹکا

پرے رہ برق خار آشیانسے میر کہتا ہون
اڑیگا دہجیان ہوکر ترا دامن جو یہان اٹکا

نواحی مین ترے کوچیکی ہے یہہ حال سودا کا
کہ جون جغد آشیان گم کرکے بستی مین پہرے بہٹکا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا
جون اشک پھر زمین سے اٹھایا نہ جائیگا

آویگا وہ چمن مین نہ اے ابر جب تلک
پانی گلون کے منہہ مین چوایا نہ جائیگا

پہنچینگے اس چمن مین نہ ہم داد کو کبھو
جون گل یہہ چاک جیب سلایا نہ جائیگا

تیغ جفاے یار سے دل سر نہ پھیر یو
پھر منہہ وفا کو ہم سے دکھایا نہ جائیگا

زاہد گلے سے مستونکے باز آئیگا نہین
تا میکدے مین لا کے چھکایا نہ جائیگا

ظالم سے کہہ رہا کہ تو اس خونسے درگذر
سودا کا قتل ہے یہہ چھپایا نہ جائیگا

دامان داغ تیغ کو دہویا تو کیا ہوا
عالم کے دل سے داغ مٹایا نہ جائیگا

سالہا ہمنے صنم نالۂ شبگیر کیا
آہ اک روز ترے دل مین نہ تاثیر کیا

قتل کر مجھکو کھلے نا مری خاطر سے گرہ
مین یہہ عقدہ گرو ناخن شمشیر کیا

حشر مین بھی نہ اٹھون اس کی اذیت کھینچی
زندگانی نے دو عالم سے مجھے سیر کیا

ایک عقدہ نہ کھلا رشتۂ تقدیر حیف
ہمنے فرسودہ عبث ناخن تدبیر کیا

کیا ہی وحشت زدہ مضمون تھے جنہونکو سودا
تونے ہر مصرعۂ موزون مین زنجیر کیا

قاصد اشک آکے خبر کر گیا
قتل کوئی دل کا نگر کر گیا

دیکھیے واماندگی اب کیا دکھاے
قافلہ یارون کا سفر کر گیا

فایدہ اب کیا کرے تریاق وصل
زہر غم ہجر اثر کر گیا

گریہ خجل کر نہ کہ ناصح ابھی
پاک مرا دیدۂ تر کر گیا

سیر کی یون کوچۂ ہستی کی ہم
نے مین سے جون نالہ گذر کر گیا

کیونکہ ترا کہاے کوئی اب فریب
حال مرا سبکو خبر کر گیا

رات ملا تھا مجھے تنہا رقیب — یار خدا ہی کا میں ڈر گیا
جا ہی بھڑا تجھہ صف مژگان سے یار — دل تو مرا زور جگر کر گیا

فیض ترے وصف بناگوش کا
حرف کو سودا کے گہر کر گیا

بہنا کچھہ اپنی چشم کا دستور ہو گیا — دی تہی خدا نے آنکھہ سو ناسور ہو گیا
ٹھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا — دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا
خوش ہیں شکستہ بالی سے ہم اپنی اسلئے — پرواز کا تو دل سے خلش دور ہو گیا
آتی ہے تجھہ گلی سے پریشان صدائے آہ — شاید کسی کا شیشۂ دل چور ہو گیا
شب آگیا جو بزم میں وہ ماہ یک بیک — چہرے سے نور شمع کا کافور ہو گیا
سودا کو کہتے ہیں کہ ہے اُس سے مصاحبت — کتنا غلط یہہ حرف بہی مشہور ہو گیا

اوروں کی نسبت اندنوں کچھہ لگ چلا تہا وہ
دو چار چھیڑ کیوں میں بدستور ہو گیا

چمن میں صبح جو اس جنگجو کا نام لیا — صبا نے تیغ کا آب رواں سے کام لیا
کمال بندگی عشق ہے خداوندی — کہ ایک زن نے مہ مصر سا غلام لیا
بسان طایر رنگ حنا قدم لیکر — ہر ایک کبک نے پیارے ترا خرام لیا
سرشک چشم تہا میں کہ اے فلک تونے — نظر سے خلق کی گرتے نہ مجھکو تہام لیا

معاش اہل چمن جائے رشک ہے سودا
کہ زندگی کا انہوں نے مزا تمام لیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا — کچھہ آگ بچ رہی تہی سو عاشق کا دل بنا
سرگرم نالہ اندنوں میں بہی ہوں عندلیب — مت آشیان چمن میں مرے متصل بنا

جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق — بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ — شاید اسی سے چہرۂ خوبان پہ تل بنا
لب زندگی مین کب ملے اس لب سے اے کلال — ساغر ہماری خاک کو متہہ کر کے گل بنا
اپنا ہنر دکھا دین گے ہم تجھکو شیشہ گر — ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

سن سن کے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نہ باتین بیٹھ کے یہان متصل بنا

بے وجہ آئینہ نہین ہمسر یار دیکھنا — کوئی دم کو ہوتا ہے یہ گلزار دیکھنا
نرگس کی طرح خاک سے میری اگین ہین چشم — ٹک آن کر یہ حسرت دیدار دیکھنا
کھینچے تو تیغ ہے حرم دل کے صید پر — اے عشق پر بھلا تو مجھے مار دیکھنا
ہے نقص جان دید ترا پر یہی ہے وہن — جی جاؤ یا رہو مجھے اک بار دیکھنا
اے طفل اشک ہے فلک ہفتمین پہ عرش — آگے قدم نرکھیو تو زنہار دیکھنا

سر نقش پا پہ ترے ہے یاں ہر ایک دل
ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا

کیونکر ہو باغ جانا اس میرزا منش کا — وہان سرو مین نہین ہے آداب کورنش کا
انکھون کی اسکی مژگان یون دل پہ تل رہی ہین — گڑہ پر صف سپہ کو جون قصد ہو یورش کا
پیکان جو تن مین گہنسکے سو ہے علاج اسکا — کانٹے کا پر برہ کے چارا نہین خلش کا

ساقی پہنچ کہ تجھ بن یون جسم جان سے میرا
لبریز جون پیالہ اوڑ رہا تہہ مرتعش کا

رنگ اڑتا ہے دیکھ اسکے تئین لالہ زار کا — گرنی ہے بہار اسکی تو اب کام خزانکا
جز جوہری کیا جانے کوئی قدر جواہر — سمجھے ہے سخن رس ہی سخن میرے ہی بانکا

گالی دی مجھی اُسنے دعا غیر سے اُسکو
محرم نہین نادان وہ اِس اشفاق نہانکا

ہے نازو ادا اُسکی مین سو طرح کا ہتیار
قاتل نہین محتاج مرا تیغ و سنان کا

سودا سے کہا کیون تو ہوا عشق سی تارک
ہون مین سبب ترک کے مشتاق بیانکا

سُنکر یہہ کہا بار اُٹھایا نہین جاتا
ناطاقتی شیب سے اب ناز بتان کا

کب دل شکستگانے کر عرض حال آیا
ہے بے صدا وہ چینی جس مین کہ بال آیا

سینے سی مین دعا کو لایا جو تب لبون تک
کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا

ملنے کا اکدم بہی یہان ضعف دل سی مانع
اُکتا کے اُٹھہ گیا وہ تب مین بحال آیا

کونین تک بہا تہی جس دل کی مجکو قیمت
قسمت کہ اک نگہہ پر جا اُسکو ڈال آیا

بخشش پہ دو جہان کی آئی تہی ہمت دہر
لیکن نہ یہان زبان پر حرف سوال آیا

نازان نہو تو اسپر گر تجکو سنگ مین سے
گوہر نکالنے کا کسب کمال آیا

ارباب فہم آگے وہ صاحب ہنر ہے
کینہ کسیکے دل سے جسکو نکال آیا

دیر خراب مین کل اک مست کی زبان پر
یہہ شعر اُس جگہہ کے کیا حسب حال آیا

اعمال دیکہہ تیرے مے شرم سے عرق ہے
اے محتسب تجہے بہی کچہہ انفعال آیا

اکسیر ہے تو کیا ہے وہ مشت خاک سودا
خاطر پہ جب کسیکی جسّے ملال آیا

سحر جو باغ مین دلدار ایکبار آیا
نثار ہووے سے ہر نخل زیربار آیا

نوید غنچگان موسم بہار آیا
ہر ایک تاک کو گلشن مین برگ و بار آیا

قسم نہ کہائے ملنے کی غیر سے ہرگز
کہا نہ تمنے میان ہمکو اعتبار آیا

ہر رنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے
جو اپنے دل پہ کسی شکل سے غبار آیا

ممانعت سے لیا تیری شہرۂ آفاق … وگرنہ مین ترے کوچے مین لالہ بار آیا
ہماری خاک یہ گو شبنم تر کسو نے نہ کی … ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا
گئے جہان سی کیا کیا ستیزہ خو یہ خاک … کہ گل بہار مین مجروح بے شمار آیا

خبر تو وا او نی سودا کی یون سنا ہے آج
کہ ایک شوخ کسی بے گنہ کو مار آیا

زخم کا دل کے تر و تازہ ہے انگور سدا … جاری رہتا ہی مری چشم کا ناسور سدا
جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئی گھایل یارب … چشم زخم اُس سے زمانیکا رہے دور سدا
ہے انہین شوق کسو دل کے لہو پینے کا … دیکھتا ہون تری آنکھونکو مین مخمور سدا
گو ندے شیشہ گردون مئی گلرنگ بھی … خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا
یار کی دیکھے تجلی جو تو موسی کی طرح … سنگ رہ سی ترے نکلے شرر طور سدا
ایک شب آ کوئی دل سوز نہ دیا سیر … شمع بھی گور ہماری سے جلی دور سدا

دوستو شفقتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے
عشق کے ہاتھ سے رہتا ہی یہ رنجور سدا

سودا غزل چمن مین تو ایسی ہی کہہ کے لا … گل سُنکے یہ اثرین جیب کو دین بلبلین جلا
حکاک کا بھی سر مسیحا سی کم نہین … فیروزہ ہوئے مردہ تو دیتا ہی وہ جلا
نہین چھوڑتا ہی اشک مرا دامن کنار … یہ طفل بدسرشت نہ گہوار سی ہلا
سنا کی نہین خدا سی بھی گریہ گل بدست … ممکن نہین کمہار کا ہانڈی کرے گلا
غم سے خزان کے خون جگر جیب اب نسیم … غنچے گلون کے کچھ نہین کھاے انہین کھلا
دیکھے ہی اسقدر تو مجھے دیکھ کر رقیب … جوبے کی بہانت جاسے ہی نظرون سے وہ بلا

اسلوب شعر کہنے کا تیرے نہین ہے یہہ

مضمون ابرو کا ہے سودا یہہ سلسلا

نگاہ مست نے ساقی کی عالم کو چھکا ڈالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ٹہیری ہے متوالا

کرے کیا دل صف مژگان نے خنجر ہی بہالا
کہ تیر روی ترکش یہان وہ ہے انکے اثر نالا

نکلا ہی گرمی شوق اٹھتے تو انداز بوسے کا
ڈرون ہون نہین نہ پڑ جاوے کہین اس لب پہ تبخالا

نگہہ قیمت کبھی دل کی تو اکسیر ہی گران سمجھا
جو نقد جان کو بکتا ہو تو مجکو بہی تو دلوالا

خریدی کچھ نہ جنس آکر ہم اس بازار مین سودا
بغل مین لے چلے اک دل سو وہ آتش کا پرکالا

اعمال سے مین اپنے بہت بے خبر چلا
آیا تہا آہ کس لئے اور کیا مین کر چلا

ہے فکر وصل صبح تو اندوہ ہجر شام
اس روز و شب کے دہندے مین اب مین تو مر چلا

محلس سے مجکو اٹھتے جلیسون کے سامنے
عزت کبھو ندی یہہ کہ پوچہے کدہر چلا

روکا بعید ہنر اُسے ملنے سے غیر کے
لیکن ہنر یہ اسکے نہ میرا ہنر چلا

سودا کہے تہا یار سے یکمو نہین غرض
ادہر کھلی جو زلف ادہر دل بکھر چلا

مین دشمن جان ڈہونڈھ کر اپنا جو نکالا
سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالی

جب مست چمن سے ہو چلا گہر کو وہ لالا
غنچے نے صراحی لی اٹہا گل نے پیالا

کہتا ہی نگہہ سے یہہ ترا گوشۂ ابرو
دیکہے جو کوئی خون گرفتہ تو نکالا

مانگا جو مین دل کو تو کہا بس یہی اک دل
جتنے ہی تو چاہے مرے کوچے سے اٹہا لا

اے غنچہ سبب کیا ہی کہ اتنے ہی چمن مین
گل جہاڑ رہے ہے دامن کو تو نے تجہے تو سنبہالا

اتنا ہی تو یوسف سی مشابہ کہ عدم سے
پردے مین چہپا اسکے تئین تجکو نکالا

اس انکہہ نے ترا تے سے یہہ دل کیونکہ سے برا اد
نے تیغ ہی اس پاس نہ خنجر ہے نہ بھالا

فتنے ہی اٹھانے ہو گئی پشت فلک خم ہر گز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھے کہتا تھا نہ محبوبوں سے مل اتنا

تو اپنا غریب عاجز دل بیچنے والا

بلبل نے جسے جا کے گلستان مین دیکھا ہمنے اوسے ہر خار بیابان مین دیکھا

روشن ہے وہ ہر ایک ستارہ مین زلیخا جس نور کو تو نے مہ کنعان مین دیکھا

برہم کرے جمعیت کونین جو پل مین لٹکا وہ تری زلف پریشان مین دیکھا

واعظ تو سنی بولے ہی جس روز کی باتین اس روز کو ہمنے شب ہجران مین دیکھا

اے زخم جگر سودۂ الماس سے خو کر کتنا وہ مزا تھا جو نمکدان مین دیکھا

سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہین وہ

کیا جانئے تو نے اوسے کس آن مین دیکھا

والا کو تری چشم کے آزار ہی رہا عیسی وقت تھا سو وہ بیمار ہی رہا

چھوٹا جو زلف سے تو پہنسا دام خط بیچ یہہ مرغ دل ہمیشہ گرفتار ہی رہا

جاتی رہی ترے چمن حسن سے بہار بلبل کے گل نظر مین وہ لے خار ہی رہا

جب سے ہوئی ہے قابل شمشیر وہ کمر چھاتی پہ میرے مرہم زنگار ہی رہا

دیکھا ہی تجکو در پہ ترے جنے ایک بار پہر جب تلک جیا بس دیوار ہی رہا

یکروز ایک یار نے اس شوخ سے کہا سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا

بولا کہ حق نظر سے اس مرین کہ یار جب سے ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا

اتنا تو وہ برا ہی کہ چہرے کا اسکے رنگ

پہر عمر اسکی شکل سے بیزار ہی رہا

انکھوں سے اشک جتنا آتا تہا تھم آیا زخم جگر نے یار رو یا نی مگر جھر آیا

ہے داد خواہ بلبل اس جنگ جو پہ یاررو
تیغ نگہہ سے جسکی لوہو مین گل نہایا

ہوتے جو غیر کے ہین وارد ہوا گہر اسکے
بیت رہ گئی کہ آنے انکہون ہی مین سرایا

جس منہہ سے پیالے پیتے تہے ہم اُتنے
دھٹنے کی کہو پری مین پانی ہمین پلایا

رو رو کے حال دلکا روشن کیا ہے اُسپر
انکہون نے آہ میرا پانی سر گہر جلایا

دل نقد جان تک اسکو چاہئے تہا مین جو پیدو
قیمت یہ اک نگہہ کی پہر آپ ہی بکایا

صبح شب ملاقات ایسی ستم تہی یاررو
جسکے سپیدہ دم نے روز سیہ دکہایا

عاشق نہین وہ جسکا ناصح سیئے گریبان
سینے کے زخم پر بہی ٹانکا نہ یہان لگایا

اب وعدہ نہین ہے کچھہ سیل حادثہ کا
اپنا تو گہر عزیزو اک چاہ نے ڈبایا

کہتا پہرے ہی ناصح شیخی کی راہ یارو
اُس بیوفا کا ملنا سودا سے مین چہڑایا

ملنا چہڑایا مجھسے دوری کی زندگی نے
محجوب ہو پہر اُسکو مین نے نہ منہہ لگایا

ترے کوچے سے جو مین آپ کو جاتے دیکھا
جی کسی تن سے نہ اسطرح نکلتے دیکھا

تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرتے ہین
لبونکو زخم کے ذرات مین ملتے دیکھا

کیون دیا دل ہی ترے طرۂ مشکین کو کہ ہم
کہین بہی بچۂ شاہین مین پلتے دیکھا

ڈوبے اچہلے تو بہت دیکھے ہین ہم دریا کے
ڈوبا اس چاہ ذقن کا نہ اچہلتے دیکھا

استقامت ہی عجب ہے نہین جسمین لغزش
تحمل کا پانو زمین پر نہ پہسلتے دیکھا

عیش آلودۂ افسوس ہے اس جا کہ حنا
جسکو پہنچے تہی آ سے ہاتہہ ہی ملتے دیکھا

فضل حق ہو تو تنزل ہی ترقی ہو جاے
قطرہ گوہر ہو صدف سے مین نکلتے دیکھا

آہ و نالے سے مرے دل نہ پسیجے اُسکا
مین ہوا سے نہ کبہو سنگ پگہلتے دیکھا

تیغ کا زخم اٹہا سنبہلے ہی انسان لیکن
سامہنے تیر نگہہ کے نہ سنبہلتے دیکھا

سو جی تدبیر نہ تقدیر کو بہلائے لی | جب تجھے قتل پہ عاشق کے مچلتے دیکھا

اپنے منہہ کے نہ کہا کن نے سخن کو گوہر
لعل سودا ہی کو یہ ہم نے اگلتے دیکھا

آندہی بہار یار روے رنگ ابر گہرا | ہم اور سنگ طفلان یہہ شہر اور صحرا
بیتا ہی محتسب مستونکو کچہہ نہین ڈر | دزدون سے آ ملا سگ دیویگا کون پہرا
دنیا کی گفتگو کو جس سے سنا مین نے | یہہ جانتا ہون تب سے کرنا ہی عشق ٹہرا
اس بے قرار دل کو تیکیے سینہ اشیر | جامے کا رنگ تیرا کیا خوب ہے سنہرا

سودا بہلون کو ہر گز بدگو کا کچہہ نہین ڈر
از خاک کے توان شد نقصان خم مہ را

جہتنا ضرور رخ پہ ہی زلف سیاہ کا | روشن بغیر شام نہ چہرہ ہو ماہ کا
جلکر تو اے پتنگ گرا یا ہی شمع پر | ہون داغ عذر دیکہہ کے تیرے گناہ کا
جون سایہ اس چمن بیچ پہرا مین تمام عمر | شرمندہ یا مرا نہین برگ گیاہ کا
تاراج ترک چشم بتان کیون نہو یہہ دل | غارت کرے ہی ملک کو فرقہ سیاہ کا
اے آہ شعلہ بار ترا کیا کہون اثر | رتبہ رکہے ہے کوہ ترے آگے کاہ کا

حاضر ہے تیرے سامنے سودا اگر اسکو قتل
مجرم یہہ سب طرح سے ہے پر اک نگاہ کا

ترکش آئینہ سینہ عالم کا جہان بادا | مژگان کے بان نے تو ارجن کا بان مارا
اسنے مجہے جو دیکہا تیر و کمان اٹہا کر | کہنے لگا کہ یارو رکہیو دہیان مارا
دندان و لب پہ سادے تہا نیم جان ہی لیکن | مستی دو انگلی مل کر کہایا جو پان مارا
لیتے ہین عشق جسکو تو جبہ ہی کمان سے | ایک زہر سے کہ جیتے بیر و جوان مارا

مہمان جو کوئی آیا گہر آسمان دلی سے
وو دن کہلا کے روٹی جی سے مران مارا

پیوند ہو زمین کا یا رب شتاب تا صبح
سینی سی مرا گریبان اسنے تو جہان مارا

سوتے سے رات کروٹ ہے نے نہ لی او ایسی
آہ و فغان نے برہم سارا جہان مارا

سودا کو بات کرتے تجہسے کبہو نہ دیکہا
کہہ کس گنہ پہ تو نے وہ بے زبان مارا

یہان اس شرم سے عیسی نے گذارا نکیا
چشم خوبان کے جو بیمار کا چارا نہ کیا

کس گلی دیکہ کے مین اسکو پکارا نکیا
مر گئے تک دیکہنے کا ننگ گوارا نکیا

کسی کا دین کیا حق نے کسی کی دنیا
سب کا سب کچہہ کیا پر تجہکو ہمارا نکیا

خلق پیدا ہی جہان کا کہ گیا جیوں اپنے
قصد پہر آنے کا اس گہر مین دوبارا نکیا

کسنے دیکہا نہ تجہے یون کہ گلی مین تیری
ہاتہہ اپنے وہ سر و سینہ پہ مارا نکیا

آتش عشق پہ جون ہے دل بیتاب مرا
قائم اتنا رہو سپند نے بہی یارا نہ کیا

کیا گلہ ہمکو ہے اسکا کہ نہ چاہا اسنے
ملک دل یار کا کچہہ ہمسی اجارا نکیا

مجہہ گدا نے بہی کسو شاہ سی ڈالا نہ سوال
کو مجہے بخت نے اسکندر و دارا نکیا

دہر بازار تہا متاع دو جہان اے سودا
بینوائی نے مری اسکو اشارا نکیا

جنہون کی نظرون مین بسمک مین دیا انہین کو وقار اپنا
عجب طرح کی ہوئی فراغت گدہون پہ ڈالے سے بار اپنا
کرون سو کیا آہ ناامیدی وہ ہووے کسطرح یار اپنا
نہ گہر مین رہنا ہے اسکا شیوہ نہ پہرنا شعار اپنا

نگر ہو آباد جسکے دل کا یو جہہ اس سے تو دکہہ ہمارا
یہہ ورد شن اس رئیس سے تک جو لیتے دیکہا دیار اپنا

جو دہوم اٹہنے سے تیرے خط کے اب ایک عالم مین مچ رہی ہے
چمن مین وہ شور ڈال سکتی ہی شنہہ تو دیکہو بہار اپنا

اثر ہمارے سخن کا ظالم نہین ہے سوا ایک تیرے دل مین
دگرنہ وہ سنگ کون سا ہے نہووے جسمین شرار اپنا

جہان تڑپہتا ہی دل ہمارا کبہو تو ظالم وہان گذر کر
کوئی بہی صیاد چہوڑ جاتا ہے کرکے بسمل شکار اپنا

نہین جنہین عقل وو کرین ہین طلب جہوس سے کیمیا کی
جو فہم ہووے تو یہ از اکسیر ہے یہہ مشت غبار اپنا

ہوا نہ روز فراق مین یون کہ ایکدم بہی مین آپ مین ہون
[illegible] دیکہا کبہو برے وقت آپ کو بہی مین یار اپنا

گران طبیعت جو ہو رکبی یون نہووے وہ دن نصیب آتے
خدا اٹہاے ہمین جو ڈالین کسی کی خاطر یہ بار اپنا

بہ رنگ تاک انید تا بہرے ہی جہان تو باغ جہانمین سودا
مین کیا کہون وہان سے وہ وہ ہشیار کر گئے ہین گذار اپنا

چمن نہ تنہا جنہونکے غم مین ہنوز چہاتی یہ کہا ہی گل شد
رکہے ہی اب تک ہزار جا سے وحش بہی سینہ فگار اپنا

جو گذری مجہہ پہ مت اس سے کہو ہوا سو ہوا
بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا
مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر
مرے لہو کو تو دامن سے دہو ہوا سو ہوا

پہنچ چکا ہے سر زخم دل تلک یارو
کوئی سیئو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا

کہے سی شخص کے میری سرگذشت وے رحم
یہہ کون ذکر ہے جانے بہی دو ہوا سو ہوا

یہہ کون حال ہے احوال دل پہ اے آنکہو
نہ پہوٹ پہوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا

خدا کے واسطے آ در گذر گنہہ سی مرے
نہ ہوگا اب کبہو اے تند خو ہوا سو ہوا

دیا اُسی دل و دین اب یہہ جان ہے سودا
پہر آگے دیکہئے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

جام خالی سی جو ساقی نے مجہے ترسکایا
کہا مین بخشئے صاحب مجہے مین بہر پایا

پڑا دریا پہ جو اُس زلف سیہ کا سایا
کالا کالے کا بہی دیکہا ہی یہ یون لہرایا

مین بندہا تار نگہہ کا ہون قفس مین آیا
دام صیاد تہ خاک نہ مین بچہوایا

لیلۃ القدر تہی یارو جو شب وصل ہوگیا
آخر اس شب نے مجہے روز سیہ دکہلایا

سمجہا تہا مین خطر راہ محبت ناصح
میری تقصیر نہین دل نے مجہے بہکایا

یہہ تمہو چیز سے خالی نہین اے رشک بہار
داغ تجہہ عشق کے لالہ کے ہین یا گل کہلایا

ہمسری کی مہ نو نے جو تری ابرو سے
بدر کر چرخ نے چہرہ سے اُسے گہٹوایا

مت کر اغماض خط آنے پہ کہ یہہ صد کا عیب
نازبردار ونکو ترے خطر رخصت لایا

رات جو رند ہوئی شیخ سے عمامہ طلب
شیخ نے کام بزرگی سے کیے تئین فرمایا

گرچہ رو دیا مین ترے غم مین بہت سا لیکن
اپنے رونے کا مجہے رات تسلسل بتایا

خون سی ہر قطرہ سی ٹپکتا تہا یہی لخت جگر
تو مژہ تک بہی نہ پہنچیگا کہین یہ آیا

معنی خامہ کی زبان کے جو مرے رنگین ہے
حسن دزدون کی مین بندش ہر کا بتایا

بے تصنع تجہے کہتا ہون یقین کر سودا
گل جدا شاخ سے جب دم کہ ہوا مرجہایا

مندرہ دعا کرتا ہے وہ منظور ہوتا ہے اسی رات کو اکثر عابد لوگ جو دعا کرتے ہین وہ بر پایا ہے کہو کہ تعبیر اوسکا

اب تلک عشق کا طوفان نہوا تہا سو ہوا
تجہہ سے جو دیدہ گریان نہوا تہا سو ہوا

جنّے دیکہا ترے منہہ کو کہا سبحان اللہ
قدرت حق سے نمایان نہوا تہا سو ہوا

خون دل چشم سے بہتا تہا تر دامن تک
موج زن تا بگریبان نہوا تہا سو ہوا

قابل شانہ ہوئی زلف تری جبسے
کبہو جو دل کہ پریشان نہوا تہا سو ہوا

داغ تجہہ عشق کا چمکے ہی ترے دل بیچ
مہر و زر ہیمین درخشان نہوا تہا سو ہوا

خط کی خوبی ترے عارض پہ بہ کیتی ہی
رونق ملک سلیمان نہوا تہا سو ہوا

ابر مژگان کے تصدق سی ترے اے سودا
سبز و خورم جو بیابان نہوا تہا سو ہوا

شبکو جو چہپا مہ تو سحر کہنے یہہ لاگا
داغی وہ غلام آج مرارات سے بہاگا

پہنچے نہ حلاوت کو کبہو اسکے دہن کی
قند و نے گو یسے کو شیرینی مین پاگا

تو رشتۂ عمر اپنی سے ناپے جو مری بات
مت حرص و ہوا باندہ کہ کوتاہ یہہ تاگا

اتنا نہ ستم کر کہ اٹہون خواب عدم سے
سب محشریان بولین عجب فتنہ یہہ جاگا

حلوے کو بہار اسکے کوئی پہنچے ہی سودا
گو لالہ و گل باغ مین سو ہا کرین پاگا

کل سیر چمن کو جو گیا تہا طرف باغ
گلگشت کر ادہر سے جو پہنچ پہرنے وہ لاگا

پیچہے سے تو دامن کے تیئن خار نے کہینچا
اور سرو کہڑا ہو کے لگا روکنے آگا

عشاق ترے سب تہے پر زار تہلسو مین تہا
جگ کے خرابہ اندر اک خوار تہا سو مین تہا

داخل شہیدون مین تو تو ہو گا کے سب تہے
شمشیر ناز سے پر افگار تہا سو مین تہا

سنبل کے بیچ مین دل ترے تہا کسی کا
نرگس کا ایک تیرے بیمار تہا سو مین تہا

تجہہ کہہ تین غرض مطلب کسکے نہ تہا زن کو
در پر جو تیرے نقش دیوار تہا سو مین تہا

جب چاپ ۱۲

داغ محبت انگل جب تھا ترا نہ جلک مین
داغون سے جبکا سینہ گلزار تھا سو مین تھا

گو عشق مین تمہارے عشاق اب مقرر ہین
اول زبان پہ جسکے اقرار تھا سو مین تھا

تجہہ عشق مین نصیحت سب یار مانتے ہین
ناصح کے ہر سخن سے بیزار تھا سو مین تھا

اس میکدے مین سودا ہم تو کبہی نہ بہکے
سب مست و بیخبر تہے ہشیار تھا سو مین تھا

اسیری کی جو لذت سے پڑا ہے شب آشنائی کا
مزا ارور ہے مرے دل سے ہوا رخصت رہائی کا

تماشائے نوا دکھلائے صیاد بر سر پا
نگاہ سرمہ سا موجب ہے اپنی بینوائی کا

ہوا جاتی رہی دعوون ہی مین تنگ تنائیکی
جواب ہی سو رہو بل کر تو جانا ہے کمائی کا

برائے چشم بیمار بتان موزون سے موزون ہے
جو ہر مصرع ہو میل سرمہ دیوان ہی کا

کمال کفری اے شیخ ایسا تجہہ کہ اس پر سے
پرستش ہے مری پیدا کہ جلوہ خدائی کا

عجب قسمت ہماری ہے کہ جسکی شمع الفت سے
چراغ دل کیا روشن ہوئے داغ آشنائی کا

عجب نے کے طالع ہین کہ اسکے ہاتھ کی سودا
نہ تہی ہر گز تہی اس زلف کی موجب رسائی کا

ساقی چمن مین چھوڑ کے مجھکو کدھر چلا
پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا

گل مت سمجھیو باغ مین آ عندلیب
غنچے کا دل دمن پہ کسیکے بکھر چلا

پیشو د نما یہ تھا تو ہمارا نہال عشق
خوبون کی سرد مہر ہے لیکن ٹھہر چلا

گذرا نپیہ دل مین یار کا تجہہ کم سے اندنو
آلودہ آب گرد ہے تھا پہر نتہر چلا

اس بحر مین ہے موج کی حافظ انکسکی
فیصل ہوا حباب کہ جسدم ابھر چلا

دیکھی ہی ہیہ بہار کہ یار دو سوئے باغ
زاہد گرو کلال کی دستار دھر چلا

غافل ہے اس حریف سے ظالم کہ جسکے یار
آیا کوئی تو تو بھی تماشا تنک اپنے گھر چلا

عالم تو مر رہا ہے ہر ایک آن پر تری
تیغ و سپر تو لیکے لئے یہہ کسپ پھر چلا

سودا کے زرد چہرے کو شوخی کی راہ سے
کہتا ہے تیرا رنگ تو کچھ اب نکھر چلا

جب بزم میں پتا بکی وہ شنک مہ گیا تھا
آئینے میں ہر پری رو منہہ دیکھ رہ گیا تھا

کیا کیا دلا سے غیرت رکھا میں بازو تکو
ورنہ لپٹی باتیں تیری میں سمجھ گیا تھا

سودا پھر آج تیری آنکھیں بھر آئیاں ہیں
عالم کے ڈوبنے میں کل کچھ بھی رہ گیا تھا

ٹکڑے ہوئے جگر کے آسودہ بہلے کو
خونابِ دل سے ورنہ آفاق بہہ گیا تھا

عشق کی خلقت سے آگے میں ترا دیوانہ تھا
سنگ میں آتش تھی جب تو شمع میں پروانہ تھا

بر سرِ لطف و عنایت ہم پہ جب آیا فلک
سر پہ جو تیرِ بلا بیٹھا سو وہ پر خانہ تھا

اختلاطِ اہلِ آبادی سے دل آیا تھا تنگ
اے خوشا وقتیکہ تنہا ہم تھے اور ویرانہ تھا

اس چمن میں جب تلک ہم نشہ مستی میں تھے
عمر کا اپنے بھرا خونِ جگر پیمانہ تھا

ایک برہمن پر اوہ کل کہتا تھا یوں مل مل کے ہاتھ
ہم میں اور سودا میں کس قدر یارانہ تھا

چشمِ اہلِ قبلہ میں آج اُٹھتے کی جو ان سے مہ جا
حیف اس شخص جو خاکِ رہِ میخانہ تھا

کرتا ہوں سیر جب سے یہہ گلستان بنایا
کیا جانے گل خدا نے تجھسا کہاں بنایا

اک نام تو سُنا ہے دیکھا نہیں کسی نے
حق نے نشانِ عنقا تیرا دہان بنایا

سفنے میں خوبرویان سب دلستان ہیں لیکن
اللہ نے تجھی کو ایک جان ستان بنایا

جان نکالنے والا

صنعت دوم کو اول بزاز کھولتا ہے
یوسف سے تو بہا میں تجھکو گران بنایا

دل کے لینے والے

تو مت لگا اُسکو ہے باغبان کہ میں نے
نزدیک آتشِ گل اب آشیان بنایا

عالم کے قمری آسا ہے طوق بندگی کا
قامت کو جب سے تیری سرو رواں بنایا

اکثر نشان بنا ہیں عالم میں نام خاطر
تو نے سخن کو سودا اپنا نشان بنایا

یا یادہ میں اس باغ میں جو کام نہ آیا
کچھ اپنے لئے جز ثمر خام نہ آیا

اے زمزمہ پرداز چمن نالہ ہمارا
وہ مرغ نہ سمجھے جو تہ دام نہ آیا

تو شکل کمان خانۂ گردون ہے مستقر
پر اس میں نظر گوشۂ آرام نہ آیا

گلستان تو پر از میوۂ اقسام ہے لیکن
سائے میں کسو نخل کے آرام نہ آیا

بے رنگ تماشا ہے جہان صورت خورشید
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

ہر عید مہ نو نے کیا قصد کہ دیکھے
لیکن وہ کبھو تا لب بام نہ آیا

ہے طرفہ تمنا کہ رہوں لب بلب آ کے
حسرت ہے کہ کبھو بوسہ بہ پیغام نہ آیا

آفات ہی آئی یہ چرخ اٹھا جانی تو نے
ظالم کسی گردش کو تجھے تھام نہ آیا

یون منہ نہ دھوا صبح کہ آگے مرے سودا
جون لالہ پر از خون جگر جام نہ آیا

نور اخذ ہنر کرنے میں دل کا ہیں گنوایا
جون آئینہ جو ہمسرے مجھے عیب لگایا

جلوے سے ترے بزم میں صنم بزم جہان میں
گر شمع ہو وے تو شب تاریک سا پایا

کام آب کا لے خاک سی بھی روشنی طبع
آئینہ نے منہ گرد سے بہر عمر دھلایا

جو خاک نشین ہیں نہ انہیں سمجھو کم قدر
وہ دانۂ خرمن جسے مانی میں ملایا

بے حسن ہے یہ فیض کہ صحبت میں نباہ کے
بد خلقی جسے کہتے ہیں سو ناز کہایا

صناع خرابات جہا نمین کہ جنہنے
نام اپنے بزرگوں کا خم سے ہی دبایا

کچھ کر کسی خاطر میں نہ لایا ہمیں کوئی
رتبہ کسی خاطر میں ہمارا نہ سمایا

مین تنگ ہون اتنا کہ قبیلے مین بھی کوئی
میراث کے بھی لینے کو وارث نہ بلایا

رونے نے کیا حال دل اس حد تک شور و شین
سودا نے دیا عشق کا بانس جلایا

ردیف با

نالہ سینہ سے کرے عزم سفر آخر شب
راہ رو چلنے پہ باندھے ہے کمر آخر شب

سانس ٹھنڈی کسی مایوس کی ہے ورنہ نسیم
کر سکے ہی ترے کوچے سے گذر آخر شب

مژدہ وصل ترا یار مجھے یون پہنچا
جون مہ عید کی صایم کو خبر آخر شب

دوست ہرچند ہمارا ہے موذن لیکن
دشمن خواب ہے جون مرغ سحر آخر شب

اسقدر شیفتہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا
آئنہ ہاتھ مین مشرق کو نظر آخر شب

رو کو ناگہ لب پر تو کرون کیا ایدل
شام تاثیر ہی نے اسمین اثر آخر شب

انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
بزم مستان پہ نگہہ غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بیت و پنجم سودا
کچھ ڈھلا جلوے سے آیا وہ نظر آخر شب

آپ جسکو چاہئے اور وہ نہ چاہے دو جواب
دوستی اُسسے کوئی کیونکر نباہے دو جواب

یہہ کہان طالع کہ ہمسے آپ ہوویں ہمکلام
عرض اپنا کرین احوال کیا ہے دو جواب

کب کہا ہمنے نہ اورون سے ملو لیکن میان
وہ چلن چلئے کہ سب عالم سراہے دو جواب

کوئی تمسے دوستی کو کرکے اب کس واسطے
رودگ اپنی جان کو ناحق پیا ہے دو جواب

جسکو دعوے غلامی تمسے ہو اس شخص کو
کیا مناسب ہے کہ بعد از سال و ماہ دو جواب

کھولی گرہ جو غنچے کی تونے تو کیا عجب
یہہ دل کھلے جو تجھسے تو ہو اے صبا عجب

گل پاد عندلیب کو پہنچا تو کیا ہوا
فریاد کو مری جو پہنچنا ترا عجب

اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار
تو بھی وہ بت نہ رام ہوا اے خدا عجب

بیگانہ وار اسکے نپوچھا کبھی ہمین
تم بھی تو کوئی ہو مری جان آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے
اے شیخ میکدے کی ہی آب و ہوا عجب

گرچہ ہوں زیر فلک نالۂ شبگیر نصیب
پر اسے کیا کروں یارو نہیں تاثیر نصیب

جب تب اسکو ہی تری زلف گرہ گیر سے کام
کس قدر یہہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب

تو نے دل کو نہ بناتے ہیں کسیکو دیکھا
ٹھہرا دہر میں یہہ گھر نہیں تعمیر نصیب

حرم گو عذر کرے تو بھی معاتب ہوں میں
بگینہ مجھسا کوئی دیکھا ہے تعزیر نصیب

کوئی تو کشتۂ ابرو ہے کوئی مژگان کا
تیغ قسمت میں کسیکے ہے کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا
حق تعالے کرے اسطرح کی اکسیر نصیب

کیا تاب ہے جو منہہ تیرے آوے آفتاب
دیکھے جو بھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب

اس مکھڑے کے حضور کیسے بھاوے آفتاب
یہہ دل جلوں کی گرمی کہاں پاوے آفتاب

دیکھے ہی منہہ ترا تو یہہ کہتا ہے شرم سے
یارب یہیں زمین تو سما جاوے آفتاب

ردیف تا

ہندو ہیں بت پرست مسلمان خدا پرست
پوجوں میں اس کسی کو جو ہو آشنا پرست

اس دور میں گئی ہے مروت کی آنکھ پھوٹ
معدوم ہے جہان میں چشم حیا پرست

دیکھا ہے جب سے رنگ کفک تیرے پاؤں میں
آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہیں حنا پرست

چاہے کہ عکس دوست رہے تجھ میں جلوہ گر
آئینہ وار دلکو رکھ اپنے صفا پرست

آوارگی سے خوش ہوں میں اتنا کہ بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا ہووے ہوا پرست

سودا سے شخص کے تئیں آزردہ کیجئے
اے خود پرست حیف نہیں تو وفا پرست

مراد یوسف

نظر آجاے ہی جیسے کہ مند ستانمین صورت
کبھو کا ہاکو حلق ایسی ہوئی شعانمین صورت

زلیخا سی کہو تک دیدہ تحقیق سے دیکھے
یہ از یوسف نظر آویگی ہر انسان کی صورت

چمن مین شور ہے تجھہ جامہ زیبی کا کہ ہر گل کی
نظر آتی ہے چاک جیب کی داما نمین صورت

مرا دل کیون نہ میرے خون کا پیاسا ہو اے ظالم
ملے ہی اسکی تیر سے تیر کے پیکانمین صورت

زمانے کو بھلا سودا کوئی کس طرح پہچانے
کہ اس ظالم کی کچھہ ہے ہر ایک آن مین صورت

ما نین ہین کسے واقف اسرار محبت
پوچھین نہ خدائی کو پرستار محبت

کیون مجکو نہ مارا غم دوری نے تری آہ
کس منہہ سی کرونگا مین پہر اظہار محبت

کرتے ہین اسیران قفس دام مین فریاد
لے سکتے نہین سانس گرفتار محبت

کیون کر نہ کرے وہ دل اے ناصح درد
جس دل مین آشنا ہو پڑا خار محبت

ہر جرم کو ہے عفو ترے عہد مین ظالم
گردن زدنی ہے سو گنہگار محبت

باتون سے کچھہ اپنی نہین تیرا گلہ منظور
شکوی سے مزا دیتی ہے گفتار محبت

تک سادہ دلی پر تو مری رحم کر اے یار
ہون تجھسے ستمگر سے طلبگار محبت

روتی تھی مرے حال پہ بیمہری ایک
جس روز کیا تجھسے مین اقرار محبت

ہر خار سے الجھا ہی مرا دامن پرواز
ہون رشتہ بپا بلبل گلزار محبت

دل طوطی خط کو نہ سے اس شوخ کی سودا
کہا دیگا اس آئینہ کو زنگار محبت

نالے سے اپنے کا چمن مین جو کر دن سا ز درست
کب نکل سکتی ہے بلبل سے یہ آواز درست

سرو گلشن کو قد یار سی کیا نسبت ہے
قامت اسکی مین قیامت کا ہے انداز درست

اورونکا ناز بہی دیکھا ہی تو بد خو نے
ناز بیجا جو کرے تو تو ہے وہ ناز درست

ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز درست

شیخ نے دی پگڑی یہ زاہد کی مجھے آج شراب
کام سودا کا بھی ہوتا ہے خدا ساز درست

کام خدا ساز اوسے کہتے ہین جو اتفاق خدا کے کرنے سے ہو جاوے اور سامان اوسکا نہوا

ردیف ثا ث

جسکے خط اترے تو اوس سے دل لگانا ہے عبث
سیر کو وقت خزان گلشن مین ہی جانا عبث

ابر مین اے یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب
چہرے کو ہم سے نقاب اندر چھپانا ہے عبث

پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری تجھ بغیر
گذری سو گذری جو کچھ اسکا فسانا ہے عبث

ناصحا داغ جگر جون شمع پہنچا تا قدم
جل چکا جب سب تو کچھ آتش کو بجھانا ہے عبث

غیرت اے سودا نہین ہے مقتضی اسباب کی
جسکی دوری مین پھر اوسکو منہہ دکھانا ہے عبث

ردیف جیم ج

سودا گرفتہ دل کو نہ لاو سخن کے بیچ
جون غنچہ سو زبان ہے اسکے دہن کے بیچ

پانی ہو بہ گئے مرے اعضا ین کی راہ
باقی ہے جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکھی ہو شفق صبح کی بہار
آکر ترے شہید کو دیکھے کفن کے بیچ

وہ خار سرخ رو نہین اہل جنون کے پانو
پابوس کو مرے جو نہ پہنچا ہو بن کے بیچ

گل رخصت بہار نہی شبنم صفت مین رو
رویا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

آتش کدہ مین دیکھ کے شعلے سے بیقرار
آرام دل جلون کو نہین ہے وطن کے بیچ

بعد از شباب ہون تری انکھیان زیادہ مست
ہوتی ہے زور کیف شراب کہن کے بیچ

سودا مین اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہون
ایسی کی ایک نگہہ کہ رہی منہ کی منہ کے بیچ

سیر چمن عمر جو کی ہنسنے تو کیا ہیچ
رنگین ہی جوانی کا گل اسمیں بھی بقا ہیچ

شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز
عاشق کا یہ دل ہے کہ جو ٹوٹے تو صدا ہیچ

اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز
پوچھا جو مین کیا دیکھے ہی دلو نے کہا ہیچ

ناصح تو نہین جانتے درد سے آگاہ
بے عشق بتان جینے کی لذت بخدا ہیچ

مانی نہ بند ہوگا کبھو نقش اسکی کمر کا
فرسودہ کر خامہ کو اب فایدہ کیا ہیچ

کیا قافلۂ عمر سبک رو ہی کہ جس مین
جا ہی جو سنے سامعہ آواز درا ہیچ

ٹ ہان ہے سوال اپنی رعونت سے نکلتی
کونین تلک در نہ ہی بیش فقرا ہیچ

ہم شیخ کی سنتے تھی مریدون سے بزرگی
دیکھا جو انہین جاکے تو عمامہ سوا ہیچ

سودا سے کہا مین کہ ترے شہر کو شکر
جو دیکھا تجھے آکے تو اسے بے سر و پا ہیچ

بولا کہ تجھے یاد ہے وہ مصرع بیدل
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

یارو مین کیا عہد ہے مانیو تم سچ
دل پہر نہ کہین دو دن جو رہے ایکے یہ جی

جینے کی کوئی شکل نظر آتی نہین آتی
وہان پر فرش جور و جفا اپنی یہان ٹیچ

ڈوبا ہی شفق بیچ صنم پنجۂ خورشید
یا مہندی کا ہاتھون پہ ترے رنگ رچا بیچ

ایام جدائی کی مصیبت سو کہون کیا
پہر رات قیامت ہے جو دن کاٹتے مر بیچ

جاوے گی چلی بوے گل اس باغ سے عریان
گو غنچہ پہرے رخت ہے بقچے کو مچا بیچ

کالی نہین بے بوسہ مگر دل یہ گوارا
جھوٹہا کوئی کہتا ہی تو مٹھے ہی کے لالچ

ہر بیت رکھے ہے یہ غزل آپ ہی مضبوط
سودا جو کوئی ریختے کے گہر پہ کری پیچ

تم ردیف ح تم

شمع میں ہر چند ہی کہ سر سے گذر جانیکی طرح | کھب گئی دل میں ہمارے لیک پروانے کی طرح

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہی پیام | کچھ بھی آ خانہ خراب اس کے سمجھانے کی طرح

بلبلوں کو دوں ہوں دیوان فغانی کا میں درس | ورنہ گلشن میں ہے میری کونسی جانیکی طرح

تجھ بن انکھوں سے مری مردم ہوئے صحرا نشین | سیل سے مجھ اشک کے بہہ گئے گھر بہی انکی طرح

کاٹ کر چلتے ہیں ناگن تب اثر کرتا ہے پر | سیکھی ہی زلفوں سے تیری بل کھانیکی طرح

گھر کیا پیدا بتان نے دلکو میرے دی شکست | توڑ کر کعبہ بنا ہے بتخانیکی طرح

جائے گل توڑیں ہیں گلچیں باغمیں اب جیب گل
کچھ نظر آئی ہے اے سودا بہار آنیکی طرح

آہ اس سرو میں قمری ہے قد یار کی طرح | نالہ کرتی ہے تو میرے دل افگار کی طرح

طفل و گنجشک کا دیکھا ہی کبھو ربط بہم | دل سے میرے بھی اس شوخ کی ہے پیار کی طرح

مجھ فروتن کی ہی جوں نقش نگیں بات پسند | گو بظاہر نہو سیدھی ہی میری گفتار کی طرح

دیکھتا ہوں میں تری بزم میں ہر ایک کا منہ | طلب رحم کی نظروں سے گنہگار کی طرح

ڈالی بازار جو سودا نے متاع دل کو
لٹ گئی دیکھتے ہی جنس خریدار کیطرح

تجھ بن بہت ہی کٹتی ہے اوقات بیطرح | جوں توں کے دن تو گذری ہے پر رات بیطرح

ہوتی ہے اک طرح سے ہر اک کام کی جزا | اعمال عشق کی ہے مکافات بیطرح

بلبل کر اس چمن میں سمجھ کر تک آشیان | صیاد تک رہا ہے تری گھات بیطرح

پوچھا پیامبر سے جو میں یار کا جواب | کہنے لگا خموش کہ ہی بات بیطرح

ملنے نہ دیگا ہمسے تجھے ایک دم رقیب | پیچھے لگا پھرے ہی یہ بدذات بیطرح

سودا نہ مل کر اپنی تو اب زندگی پہ رحم

ہے اُس جوان کی طرز ملاقات بیطرح

ردیف خاء

نہ بیچے دل کہیں یارو بربر نیلی کا نخ | ہیں دلبران جہان بہر مرغ دل طباخ
کسی سے ہو نہ علاج رہ اذیت دہر | کہ بند ہو نہ سکے منہہ پہ موش کے سوراخ
کریم رہ بتواضع کرم جو کرتے ہین | ثمر بھری کے دی ہے جو سر ثمر سے شاخ
سخن انہونکا جہان بین مقبول دلہا ہے | سخن نکر سخن مقبلان مین ہو گستاخ

مین مرغ معنی کا اپنے ہون پوست کن سودا
جو نت باز ہین کب پودنے کے ہون شلاخ

یہہ ہاتہہ ہو سکے زلف اُسکی سے کہان گستاخ | نسیم دشانہ مگر ہو تو ہو وے وہان گستاخ
چمن کی سیر مین اُسکو اگر سُنے دم صبح | چلی نجائے صبا سوے بوستان گستاخ
ضرور ہے ادب خفتگان خاک اے یار | قدم زمین پہ نرکہہ بیرا آسمان گستاخ
سمجہہ کے کوچۂ میخانے سے گذر زاہد | کہ رند ہوتے ہین اکثر بزاہدان گستاخ
کچہہ اُسکی بے ادبی کا گلہ نہین مجھکو | نظارہ بازون سے ہوتے ہین خوبان گستاخ
نہ جائیو کبہو اے شیخ بزم خوبان مین | کہ تو وفا طلب اُنکی ہے زبان گستاخ

نہین مرا سخن طبع زاد اے سودا
کسی بزرگ کی خدمت مین در جہان گستاخ

ردیف دال

لے آئے در پہ ترے جو ستم کشان فریاد | ہوئی کسیکی نہ اُس تن سے رائگان فریاد
کیا ہے قد کو مرے شاخ ارغوانکا رنگ | تمہارے ہاتہہ سے اے چشم خونفشان فریاد
مین دیکھتا ہون جسے ہے وہ آپ ہی نالان | تمہاری کیجے کس پاس آسمان فریاد

ہوا ہے اسکو مرا حال باعث تضحیک — کہ دیکھہ کر مجھے کہتا ہی شوخ ہان فریاد

تم اپنے جور سے مت سمجھیو کہ نالان ہون — یہہ دوستونکی ہی دوری سے دشمنان فریاد

نہ میرے دل کی خموشی ہی موجب آرام — کبھو ہوا ہے کرے مرغ نیم جان فریاد

قسم ہے گل کی تجھے عندلیب سودا سے — جو تو کیا نکرے سلکے ہر زبان فریاد

برنگ نے نفس غیر تا مدد نکرے
کبھی نکر سکے تنہا وہ ناتوان فریاد

بزم مین وہ شمع رو یارب کریگا کب ورود — یون ہون آتش زیر پا جسطرح مجمر مین عود

آتشین رخسار پر اسکے کیا خط نے نمود — گہر جلاوے دیکھئے کسکا اب اس آتش کا دود

رونق افزا کیون نہو اسکے چہرے پر آغاز خط — جتنی ہو تاریک شب ہو نور شمع اتنا فزود

کہتے ہین نیلم جسے تہا فی الحقیقت وہ بن لعل — ہو گیا ہی رشک سے تجھہ لب کے رنگ اسکا کبود

ہے مسلم حسن مہ ہرچند پیش کاینات — گر ترے ہم چشم ہو تجھے تو ہی پہلو کا عدود

زاہد اسکے مغ نے اس کی کہنچی ہے کہ جا — کوچے میخانے سے گذرا محتسب پر تا وجود

یان فقط بجتی ہے ڈہولک خلق کہتا ہے کہ نہین — مت ڈکہاتا تہہ اپنے پائے خلق شیخ اتنا نمود

احمر رندونکو ہے اسکا گو کرین زاہد نماز — غیر کی نام آوری کرتا ہے خاتم کا سجود

مین زمانیکی نہین ہرگز سخاوت کا مقر — چہین کب لیتے ہین مجہہ دیکر کسیکو اہل جود

یہہ دنی جو تجہکو سونپے اسکو اپنا مت سمجہہ — لے ہی یہہ نکڑ یکو تنکا کر حساب تار و پود

کوچ اس منزل سے یارو کا نہین ہے جائے غم — ہم بہی جا پہنچنگے آخر پاس انکے دیر و زود

نقد دل دیکر کہین جی کو بلا مت مول لے
یان ہے سودا نہین زنہار اس سودے مین سود

یہہ زندگی مری وحشت کا ننگ ہے صیاد — قفس تجھے ترے جنگل سے تنگ ہے صیاد

تا اس برس تو کر آزاد یہ سمجھ لینا / چمن میں اب کے بہت آب رنگ ہے صیاد

اشک کو کب ہے شناسائی گہر سے پیوند / صاحب درد کی ہے اسکو نظر سے پیوند

دل کو میرے نہ جدا دیکھ کر اپنی ظالم / میں کیا ہے یہ بہت خون جگر سے پیوند

وہ میں ابر بنجر تا ہے جو اتنا شاید / کسی عاشق کے سوا دیدہ تر سے پیوند

کون ایسا ہے جسے دست ہو دل سا تیم / شیشہ ٹوٹے تو کریں ہم بھی ہنر سے پیوند

کھینچتا کیوں ہے عبث ناز طبیب اے سودا

درد کو تیرے نہیں درد جگر سے پیوند

ردیف ذال

دفتر دہر کا ہے بس لفظ ھر کا غذ / لکھے اپنے کا نہیں علم ہے کیونکر کاغذ

لکھ کر کہا ہے نہ ملے گو تری پیمان قلم کی / دوں گا عالم کو نہ گا مے محشر کا غذ

لکھنے سے وصف بنا گوش کے تیرے یار / یاد ہے ہر ورق میں اب بہت گوہر کا غذ

اسکی میں راستی قد کی ثنا لکھتے وقت / نہیں پایا کبھو محتاج بہ مسطر کاغذ

نامہ اس شوخ کو میں کر کے رقم اے یار / اتنا رویا ہوں کہ بھیگا ہے سراسر کاغذ

وہ تو مجمر میں شرح کی دے ہے آتش / جب اسے بھیجوں ہوں میں کر کے معطر کاغذ

بسکہ رنگینی معنی ہے مرے دیوان کی

ہر ورق کا ہے گلستاں کے برابر کاغذ

ردیف را

خرمی بھرتی ہے یوں اس دل پر غم سے دور / جوں پھریں اہل طرب خانۂ ماتم سے دور

گذری جس غمسے ہمیں زندگی وہ روزہ / رکھیو اس غم کو خدا ماہ محرم سے دور

اب تری داد کو پہنچے ہی فلک اے بلبل
رحم گل کو جو رہے تجھ پہ دم ہم سے دور

پنہ داغ ہین سینے کے مرے ہی جو سوز
یارب اس سوز کو رکھیو تو جہنم سے دور

چمن دہر مین توام ہے سدا شادی و غم
خندۂ گل نرہے گریۂ شبنم سے دور

آہوے دشت جنون ہون تو نہ پوچھ اپنا دام
بلکہ رتبہ رہے وحشت کا سمجھ رم سے دور

کسک درد سے ہوتی ہے جو مجکو سیری
زخم یارب نرہے سینہ کا مرہم سے دور

عقل نے ایکدن آکر یہہ کہا سودا سے
پاس یا ہمسے رہا کیجے یا ہم سے دور

لیکن اتنا ہی کہ وہ کام نہ کیجو پیارے
جسکا ثمرہ رکھے تم کو دل عالم سے دور

جوش سے میرے جنون کے کیا خوش آتی ہے بہار
سر مین مین گل کے پھولی نہین سماتی ہے بہار

آشیان باندہی ہے کس امید پر اے عندلیب
آتش گل سے کوئی دن مین جلاتی ہے بہار

اسکو گلگشت چمن کا ہی دماغ اے باغبان
کھینچ کر میرا گریبان یہان لے آتی ہی بہار

شور سنکر ہمنوا یونکا ابلتا ہے یہہ دل
رخصت یک نالہ دے اے صیاد جاتی ہے بہار

عارض گل پر نہین شبنم عرق ہی شرم کا
دیکھہ کر میرا جنون یارو لجاتی ہے بہار

اسکی انکھون سے کھو آتی ہے مستی سیکھہ کر
اس برس نرگس پہ کیا دھومین مچاتی ہے بہار

خوش رہو اے عندلیبو اب نہین گلشن مین ہم
خانۂ زنجیر تھا خالی بلاتی ہے بہار

اب خدا حافظ ہی سودا کا مجھے آتا ہی رحم
ایک تو تھا ہی دوانہ تس پہ آتی ہی بہار

یہہ نہو مہر کہ تا شب رہے گھر سے باہر
سو جتن کیجے تو ٹک نکلے وہ در سے باہر

طاقت اک آن تحمل کی نہین ہے اے دوست
صبر فرمانے ہی مقدور بشر سے باہر

غیرت اے آہ مجھے کھوتی ہے رہ سینے مین
نے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر

منفعل ہو عمل زشت سے اے دل کہ نہین — عیب کو اپنی پہنچنا ہی ہنر سے باہر

راز دیر و حرم آفت نکرین ہم ہرگز — ورنہ دہان کیا ہی جو ہو اپنی نظر سے باہر

اثر ان نالون نے تجھین نکیا سن کے جنہین — سنگ سی نکلے شرر شعلہ شرر سے باہر

ناصحا کچھ یہہ نصیحت سے نہین ضبط سرشک — طفل آوے نہ کبھو ہوئے کے ڈر سے باہر

آوے ہے گھر سے وہ زاہد لب اسطرح کہ جون — نکلے ہے مہر گریبان سحر سے باہر

چرخ جیسے حرفا شستی ہی تیغ تری جسدم سے — سر نکالا نہ مرد خور نے سپر سے باہر

دینے کو ملک سلیمان کے بلایا مجکو — پر قدم مین نہ رکھا دل کے نگر سے باہر

ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جو اتنک مجھی — کردیا مادر ایام نے گھر سے باہر

جنس ناکارہ کے خواہان ہین خرین مجکو
یہہ وہ سودا ہی جو ہے نفع و ضرر سے باہر

کام آیا نکچھہ اپنا تن زار آخر کار — سمجھے اکسیر ہتھے نکلا یہہ غبار آخر کار

داغ سے کہتا تو عشق کا ہم کہتے تہی — کیون دلا کی ہے اس گل نے بہار آخر کار

وقت تغافل نہ تہا اس دلکی گرفتاری کا — ہاتھہ سے مفت دیا مین یہہ شکار آخر کار

باغبان تہا تجھے دو دنکی ہوا پر یہہ غرور — نہ رہے باغ مین گل رہ گئے خار آخر کار

عشق زدہ بہی اگر ہو تو اسی کم نسبت حالت — ہو کے شعلہ ہی نکچھے ہی یہہ شرار آخر کار

اسقدر جرعہ کش خون خلایق ہے تو — جی ڈرتا ہے کہ کھینچے نہ خمار آخر کار

ناصح اس جیب کے آیا تہا رفو کرنے کو — گم کیا ہاتھہ سے سر رشتہ کار آخر کار

دل پرویا تہی تجھہ زلف مین سمجھے لیکن — تاب گوہر کی نہ لاویگا یہہ تار آخر کار

سوزش داغ دل اپنے کی دغا اے سودا
کیا کہون مین کہ ہوئی شمع مزار آخر کار

پھینکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر — سیمرغ نہ بچے پھر نہ عصا تیر ہوا پر
مرقد پہ مرے موج نسیم آوے تو یوں جان — دیوانہ ترا خاک سے زنجیر ہوا پر
گر خانۂ گردوں پہ نظر چشم فنا سے — ہے شکل حباب اسکی بھی تعمیر ہوا پر
توسن پہ تجھے دیکھ کہے مانی و بہزاد — اللہ نے کھینچی ہے یہ تصویر ہوا پر

سودا کی در دوست جو یارب نہ کہی خاک
اس جرم کی تو کیجیو تعزیر ہوا پر

اٹھ جانے میں ہے زور مزا یار سے لڑ کر — ملتے ہیں تو پھر جانی سے جانی کو رگڑ کر
تو جوں ہوں میں جس بت کو خدا کا ہے تراشہ — آذر نہیں لایا وہ مرے دل سے نکلے گھڑ کر
خود کردہ کا درماں کہو میں کیا کروں یارو — دل آپ نے لیا مجھسے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر
کہتا ہے یہ سودا وہ بچاوے گا کہاں تک — جا بیٹھوں گا دروازے پہ اب اسکے میں اڑ کر

دانا ہو سو سمجھے کہ محبت نہیں وہ شے
در پر کسی بیٹھے جسکے لیے اڑ کر

دل بکر منت زراہ بیقراری بیشتر — ناز کو کرتی ہے یہاں الحاح و زاری بیشتر
ناصحا اس عشق سے ہوتا ہی لذت یاب دل — جس میں حرمت کم ہو رسوائی و خواری بیشتر
یار کیوں تو نے ہو مستغنی مرے احوال سے — غم کو کھاتی ہے تمہاری غمگساری بیشتر
کیوں نہ لاگو ترک چشم یار اس دل کے رہیں — صید جیتا نے کے در پے ہوں شکاری بیشتر

کشت پر تخم عمل کے اپنے جتنا چاہیے رو
نفع یہاں رکھتی ہے سودا آبیاری بیشتر

ردیف ڑ

منزل کے پہنچنے سے ورے قافلہ دے چھوڑ
اے دل سمجھ ان ہمسفروں کا گلہ دے چھوڑ

ہو صاعقہ اس خار پہ صحرا میں الٰہی
اس دل کا رہ عشق میں جو آبلہ دے چھوڑ

تکلیف مریدی مجھے کر شیخ سمجھ کر
اس زلف کا کس طرح کوئی سلسلہ دے چھوڑ

ممکن نہیں ہے روح مقدس سے حزیں کے
ایسی جو غزل ہوسے تو سودا صلہ دے چھوڑ

ہے دیکھ نخل وادی ایمن ہر ایک جھاڑ
روڑا ہے کون جو نہیں طور کا پہاڑ

تیر نگہ نے تیرے دلوں کو الٹ دیا
مژگاں تری نے دی ہیں صفوں کی صفیں بچھاڑ

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آرسی
چھاتی کے جسکے سامنے کھل جائیں ہیں کواڑ

منعم نہ مر بنا کے عمارت کی فکر میں
یہ سب حویلیاں ہیں جہاں تک ہیں اجاڑ

بدتر ہے مے کے پینے سے رشوت کلال کی
کہہ محتسب سے دختر رز کی نکہا ہے بہاڑ

تنہا نہ شمع روویے ہے سودا کی خاک پر
گل بھی تو توڑتے ہیں گریباں کو پھاڑ پھاڑ

ردیف زا

بے خبر درد محبت سے ہے وہ یار ہنوز
دیکھے ہے دل دینے کے واقف نہیں دلدار ہنوز

رحم سرگشتگی میری پہ اسے کیا آوے
نہیں گلیوں میں گئی اسکی شب تار ہنوز

نہ ابھی قطرۂ اشک اسکی مژہ تک آیا
نہ گیا اسکے گریباں کا کوئی تار ہنوز

آپ نالاں ہو تو دیوے مری فریاد کی داد
سو تو وہ گل ہے نہیں بلبل گلزار ہنوز

کیوں نہ بہا دے اسے قسمت شکنی سودا کی
جس دل اپنی تو ڈالی نہیں بازار ہنوز

یار کے حسن سے ہیں بے خبر اغیار ہنوز
نہیں آتش شعلہ سے آگہ یہ خس و خار ہنوز

بال و پر ہوئے ہین تیرے ہو دار ہنوز
تب سی اس کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ہو گئے پامال مگر ہمکو رہا ہی صیاد
شوق پرواز نہین ما سر دیوار ہنوز

آہ یہہ کسکی شکایت ہی مرے دلمین کہ تیرم
جسکی دیتی ہی نہین رخصت اظہار ہنوز

تب سی پامال ہی دل کا ورق صبر و قرار
سبق ناز نہ لیتی تہی وہ رفتار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یارو تم ڈہونڈتے ہو مرہم زنگار ہنوز

تیری دوری سی عجب حال ہی اب سودا کا
مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

حق تعالے اُسی جیتا ہی رکہے دنیا مین
اس قباحت سی نہین ہے تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو چکین اتبک
دشت ہین خاک بسر روتے ہین کہسار ہنوز

کسکے ہین زیر زمین دیدۂ نمناک ہنوز
جابجا سوت ہی پانی کی تہ خاک ہنوز

ایکدن گہیر مین دامن کا ترے دیکھا تہا
گرد پہرتے ہین گریبانکے مرے چاک ہنوز

باغ مین جبسے گیا تہا تو خمار آلودہ
گل ہین خمیازہ مین انگڑائی مین ہین تاک ہنوز

زخم دل پر ہے مرے تیغ جنونکا ناصح
تو گریبان کا ناداں سئے ہی چاک ہنوز

کیونکے سودا مین کرون وصف بناگوش اُسکا
کی نہین آب گہر سے یہہ زبان پاک ہنوز

ردیف سین

ساقی گئی بہار رہی جیمین یہہ ہوس
تو منتون سے جام دے اور مین کہون کہ بس

کچہہ اس چمن مین ہمنے نہ دیکہا مگر حباب
آب روان کو سیر کیا سو بہی یکنفس

ردیف شین

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو تو نہین دیر کی رخصت
اس گھر کی فضا کر گیا معمار فراموش

بھولے نہ مرے دل سی مرا مصرع جانگاہ
نالہ نکرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

یا نالہ ہی کر شمع تو یا گریہ کو ناصح
دو چیز نعاشق سی ہو یکبار فراموش

بھولا یہ دن ہون آپکے اک عمر سے لیکن
تجکو نکیا دل سے مین زنہار فراموش

دل درد سی کسطرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنو حرف مین گفتار فراموش

سینے مین ہوا نالہ و پہلو مین دل آتش
دیکھے ہی پڑا جی کہ نہو مشتعل آتش

اشک آتش و خون آتش و ہر لخت دل آتش
آتش پہ برستی ہی پڑی مشتعل آتش

یک لخت طرف ہو کے مرے دیدۂ تر سے
تا دم تو سمندر ہے سدا منفعل آتش

یاقوت نہین وہ ہی ترے لعل سے اے شوخ
جا ڈوب موئی آب مین ہو کر خجل آتش

داغ آج سی رکھتا نہین ان سنگدلون کا
مدت سی ہوئی ہے مری چھاتی پہ سل آتش

دل عشق کے شعلہ سی جو بھڑکا تو رہا کیا
اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

یک قطرہ مے لے اڑی سودا کو جگہ سے
باروت کے تودے کو ہی بس ایک تل آتش

دوری سی ہے تری اپنے دل زار کو آتش
ہے یاد چمن مرغ گرفتار کو آتش

یہ گرم تگاپو ہین تری راہ طلب مین
یہان آبلۂ پا ہے سر خار کو آتش

اندام مین کچھ اسکے تب ہجر نہین ہے
دی عشق نے ظالم ترے بیمار کو آتش

گل سر پہ نہین دوڑو بجھانیکو مرے دو
زاہد کے لگی گوشۂ دستار کو آتش

با چشم تر اب اسکو ہین دیکھو ہوئی صیاد اٹھ
ہووے نگہہ گرم مری یار کو آتش

ایر اسکو بجھاتا ہی رہ ہ بجھتی نہین سودا
دی لاگ خود رونے یہہ کہسار کو آتش

آشیان کو مت اجاڑا کر کے فریاد و خروش
باغبان ظالم ابھی ہوویگا اب بلبل خموش

دیکھے وہ انکھیان کوئی محراب ابرو کے تلے
اے مسلمانون ہی مسجد مین دکان میفروش

اتہرے ہی کیا حباب نمط اے حریر پوش
یہان جسکو دیکھئے سو ہوا کفن بدوش

سکہہ نیند زیر سقف فلک کیونکے ہو سکین
ایدھر دہل بجے ہی ادھر نوبت و خروش

ردیف صاد

وہ مانگتا ہون ترا حق سے مہربان اخلاص
رکہے ہی خضر سے جون عمر جاودان اخلاص

دلون مین ہتھونکے مین ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ہارا
کہین جو پایا ہی مینے تو بر زبان اخلاص

مجہے یقین ہے کہ اخلاص بہی ہے زر کا نام
کرے گدا سی نہ نواب اور خان اخلاص

دل اسکا کیونکے ملے دل سے مرے یارو
جہان ہے تیشہ و سنگ اس جگہہ کہان اخلاص

وہ کیونکے دوست ہو مجہسے اگر خدا چاہے
تو ہووے پنبہ و آتش کے درمیان اخلاص

نہ اپنے دید مین آیا کبہو بروے زمین
تمام ہوگا کوئی زیر آسمان اخلاص

ثبات دوستی اے دل نہ دلبرون سے چاہ
کہ بار رہا مین کیا انسے امتحان اخلاص

آرام پھر کہان ہے جو ہو دل مین جاے حرص
آسودہ زیر چرخ نہین آشنای حرص

ممکن نہین ہے یہہ کہ نہ بہرے کا سہ طمع
دن مین کترور گہر جو بہر ادے گداے حرص

انسان ہو نہ ذلیل نہ ناحق پہا پہرے
ذلت کوئی کسیکو نہ ہو تو سواے حرص

نادان تلاش طرۂ زر سی تو باز آ | جون شمع یہ ہو کہ ترا سر کشای حرص
اپنے سوا کسیکو نپایا حریص مین | کی قطع روزگار نے تجہپر قبای حرص

سودا بسر ہو خوبی سے اوقات ہر طرح
پر درمیان نہووے بشرطیکہ پاے حرص

ردیف ضاد

شبنم بنا ہو تو لیکر گل سے ہی تا خار فیض | بخشے یارون کو بصورت جمال یار فیض
فیض ہے وابستۂ تار عقیدت ورنہ یار | نفع نے تسبیح بخشتی ہے نکچہ زنار فیض
بخشے ہی یون تقویت دلکو مرے دشنام یار | جون دواے تلخ سے پاوے کوئی بیمار فیض
مہر سے جون مہ کو پہنچے ہی ضیا جو خوبرو | تیرے سنگہہ ہو تو پہنچاوے تیرا رخسار فیض
جی بچے دو دن ہمتون نے تو غنیمت جانیو | کسکو گنج اپنے سی پہنچادی یار زردار فیض
کرکے صاف آئینۂ دل اسمین تو دیکہہ اسکو | بخشنے کا اے یار تیرا ہی سبب دیدار فیض

توننے وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی
پڑھ کے ایک عالم اٹھاتا ہی ترے اشعار فیض

چہوڑا ہین کفر و دین ہے فقط یار سے غرض | تسبیح سی نہ کام نہ زنار سے غرض
سینے مین دل جو ہی سو ترے یاد کے لئے | جز دید کیا ہی دیدۂ خونبار سی غرض
طوبی کی چہاؤن تجکو مبارک ہو زاہدا | ہے دل کو اپنے سایۂ دیوار سے غرض
پیارے کہین یہہ مفت نہ دام مرنجاے | غافل نہو تو مرغ گرفتار سے غرض

تم کان دہر سنو نہ سنو اسکے حرف کو
سودا کو ہے گی اپنی ہی گفتار سی غرض

ردیف طا

جا منا نفع فرومایہ سے تو اللہ غلط
ڈر کو سمجھے جو کوئی ہے بتہ جاہ غلط

اے رشک چمن راست سمجھہ خواہ غلط
گل ترے عہد مین بلبل کا ہو دلخواہ غلط

ٹکڑے ٹکڑے ہی کتان تجھہ بدن سیمین بر
عاشق سے نہ سمجھہ اسکو ہی باللہ غلط

عشق کو ترے چھپایا تو ہے دل مین لیکن
صفحۂ آتش کا ہی رہنا بتہ کاہ غلط

دونون سے ہمنے اثر دل مین نپایا اسکے
نالۂ شب سے عبث آہ سحرگاہ غلط

اب تو ہے آمد و شد آپ کی ہر ایک جگہہ
راہ ایدھر بہی جو سمجھے کہیدو بیگاہ غلط

بزم آراستہ کی جسکے لیئے اے سودا
آج انکی ادہر اسکی ہے افواہ غلط

چودھوین رات ہی اور وہ دل عالم کا چور
دزد کا گھر سے نکلنا شب ماہ غلط

ہ نشاط

تو جو ہو پاس تو ہی صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجکو ہے اے جان و دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اُسی بخشے ہے
دور ساغر کی طرح گردش ایام نشاط

دل جنونکا ہی اسیری کے مزے سے آگاہ
ہی قفس بیچ اُنہین عیش و تہ دام نشاط

عکس تا اُسکی نگہہ کا نہ پڑے جام کے بیچ
ہو سکے نشۂ مے سے نہ سرانجام نشاط

دیکھہ ہوتی ہے تجھے قمری و بلبل شادان
تو ہے اس باغ مین اے سرو گل اندام نشاط

شیشہ ہی زیر بغل آبلۂ دل سودا
مے سی ہمکو نہین ہے ساقی گلفام نشاط

یون ہی طریق عشق مین ہو راست یا غلط
اجر جفا درست ہی مزد وفا غلط

قاتل کو بیگنہ کے تو پہنچے ہی مزد قتل
وارث اگر قتیل کا لے خون بہا غلط

وا نشد ہی دل مرے کو ذم سرد سے مرے
اس غنچے کو شگفتہ کرے گر صبا غلط

قامت کو اپنے یار کی تشبیہ سرو دے

سودا اگر ہیں دو دن تو زر سر تا بپا غلط

ردیف ظا

زاہد وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ
بہتے دہن کے تئیں اپنے کر رفو واعظ

بتوں کی حسن پرستی سے کیا خلل دین میں
خدا نے دوست رکھا ہے رخ نکو واعظ

ثبوت حق کی کبریائی سبھوں پہ ہے لیکن
تری تو نفی کرم پر ہے گفت و گو واعظ

ڈرو ہو نہیں نہ کریں رند تری ڈاڑھی کا
تبرکات میں داخل ہر ایک مو واعظ

سخن ہے وہ کہ ہو تردد تو نکا ہو نادان
یہہ پوچ گوئی ہے جس سے ہی تجکو خو واعظ

کہا تو مان لے سودا کا تو یہ کر اس سے
لب و دہن کے تئیں کر کے شست و سو واعظ

ردیف عین

گو اب نہ مجھ غریب کے بالین تک آئے شمع
دل بیکسی کا مجھ پہ جلے ہے سدا ہے شمع

پروانے کے ہوں ہیں اثر عشق سے خجل
کیوں منفعل تجھے نہیں کرتی وفا ہے شمع

آتا ہے جی میں یہہ کہ قدم تیرے چھوڑ کر
گر رہے جوں پتنگ بہ بسم ہو سکے پا شمع

ٹپکا نہ تیری چشم سے مجھ پر تو اشک گرم
جلنے سے اسکے آپکو آگے جلائے شمع

لطف اس چہرے کے آگے کوئی یہاں رکھتی شمع
خوبی نظر و نہیں جہاں رکھتی ہے وہاں رکھتی ہے شمع

بس اٹھا آگے سے اپنے نہ کر اب اسکو خفیف
چشم پروانے میں اک عزت و شان رکھتی ہے شمع

سر پہ آ سکے بھی کیا فرض ڈھنپن کی لٹ ہو

کاکل اسطرح کی کب مشک فشان رکھتی ہی شمع

کتی ہے عسس یاسف ہی مین اُس بزم کے بیچ
تو ہے انگشت کہ جسکو بہ یان رکھتی ہے شمع

کیا کیا اِس خانۂ پر دود مین تھے بزم آرا
سو نہ اب نام ہے انکا نہ نشان رکھتی ہے شمع

ششدرہ تاب و تپ از بسکہ ہے زبان زد اُسکا
ہم بھی کہہ دین جو کوئی پوچھے تو ہان رکھتی ہے شمع

سوز تا سوز تفاوت ہے یقین کر سودا
داغ جو دل پہ ہے اپنے سو کہان رکھتی ہے شمع

ردیف غین

سرد مہری سے بتانکے مت گیا سوز دماغ
کر دیا ان ظالمون نے ملک دل کا بیچراغ

وای اس بیٹھے پر اے بلبل کہ جسکی ہو یہ قدر
خوار مین کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا باغ باغ

مملکت ساری مین باور کر سلیمان کو نہ تھا
گوشۂ خاطر مین اپنے جی مجھے جو کچھ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہون لیک اس گلستان جہان مین
نالۂ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خون کبھی اس بزم مین دو دل نہ دیکھے ایکجا
دم بدم مینا ہی روتا ہی تو ہنستا ہے ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق سر بطرف یا قبول
گل سدا بلبل سے ناخوش مجھے لیکن بے دماغ

دل اگر کھویا ہے سودا چھوڑ مت دنبال اشک
شاید اس دیوانے کا طفلان نے تو پایا ہے سراغ

ای لالہ گو فلک نے دئی تجھکو چار داغ
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

دیتا ہون جو ترا سینہ کہین تب تلک سجائے
نے سوز دل مرے سے نہیں بیقرار داغ

سینے سی سوز عشق ترا تا بہ لب بہ آب
تا ہووے گر جگر سے ہو جائے یار داغ

خورشید حشر ڈھونڈھی تو پاوے نہ منہہ پہ رنگ
ہو جاے دل میں کا اگر آتش سے دو چار داغ

سامنے ہو جانیکو دو چار ہونا

دل سوز عاشقاں کوئی سودا اب ہیں
وہ شمع جو عاشق پر دلسوزی کرے
پروانہ جل مرے تو وہ ہو شمع وار داغ

ردیف فا

دیکھوں ہوں یوں میں اس ستم ایجاد کی طرف
جوں صید وقت ذبح کے صیاد کی طرف

بے مشورت نگہہ کی تری طبع روزگار
آوے نہ تازہ جور کے ایجاد کی طرف

نے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دام
دھنس گئے قفس میں دیکھ کے صیاد کی طرف

غیروں کی بات پر کبھوں کان مت رکھو
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طرف

طرے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ وار
قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کی طرف

جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم
مایل ہوئے ہیں اس دل ناشاد کی طرف

ساماں یار سب ہے مہیا پر اے اثر
میں دیکھتا ہوں تیری ہی امداد کی طرف

ثابت نہووے خون مرا روز باز پرس
بیت
تو لیں گے اہل حشر سو جلاد کی طرف

خوں کر رہا ہے جوش رگ جاں میں تری
سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کی طرف

ردیف قاف

پروانہ رات شمع سے کہتا تھا راز عشق
مجھ ناتواں نے کیا کیا اٹھایا ہے ناز عشق

محراب تیغ دوست سلامت رہے مدام
کعبے میں جا کے کب میں پڑھوں گا نماز عشق

زندگی کیوں نہ ہووے مجھ پر شاق
یار بے اعتنا و دل مشتاق

بجھ میں اعضا کا ہے مرے یہ حال
تار پر شیرازہ میں ہوں جوں اوراق

الفت اس دل کی کب ہو دل کو مرے
یہ تو ہے لعل وہ ہے سنگ سماق

غم نہیں اُسکی بیوفائی کا
کر سکے ترک وفا نہ ہم سے فراق

مدر کیا اُس کے آگے اے سودا
منہہ تو دیکھو کہ جیسے ہو وے طباق

بلبل بچمن ہے گل گلزار کا عاشق
جو گل ہے سو تیرے گل رخسار کا عاشق

رہنے کو محبت کے جگہہ دی ہے میں دلمیں
نے سبحہ کا عاشق ہوں نہ زنار کا عاشق

باتیں مجھے بھاتیں ہیں آمیزش دشنام
ہوں اہل لئے اُس شوخ کی گفتار کا عاشق

ہر سرو ہے قامت کا ترے قمری تو والہ
اور کبک دری تک تری رفتار کا عاشق

کیا قدر رکھے جنس دل اُس شخص کی سودا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

رنگ سے جسکے رسوا ہوئے ہے بیمار عشق
عشق کو یار د چھپا سکتا نہیں انکار عشق

گاہ اشک تر گہے خون گاہ ہے لخت جگر
اسطرح جاری ہے ان انکھوں سے کاروبار عشق

کیا کہوں اُسنے مجھے جوں کر دیا بیجا نہاں
سر پہ کافر کے نہ پڑیو سایۂ دیوار عشق

تھے سکندر طالع اسدم تک کہ دل تھا اپنے پاس
کھا گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق

اس چمن میں طرح بلبل کی وہ نالاں کیوں نہیں
روز و شب کتنا کرے سینے میں جسکے خار عشق

ناصح نہ آئے بک جو میں اگلا راز عشق
وہ کر چکے ہیں دین و دل و جان نیاز عشق

جھمکے ہے آنہیں حق کی تجلی کہ جو کوئی
جوں شمع ہو وے ہیں سراپا گداز عشق

نے حسن بیجا نے تب بھی مہار سے غرور کا
دیکھا نہیں ہے آج تلک میں نے ناز عشق

سودا یہہ قصہ خط سے نہ کوتاہ ہوسکا
ہے حسن زلف یار سے عمر دراز عشق

ردیف کاف

شمع اُس عارض کی سب کہتے ہین پہنچی نور تک
ہم سے جو پوچھے کوئی ہے حرف شمع طور تک

بھلا خدا تعالیٰ کے جو کوہ طور پر ہوئی تجلی تھی اوس سے مراد شمع طور رکھی ہے اوسکو کہنا ہے

بس چلے تو دیکھنے ہرگز نہ دے تجھکو نہ دل
آئینہ گھر مین ترے رہنے نہ دون مقدور تک

یعنی تو جو اپنے تئین آپ آئینہ مین دیکھتا ہے مجھکو اسکا یہہ رشک ہے مین چاہتا ہون کہ تو بھی اپنے تئین آپ نہ دیکھے مین ہی تجھے دیکھا کرون

حسب المقدور

آن کر اُس میکدی کے بیچ جز چشم پر آب
قسمت اپنی ہم نپائے ساغر معمور تک

بھرا ہوا

رہیو مت غافل نگاہ حسرت آلود اُسکی سی
پہنچے رقیب جان کنی گر اپنے تو رنجور تک

کون ہے عارف کو یہان دعوی انا الحق کا نہین

مین ہون خدا

یہہ ترانہ ختم لیکن ہوچکا منصور تک

گیت — نام ولی کا ہے

ہجو ہے اُس زلف کی تشبیہہ دینا مشک سے

کستوری

شاعرو یہہ بات پہنچیگی دراز و دور تک

یہہ غزل سودا کہی ہے تونے اُس انداز کی
ہند سے پہنچیگی ہاتھون ہاتھ نیشاپور تک

دیکھا کرون مین دور سے اے یار کب تلک
ترسا کرے مرا یہہ دل زار کب تلک

تنہا مین بستر اپنے پہ فکر وصال مین
لوٹون کروٹین سدا یہ شب تار کب تلک

تجھ بہ وصل میں نہیں مرض عشق کی دوا
جیوے کہو تو ہجر میں بیمار کب تلک

پہنچے اگر سو بات تو آوے ظہور میں
جھوٹے قبول کیجے یہہ اقرار کب تلک

دو روز کی بہار ہے اتنا نکر غرور
پیارے یہہ باغ حسن کا گلزار کب تلک

رشتہ نہو صنم کی جو الفت کا ہاتھ میں
گردن میں برہمن رکھے زنار کب تلک

اب کیجئے مرے مرض عشق کی دوا
رہئے گا دل کے درپئے آزار کب تلک

یوسف نہ ہاتھ آئے جو سودا بہ نقد دل
بیٹھا رہے دکان پہ خریدار کب تلک

رخ سے دیکھوں ہوں میں اس زلف سیہ فام تلک
شام سے صبح تلک صبح سے شام تلک

اک نفس گرد چمن ہم نہوئے پال فشان
آشیانے سے اٹھے اک راست گئے دام تلک

آپ سا مجکو تو زاہد نہ سمجھیو کور سواد
ناخواندہ جاہل کور باطن
خط خوباں سے پڑھا ہوں میں خط جام تلک

عدو سے دور ہے ایک اور خمار ہے ایک
گل ایک دشمن جان ہے مرا بہار ہے ایک

پہنچ شتاب کہ تنہا ہوں اسقدر ساقی
وہ چار دن ایک ہوئی ہیں یہہ دلفگار ہے ایک

بجھی تو بیچ رہے آنکھوں سے دل مرا لیکن
غضب ہے یہہ کہ ہیں جیتا دو شکار ہے ایک

بہ یقین جیسے ترے عہد میں دل و جان ہے
ادا یہ ایک فدا ناز پر نثار ہے ایک

یقین ہے یہہ کہ دراز اسسے عمر خضر نہو
ہے ایک اپنی شب ہجر و زلف یار ہے ایک

رہی نہ دین کی حرمت نہ عزت دنیا
خراب ایک ہے آ عشق سے خوار ہے ایک

ہوس رہی نہ چمن کی ہمیں تو داغوں سے
دل ایک باغ ہے اور آنکھیں ابر بہار ہے ایک

بکیجو تکیہ تو اس جسم و جان پر سودا
ہوا تو ایک ہے ان دو میں اور غبار ہے ایک

رہے اس فصل ہم اے بلبل و گل ناتوان یہان تک
نہ نالہ لب تلک پہنچا نہ چاک جیب داماں تک (گریبان ہو)

کوئی بیمار داروں سے یہہ کہیو جا کے جانان تک
مریض عشق کا تیرے نہ پہنچا کام درمان تک (علاج ہو)

عبث باندھوں ہوں لکھہ لکھہ شرح دل بال کبوتر پر
دنوں کے اڑ گئے پرزے نہ پہنچی کچھہ خبر وہان تک

ترے غم کا دل پرخون سے استقبال کرنے کو
وہ قطرہ نارسا طالع ہی جو پہنچا نہ مژگان تک

روا کرتا ہی کیا دل کو گنوا کر خال پر سودا
کہیں خط آگیا اسکے تو ظالم حرف ہے جان تک (ہے تک)

ردیف گاف

کرتی ہی مرے دل میں تری جلوہ گری رنگ | اس شیشہ میں ہر آن دکھاتی ہے پری رنگ
کس رنگ میں دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ | سب رنگ میں ہے تو یہہ ترا سب سے بری رنگ
اے شیشہ گران دل کو ٹوٹا جو بنا دے | پیدا کرے پھر اور ہی کچھہ شیشہ گری رنگ
ہے خاک بسر آج خدا جانے چمن کا | دیکھہ آئی ہے کیا جانے نسیم سحری رنگ
کس گل میں یہہ جلوہ ہی کہ اب کنج قفس میں | دکھلاتی ہے میری مجھے بے بال و پری رنگ

کر جامۂ عریانی کو خاکستری سودا
ہو عزم سفر یہاں سے تو ہی یہہ سفری رنگ

پھونک دی ہے عشق کی تپ نے ہمارے تن میں آگ
دہکے ہی جون شعلۂ فانوس پیراہن میں آگ

رنگ گل کچھ بیطرح ٹپکے ہے اے ابر بہار
آشیان میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن مین آگ

لالۂ خودرو نہین ہے خون بنے فرہاد کے
جوش مین آکر لگا دی کوہ کے دامن مین آگ

برج مین ہے دھوم ہوری کی ولیکن تجھ بغیر
یہہ گلال اڑتا نہین بھڑکی ہے اب تن مین آگ

رنگ یاقوت نکا دسکے ہے جو انگارون کی طرح
حسرت لب سے تری ازبس لگی معدن مین آگ

گو بہار آئی کسے سودا بھلا لگتا ہے باغ
یون چمن مین گل نظر پڑتے ہین جون گلخن مین آگ

دل مسخر کر نہین سکتی ہے تیغ و تیر جنگ
ملک تو کچھ یہہ نہین جسکو کرے تسخیر جنگ

یہہ اگر مہر و محبت سے جو ہاتھ آوے تو آوے
اُسکے ہاتھ آنیکی اے پیارے نہین تدبیر جنگ

جنبش ابرو نے مارا اُسکے صبر و قرار
ہووے ہے فیصل کہ جب کھینچے ہے تا شمشیر جنگ

سامنے چہرے کے تیرے مہر و مہ کا ہے یہہ حال
رنگ ہو نازرد کا کرتی ہے جون بے تغیر جنگ

کب سپاہی کام پر آقا کے دیتے اپنا جی
بھوکھ سے کرتا ہے ہو کر زندگی سے سیر جنگ

یہہ نہین ممکن کہ وہ وحشی کسیکا ہووے رام
کرتے ہین آشیر عبث باہم جوان و پیر جنگ

ورنہ پڑا تحریر پر سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکی اُسکی قلم با خامۂ تقدیر جنگ

ردیف لام

سخن عشق نہ گوش دل بیتاب میں ڈال
مت یہہ آتش کدہ اس قطرہ سیماب میں ڈال

ابہی جہپکی ہی پلک اے شور قیامت یہہ بلک
صبح کا وقت ہی ہرگز نہ خلل خواب میں ڈال

لڑکے مغلوب طمع دلکو نہ سن حرف درشت
یہہ بری جیت ہی نہ اس گوہر نایاب میں ڈال

تیغ سان رو سے تو کیونکر نہ کرے اب بیٹھے ہیں
ہم تبا ہستی کی اپنی رہ سیلاب میں ڈال

دسترس ہو سے تو کر مہر کا طرہ مقراض
ساقی کے سامنی دے تجہے شب مہتاب میں ڈال

کوی میخانہ سے رکہہ دل کو کنارے سودا
شیشہ ٹوٹا ہی نہ جا کر رہ احباب میں ڈال

یکدست اگر زمانہ جہان کے کتاے گل
سر کو ہمارے خاک نہ دیوی ہے جا گل

کہتے ہیں اسلئے کہ نہ وا آشناے گل
اے عندلیب دیکہی نہ آخر وفاے گل

دیکہے اگر صفاے بدن کو ترے صبا
کہولے کبہو نہ شرم سے بند قباے گل

ہے شرط دردیون کہ بجز حکم عندلیب
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لاے گل

ہستی ہی نیستی میں جو بہتر نہو مزا
ہنستا ہوا جہان سے ہرگز نہ جاے گل

سودا کہے بہار میں وضع زمانہ دیکہ
اے واے واے بلبل وے ہای ہاے گل

کہینچ شمشیر جلاد دل سے نکال
آج در پر ترے پڑا ہون نڈہال

پان کہا کہا کے آرسی نہ پیچ تو
اپنے ہونٹھون کو دیکہتا ہی لال

اسکے قامت کو صحن گلشن مین
ہو گئے سرو دیکہتے ہی نہال

لے مرے دل کو دیکے اپنا دل
سنگ کو مول یہہ بکے سے ہے لال

واہ واہ بے تماکو والے کے
در سے ہے تو دہا ہمین دکہا کر گال

سبجہ نخل امید سے سودا

جینا چاہے تو کہا یہ توڑ نہ دل

ہووے نہ ملک عشق سے کم رسم داغ دل
روشن رہے ہمیشہ الہی چراغ دل

مانند غنچہ تا کہ پریشان نہووے تو
کب اس جبین کی سیر مین یاد فراغ دل

اس جبین کی سیر مین آیا رہیوین پلکے تل
کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گل کے گل

ہیہ نہو دریا کہ جس سے گذرئے پل باندہ کر
موج چشم عاشقان سے توڑ لیتین پلکے پل

قتل کا کسکے کیا ہی آج ان انکہون نے عزم
کہینچ کر تیغین رہے ہین ابروین قاتلکے دل

عہد مین تجہ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق
ہیچ رہے ہین تس سی لے غربا تساغلا

حل مشکل کرے ہے ہو سودا کی تم ہو یا علی
کہول دو مشکلکشا عقدے مری مشکل کے حل

پوچہہ لیتے ہین ڈر دیدۂ نمناک کے مول
مژہ ترکو بتان لیوین خاشاک کے مول

دل پرخون کو نہ دہ غنچہ لیوے یہ نگہہ
جرعہ ہے ہو جو شیشہ مین تو دے تاک کے مول

زاہدا نقل گہر بار یہ واعظ کے نہ جا
ابلہی تجہے ہی بتیا درادراک کے مول

مرغ دل کے جو شکاری ہین اگر صید حرم
بکنے آوے تو خریدین نہ وہ فتراک کے مول

شوق کسکو ہی پتنگو کے لیا ایکا کر خلق
شیشہ ٹوٹا ہو تو لیوے ہی دل صدچاک کے مول

عکس ہر اپنے سی کہتا ہے لب آئینہ دیکہہ
ان نگینوں کا بتا کیا ہی لے حکاک کے مول

بے زری خلق کو ہی یہ کہ کسیکا کیسہ
کو ہمی کاٹے تو بکے گیہہ ڈالاک کے مول

جنس دل اپنی کے بکنے کو کہون کیا سودا
مفت بر لیگئے وو شیخ دسے آبہ خاک کے مول

ردیف میم

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام / ورنہ ہم بھی تڑپ پھنسے نباہی کے بس تمام
صیاد سے ہوں آئے اثر نالہ منفعل / آتش دی اُس نے دام کو توڑے قفس تمام
اشک آنکھوں سے بہے تو یہ نالے سے دل / جب قافلہ پھٹکے تو ہو بانگ جرس تمام
آتش کو رنگ گل کی صبا نے بہو بہو / جلوائی آشیان کے مرے خار و خس تمام

سودا ہوئی ہے شانے کو زلفوں میں اُسکی راہ
اُس مست نارسا کو بھی کیا دسترس تمام

نہ غرض کفر سے رکھتے ہیں نہ اسلام سے کام / مدعا ہمکو تو ساقی ہے ترا اور جام سے کام
دل نالان کو مرے کیسکے ہے اثر سے کام / کوئی بے چین رہو اپنے اُسے آرام سے کام
کیوں نہ اُٹھ چلے ہر ایک جگہ سے مگر اکر / نہ پڑا اُسکو تری زلف سیہ فام سے کام
ہوں اسیر اُسکا جسے بعد گرفتاری صید / نہ گرفتار سے مطلب ہے نہ دام سے کام
گر اکیلا کہیں ملجائے ہمیں تو دل کا / لیجیے میں مانتا اُس شوخ گل اندام سے کام

جو میں آغاز ترے کام کا دیکھا سودا
وائے وہ دن کہ تجھے اُسکے ہو انجام سے کام

اے اسطرف تری دل گرمی سے جو معلوم / تپاک غیر سے جو ہو گئے ہم ہے وہ معلوم
بھری ہے دل میں ترے اسقدر محبت غیر / کہ جا نہیں مرے کینے کو مہر تو معلوم
نہ زر نہ زور نہ طالع نہ ترے دل میں رحم / جو چاہے تجھے یہ دل کامیاب ہو معلوم
شیشے سے کون گردن کسکے آگے جا فریاد / جو رو تجھی ہے جہان میں سو محکو رو معلوم
عبث ہے مہر کی نت اُٹھیہ ملامت دربے کو / ہے وصل دور ترا میری جست جو معلوم
طبیب اُٹھ مرے بالین سے دے اجلکو ملک / دوا مری یا وہ لب شربتی ہے سو معلوم

خطائی زلف کو تیری کہوں جو مشک ختن | سیاہ فام تو ہے وہ پر ایسی بو معلوم

سخن تو یار بھی سودا بُرا نہیں کہتے
وے جو چاہیں یہہ انداز گفتگو معلوم

کیا مچائی اُٹھنے میری دل کے کاشانے میں دھوم | شور کی جس کے لیئے کعبہ میں بتخانے میں دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دل کے شورش کا علاج | سخت دیوانے کی زنجیر کھلنے میں دھوم

مٹ گئے وہ شور دل کے آہ تب آئی بہار | ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانے میں دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل پانے ہی جوش | رات کو دیکھو ہوئی ہیں جب شمع و پروانے میں دھوم

اسقدر ہیں لاغری میری سے خوش ابنائے دہر | جوں ہلال عید ہے میرے نظر آنے میں دھوم

دلکو سن کو جی میں ترے اب بھلے ہی خیل [illegible] تنک | ہو گئی ہو جیسے دہان اطفال و دیوانے میں دھوم

کیسے اے سودا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یار
تو نے اے کمظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

خانہ سرو و چمن میں آخر اے صیاد ہم | اتنی فرصت دے کہ ہو لیں گل سے ٹک آزاد ہم

خندۂ گل بے نمک فریاد بلبل بے اثر | اس چمن سے آہ جا کر کیا کرینگے یاد ہم

ذبح تو کرنا ہی تک فرصت گلے لگنے کی دے | عید قرباں ہی تجھے دیں مبارکباد ہم

قیس جس دم سے گیا اپنے قدم کے فیض سے | خانۂ زنجیر رکھتے ہیں سدا آباد ہم

نہیں نکل سکتے اسیر ایسے تری کا سر و قد | طوق قمری کی طرح رکھتے ہیں مادر زاد ہم

اے جنوں مصرع ترا سودا کے ہی زنجیر پا نہ
بند سے تیرے نہیں اب ہو سکتے آزاد ہم

لے دیدۂ تر حد سے گزر گئے ہم | ڈر سے جو تھی خشک تر ہو گئے ہم

تجھ عشق سے [illegible] خوش نہ دیکھا | دیکھ ہوتے ہی [illegible] مر گئے ہم

یترا جو ستم ہی اسکی تو جان / اپنی بھی سو خوب کر گئے ہم

یہ قبلہ ترے تھا سو دل سے / سودا کے جو رات گھر گئے ہم

جون شمع لبون تک آ رہا جی / تن تھا سو گداز کر گئے ہم

اتنی بھی پتنگ پیش قدمی / گر شام نہین سحر گئے ہم

ہو گی نہ کسیکو یہ خبر بھی

اس بزم سے اٹھہ کدھر گئے ہم

ردیف نون

ملایم ہو گئین دل پر برہ کی ساعتین کڑیان / پہر نہ کٹنے لگے ان بن نہ کٹتین جن بنا گہڑیان

گتھی نکلین من بخت دلستی تار اشک کی لڑیان / یہ انکھین کیا بلا ہے گلے کی ہار ہو پڑیان

ہنوز آئینہ گرد اس غم سے منہ اپنے کو ملتا ہے / خدا جانے کہ کیا کیا صورتین اس خاک مین گڑیان

گرہ لاکھون ہین غنچونکی صبا الکو تیرے کہولے ہی / نہ سلجہین تجہسے اے آہ سحر اس دل کی گلجہڑیان

دوانا ان لعبتونکا ہون قسم ہے روح مجنونکی / مدار و چوب گل مجکو بغیر از بید کی چہڑیان

چہڑی تلوار یکدیگر گل و بلبل ہی گلشن مین / تمہاری سیج کہو دونو نہین کسی انکہڑیان لڑیان

کہلائی گور شانے سی تم اپنی زلف کی عقدے / نہ سمجہے یہ کسی دل مین ترا رون ہین گرہ پڑیان

تسلی اس دوانیکے تہو جہولی کی تہر دلسی

اگر سودا کو چہڑا ہے تو لڑکو مول لو پڑیان

نہ غنچے گل کے کہلتے ہین نہ نرگس کی کہلین کلیان / چمن مین لیکے خمیازہ کسی نے انکہڑیان ملیان

کہین مہتاب نے دیکہا اس خورشید تابانکو / پہرے ہی ڈہونڈتا سرتبہ جہان آبا دکی گلیان

تبسم یون نمایان ہے مسی آلودہ ہونٹہونسے / نہون ابر سیہ مین اسطرح بجلی کی اچہلیان

لب و لہجہ ترا ساہے کسی خوبان عالم مین / غلط ہے یہ زبانزد یہ کہ سب مصری کی ہین ڈلیان

دوانہ ہو گیا سودا تو آخر ریختہ پڑھ پڑھ کر
نہ مین کہتا تہا اے ظالم کہ یہ باتین ہین ہنسلیان

اتنا ستم نہ کیجے مری جان جان جان | یکسان نہین رہیگا ترا مان مان مان
گذرا ابہی تو چمن سے کہ جاتے ترانہ آج | کہینچے ہے غم سے مرغ گلستان تان تان
آئینہ تک تو دیکہہ کہ خالق نے خاک کو | کیا کیا بنائی صورت انسان سان سان

پوچہا کسی نے مارا تو سودا کو کس لئے
بولا مجہے وہ گہورتے تہا آن آن آن

بلبل چمن مین کسکی ہین یہ بد شرابیان | ٹوٹی پڑی ہین غنچون کی سارے گلابیان
تجہہ کو یہ تا نثار کرین مہر و ماہ کی | لبریز سیم و زر سے ہین دونو رکابیان
صیاد دیکہہ تو کتنے کبوتر کو دام مین | سکہلا دیان ہین دلکی مرے اضطرابیان
افیون مین کر بلا کے تو زاہد پئے شراب | مصری کی دین منگا کے تجہے ہم گلابیان

فرہاد و قیس دونون گئے سودا کا یہ ہے حال
کیا کیا کیان ہین عشق نے خانہ خرابیان

باتین کدہر گئین وہ تری بہولی بہولیان | دل لیکے بولتا ہے جواب یہ بولیان
ہر بات ہی لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز | ہر آن ہے کنایہ و ہر دم ٹہٹہولیان
حیرت نے اسکو بند نہ کرنے دی پہر کبہو | آنکہین جس آرسی نے تری منہہ پہ کہولیان
اندام گل پہ ہو نہ قبا اسکے سے چاک | جون خوش جیون کے تن پہ مسکتی ہین چولیان
ساقی پہنچ کہ تجہہ بن اس ابر بہار مین | پڑتے ہین تگرگ برستی ہین گولیان
لسطر یہ ہووے انکہونکی کاوش دلکو مین | مژگان نہ گڑ سکین تو نگاہین چبہولیان
کیا جانے تجہہ سے انگشت پر حنا | جس بیکہے کے خون مین جاہین ڈبولیان

جون برف ہوگئے ہین خنک آب تابان ہند | اُسکی تو بلکہ گرم ہین کابل کی تولیان

سوداکے دل سے صاف نہ تہی زلف یار
شانے نے بیچ پڑکے گرہ اُسکی کہولیان

تونے سوداکے تئین قتل کیا کہتے ہین | یہہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین
جسے پوچہا کہ دل خستہ کہین دنیا مین | رو دیا اُسنے اور اتنا ہی کہا کہتے ہین
محتسب نے نہ کسی میخانے مین جا اے زاہد | ایک شیشے کو بہی ثابت نہ رکہا کہتے ہین
تو تو اس معنی سے کیا شاد ہوا ہوویگا | پوچہیے اہل دلون سے کہ وہ کیا کہتے

نہ اپنا سوز ہم تجہسے بیان جون شمع کرتے ہین | جو دل خالی کیا چاہین تو آہ سرد بہرتے ہین
جگر اُنکا ہی جو تجہکو صنم کچہہ یاد کرتے ہین | میان ہم تو مسلمان ہین خدا ہی کہتے ڈرتے ہین
کبہی بولین عقیق اور کبہہ نگین لعل ٹہراوین | یہہ ناشاعر ترے ہونٹون کو کیا کیا نام دہرتے ہین
گلی مین اُسکی مت جا بوالہوس آنا کہان نکلنا | قدم رکہنا نہین اُنکو وہان سے سر گذرتے ہین
نہ چارا کر سکے کچہہ ہیچ دریا کی روانی کا | کہین وارستگان زنجیر ہیکر کیسے ٹہرتے ہین
تمنا ہے کسکی غنچون نے دہن لا اے کبہو شبنم | گر انکا موتیون سے منہہ ترے قطرے جو بہرتے ہین
کسیکے مرگ پر اے دل نکیجے چشم تر ہرگز | بہت سا روئیے انکو جو اس جینے پہ مرتے ہین

طرح پیچون کی اپنی گہیرتے سب سوداکی نظرون مین
یہہ بانکے خوبرو جتنے ہین پگڑی پر سنورتے ہین

کس کس طرح سے دیکہین اب اُنکی ادائین | کیدہر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائین
حسرت سے آئینے کا دل کیونکے ہو نہ پانی | شانہ حضور اُسکے زلفون کی لے بلائین

عاشق فنا مین اپنی بہبود جانتے ہین
جی کا زیان جو ہووے تو سود جانتے ہین

غنچے کہلے ہین کیونکر تجھسے صبا چمن مین
واشد کی رسم ہم تو مفقود جانتے ہین

پروانے تک تو پہنچا مکتوب شمع لیکن
ہم راہ نامہ بر کی مسدود جانتے ہین

کچھہ اس سوا ترقی اپنے مین ہم نہ سمجھے
اک دن بدن غم دل افزود جانتے ہین

مجمر کا دخل کیا ہے محفل مین نقشگان کی
بو داغ دلکی اپنی ہم عود جانتے ہین

اپنا چراغ دلکا جبدم سے بجھہ گیا ہے
ہم گہر کو آسمانکے تیرہ و دود جانتے ہین

آئینہ سازی انکو ہے کفر اے سکندر
جو مرد شکل ہستی نابود جانتے ہین

جس خشت کو اٹہا کر دیکھین وہ چشم دل سے
صورت کو اپنی اسمین موجود جانتے ہین

کیا شکر کیا شکایت اپنی ہی شکل سے ہے
دونونسے آپ ہی کو مقصود جانتے ہین

کافر اقدم جنہونے کوئی قناعت اندر
کب مخملو منن جا کر وہ کود جانتے ہین

سودا یہہ کہا مین مجھسے درد دلکے حق مین
کرلی دعا دوا سے ہم سود جانتے ہین

یہہ بات سنکے مجھسے بولا وہ آہ بھر کر
تدبیر ہم بہی یہہ ہی محمود جانتے ہین

لیکن یہہ وہ دعا ہے جسکو اثر کے در کا
گویندگان آمین مردود جانتے ہین

سمجھہ کے باندھا تھا آشیان ہم رہیگا یا آب و تاب گلشن
یہی کہ غنچے نے آنکھہ کھولی خیال گل تھا سو خواب گلشن

نگاہ بھر بھر کے تو جو دیکھے ہی لاسکیگا یہہ تاب گلشن
مجھے ہی ڈر تھا کہ یہہ سجادے چمن سے ہوکر سراب گلشن

طرف ہو نقشے سے تیری منہہ کے بہی تو پایا نہ باغ نے پہل
بہار رسوا خفیف نرگس ذلیل سنبل خراب گلشن

بہار آئی تو اوس سے خوشی ہنین ہے تجھ اپنی دلکو
فسردہ خاطر جو ہووے اُسکو ہی فصل گل مین عذاب گلشن

نہ میل دانے پہ بلبلونکو نہ خوش کرین ہین نہال پانی
پہنچ کہ دیتا ہی عمر اپنی کو آج تجھ بن حباب گلشن

کرے ہی ترغیب مجکو سودا عبث تو گلگشت کی ہمیشہ
جہان تجسے ہی سرزد اونکی سیر کرنیکا باب گلشن

ابھی جو صحن چمن مین جاکر کو اوڑھا تیکے کہول دیجے نہ
جگر کے داغون سے عاشقونکے لگے ہی دینے حساب گلشن

باتین کتنی ہین ہنت منہہ لگے ہنسی منظور ہمین
سو میسر نہوا تا بلب گور ہمین

قدرت اور ونکو ہی سرگرم سخن ہونیکی
ہنین بہرنے کا دم سر دسے مقدور ہمین

کام ہی چشم کا نظارہ نہ بہنا شب وروز
آنکھہ خالق نے رقیبون کو دی ناسور ہمین

ساقیا بزم ہنین آج خلل سے خالی
جام کچھ اور ون سے دیتا ہی تو معمور ہمین

بوسہ ہنس کر ندیا اُنکے سوائی دشنام
سو بھی یہہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہمین

کوئی سمجھے ہی ترے گہر مین ہم آئے کیون
ہو کے مانع تو نکر خلق مین مشہور ہمین

رات حاضر ہوئی سودا کے جو ہم بالین پر
شعر پڑہتا نظر آیا یہہ وہ رنجور ہمین

پہنچے ہم آرزوے وصل مین نزدیک مرگ
سو جیسے مشکل ملاقات ابھی دور ہمین

ڈرتے ڈرتے جو ترے کوچے مین آجاتا ہون
صید خائف کی طرح رو تپفا جاتا ہون

کیون مجھے گھر سے نکالے ہی کہ مین تجکو دکھہ
آپ سے آپ مری جان چلا جاتا ہون

نہ تلطف نہ محبت نہ مروت نہ وفا
سادگی دیکھہ کہ اسیر بہی ملا جاتا ہون

نالواں مرغ ہوں میں اے رفقائے پرواز
اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہا جاتا ہوں

طائر رنگ حنا کی نمط اب اے صیاد
ہوں تو میں ہاتھ میں ترے پہ اڑا جاتا ہوں

کوئی تعمیر کے درپے نہیں میری ہیہات
شکل دیوار خرابی کی گرا جاتا ہوں

فکر موزوں نہیں کرنیکو گرفتار مرے
ہوں میں مضمون تری بات تو میں بندھا جاتا ہوں

سوچتا ہوں اپنے تئیں جوں سخن رفتہ زیاد
گاہ بیگاہ اگر آپ میں آجاتا ہوں

گرم جوشی نکرو مجھسے کہ مانند چنار
اپنے ہی آگ میں میں آپ جلا جاتا ہوں

ہوں میں وہ وحشی رم خوردہ کہ تا دشت عدم
بات کہنے کی ہی تو مانند صبا جاتا ہوں

صفحۂ ہستی پہ اک حرف غلط ہوں سودا
جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اٹھا جاتا ہوں

واشد ہو خرمی سے یہ کیا حساب تجھ بن
ہے زندگی سے اپنی دل کو حجاب تجھ بن

اس برگ خشک آسا جو نخل سے جدا ہو
پھرتا ہوں نالے کرتا ہر سو خراب تجھ بن

جلدی سی تیغ کر مجکو ڈرتا ہوں بے نجاوے
ہوں جس جگہ میں وہاں سے انکھوں کو تاب تجھ بن

بے اختیار منہ سے نکلے ہے نام تیرا
کرتا ہوں جس کسو سے یارے خطاب تجھ بن

مل جا جو چاہتا ہے سودا کی زندگانی
کچھ بطرح سے اسکو ہی اضطراب تجھ بن

گلشن میں یار بن تجھے شرب مدام میں
مانند لالہ خون ہے دل لبریز جام میں

کاٹے ہے قضا بغل میں جو تم ہو کہ مرغ کو
لا دے ہی شاخ سے پر پرواز دام میں

آزادگان کے ننگ ہیں وہ سیاہ بخت
نقش نگین کی طرح سے ہیں قید نام میں

ان خوش قدوں کی چال کا انداز کیا ہوں
ٹھوکر لگے ہے دل کے تئیں جس خرام میں

سودا اسی ہم سخن ہے جس انداز سے وہ شوخ

آتی ہی بو لہو کی مجہے آتش کدے مین

غم کی مے ہمنے جو شب دیکہی بہری شیشہ مین
شور قلقل سے اب آہ سحری شیشہ مین

راز دل فاش کیا مے نے مرا ساقی پر
کچہ نہ دیکہا مین پردہ دری شیشہ مین

مست پرواز ہوا ہی نالہ مرے دیکہیے ہی
طایر رنگ کو بے بال و پری شیشہ مین

بادہ جس روز کہ ساقی ازل بانٹے تہا
نظر ایدہر جو پڑی آگ بہری شیشہ مین

یار کا دل مین ہمارے ہی خیال رفتار
ہم سمجہتے ہین اوسے کبک دری شیشہ مین

ظرف صحبت ہے کہ ساقی تو یہہ کہہ کر دے جام
بے خبر شیشہ گرا کہ آتش ہی تری شیشہ مین

تشنگی اپنی یہہ جا ہی کہ اسے بہر دے
ترے خم ہی مین قطرہ نہ دری شیشہ مین

دل مین جس رنگ سے سودا گذرتی ہی لہر
موج مے کر تسکے جلوہ گری شیشہ مین

ناوک نے ترے صید نہ چھوڑا زمانے مین
تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانے مین

کیونکر نہ چاک گریبان دل کرون
دیکہون ہون تیری زلف کو مین شانے مین

زینت دلیل مفلسی ہے تنگ کمان کو دیکہہ
نقش و نگار جہت نہین کچہ اسکے خانے مین

اے مرغ دل سمجہہ کے تو چشم طمع کو کہول
ورنہ سماے دام جسے ہی وہ دانے مین

چلے مین کہنچ کہنچ کیا قد کو جون کمان
تیر مراد پر نہ بہایا نشانے مین

پایا ہر ایک بات مین اپنی مین یون سبہجے
معنی کو جس طرح سخن عاشقانے مین

دست گرہ گشت کو نہ تزئین کرے فلک
مہندی بندی نہ دیکہی مین انگشت شانے مین

ہم سا تجہے ہی ایک ہمین تجہسے ہین کئی
جا دیکہہ لے تو آپ کو آئینہ خانے مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اڑ گئی تیرے فسانے مین

عاشق کی سی کہے چشم تر دیکھی بن تر ہو نہین
ہین زخمہ کشتی ہو روزون اور رہون مین

پیارے نہ برا مانے تو اک بات کہون مین
کس لطف کی اُمید پہ یہ جور سہون مین

جیب کر جو کہین تجکو تنگ دیکھ رہون نہین
ہر ایک مجھے آکے سناتا ہی کہون مین

یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف
جہوٹی بہی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین

سمجہا نہین خط آنے پہ کوئی ستم یار
سودا اگر اب ایک کہون یا نہ سہون لیکن

چشم ترسے مری کیا رکہتی ہی مطلب آستین
الغرض ایسے جدا ہوتی نہین اب آستین

لخت دل کس دن نہین گرتے ترے دامن کے بیچ
تر نہین ہوتی لہو مین کونسی شب آستین

ہے مجہی اے ابر دریا بار اتنا تو یقین
تجہسے نکلین گے نہی چہار رو نگا نہین اب آستین

تجکو بہی سودا اگر ہے اپنی بیقراری کی شرم
برق ہنستی ہے تجہے رکہہ منہہ پہ جب تب آستین

سوتے ہین ترے گہر کی طرف رو نگرون مین
نا دوستے ترے ملنے کو یکسو نگرون مین

دل دون اسے تجہسے بہی وفا مین جو زبون ہو
خواہش تری لوگو کہ ہو نیکو نگرون مین

دیکہون نہ ترا منہہ کہو اب گل کے مین ہوتے
سنبل کے سوا زلف تری بو نگرون مین

نظارہ کرون نرگس شہلا کو شب و روز
پر دید تری نرگس جادو نگرون مین

سایہ ہو ترا سرو کا جس جا کہ چمن مین
وہان یاد ترا قامت دلجو نگرون مین

عادی ہے ترے کوچے مین جو ہون تر رہ دوئی
کیون اسکے عوض سیر چمن خو نگرون مین

جس جا کہ ہلال مہ عید آ نظر آئے
نا حق بدل اپنے تری ابرو نگرون مین

کٹ تہتے ہوتے لب دیکہون مین تا کس سر شمع
کاکل پہ نگہہ تیری سر مو نگرون مین

میزان خرد مین جو کرون حسن بتان وزن
تجہہ حسن کو باسنگ ترازو نگرون مین

بجھہ وحشی نگہہ سے جو مین اب اپنا لگا دون
دل بستگی کیون اپنی بہ اہو نکرون مین

اب تجھسے ملون جب کہ کیا کر جو قسم تو
آزردہ کسی طرح سے تجکو نکرون مین

سے دوسرے کا شکوہ جو ہر دم تجھے پیدا
ہرگز جگہہ اسکی ترے پہلو نکرون مین

غیر کے پاس بہت اپنا ہی گمان ہے کہ نہین
جلوہ گر یار مرا ورنہ کہان ہے کہ نہین

مہر ہر ذرے مین مجکو ہی نظر آتا ہے
تم ہی ٹک دیکھو تو صاحب نظران ہے کہ نہین

پاس ناموس مجھے عشق کا ہے اے بلبل
ورنہ یہان کون انداز فغان ہے کہ نہین

دل کے ٹکڑون کو بغل بیچ لئے پھرتا ہون
کچھہ علاج انکا بھی اے شیشہ گران ہے کہ نہین

آگے شمشیر تمہاری کے بھلا یہہ گردن
مو سے باریک تر اے خوش کمران ہے کہ نہین

جرم ہے اسکی جفا کا کہ وفا کی تقصیر
کوئی تو بولو میان منہہ مین زبان ہے کہ نہین

پوچھا یکروز مین سودا سے کہ اے آوارہ
ترے رہنے کا معین بھی مکان ہے کہ نہین

ٹک بیک ہو کے بر آشفتہ لگا یہہ کہنے
کچھہ تجھے عقل سے بہرہ بھی میان ہے کہ نہین

دیکھا مین قصر فریدون کے در اوپر اک شخص
حلقہ زن ہو کے پکارا کوئی یہان ہے کہ نہین

ظاہر مین دیکھنے کا کچھہ اسباب ہی نہین
آوے اگر تو خواب مین سو خواب ہی نہین

سجدہ کرون کیونکے تری تیغ کے تلے
ایسی نماز عشق کو محراب ہی نہین

جی تک تو دیکھے ہون کہ جو ہو کارگر کہین
اے آہ کیا کرون نہین پکتا اثر کہین

ہوتی نہین ہے صبح نہ آتی ہے مجکو نیند
جسکو پکارتا ہون سو کہتا ہے مر کہین

ساقی ہے اک تبسم گل فرصت بہار
ظالم بھرے ہے جام تو جلدی سے بھر کہین

پھرنے لگے تو جون کف دریا بہا بہانہ
دامن اگر نچوڑ سے ای ابر تر کہین

جادو بھری ہین چشم تو مست آئینے تو دیکھ
دھڑکے ہی دل اک نہ پلٹے نظر کہین

دل آہ شعلہ یار کے ہر دم پھرے ہی گرد
پروانہ آسکے ہی مری شمع پر کہین

خوناب یون کبھو نہ مری چشم سے تھما
آنکھا نہ جبتک آن کے لخت جگر کہین

منھ تو بھی مجھے لگا دے تو کب جام کیطرح
اتنا بھی واہ وا رے میسر ہو گر کہین

صحبت مین تیری آسکے جون شیشۂ شراب
خالی کرون مین دل کے تئین تھہ کر کہین

(ق) اے دل تو مجھسے کہہ تو کہ مین کیا کرون نثار
آوے کبھو جو حضرت سودا ادھر کہین

انگشتری سی گھر کیطرح غیر سنگ و خشت
گھر مین تو خاک بھی نہین آتی نظر کہین

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون

گریان نہ شکل شیشہ و خندان نہ طرز جام
اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون

تو آپ سی زبان زد عالم ہے ورنہ مین
اک حرف آرزو سو بلب نارسیدہ ہون

کوئی جو پوچھتا ہو یہ کس پر ہے دادخواہ
جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون

تیغ نگاہ چشم کا تیری نہین حریف
ظالم مین قطرۂ مژہ خون چکیدہ ہون

کس سے کرون مین دعوی دل جا کے اے خدا
دل دادۂ زکف رخ دلبر ندیدہ ہون

کرتا ہی جا کے گل کی تسلی چمن مین تو
خون جگر مین بھی تو دامن کشیدہ ہون

غافل ہے کیون تو مری صحبت سی عندلیب
ای بیخبر مین نالۂ حلق بریدہ ہون

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

کیون مین تسکین دل اے یار کرون یا نکرون
نالہ جا کر پس دیوار کرون یا نکرون

سخن سے اکتبات مری نوک زبان تک ہی ہے
پھر سخن تجھسے ستمگار کرون یا نکرون

ناصحا اٹھ مری بالین سے کہ دم گنتا ہے
نالے دل کھول کے دو چار کرون یا نکرون

خواب شیرین مین وہ اور دل مرا مائل ہے اشوق
جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کرون یا نکرون

سخت مشکل ہے کہ ہر بات کنایہ سمجھو
بے زبان میری بھی گفتار کرون یا نکرون

موسم گل ہے مین صیاد سی جا کر پارو
ذکر مرغان گرفتار کرون یا نکرون

حال باطن کا نمایان ہے مرے ظاہر سے
مین زبان اپنی سے اظہار کرون یا نکرون

عہد تھا تجھسے تو پھر عمر وفا کرنیکا
اِن سلوکون پہ جفا کار کرون یا نکرون

کوچۂ یار مین رشک چمن اے سودا
جاکے با دیدہ خونبار کرون یا نکرون

اے تو چھپا کئے جو یہ قلقل ہے شیشہ مین
مے گل رنگ بھی ساقی عجب بلبل ہی شیشہ مین

جو کچھ دیکھا تو چاہے دیکھ لے دو قطرہ می پی کر
[illegible] جام جم احوال جزو کل ہے شیشہ مین

نسبت کر سکی زلفون سے صبا سوئی چمن گذری
گلاب اگر تو ٹک سونگھو بوے سنبل ہے شیشہ مین

کبھی یارون کو خوبان ہوگے کیفی کھول دیتی ہن
نظر کر ٹک پری یا نی صد کاکل ہی شیشہ مین

دو عالم کا تماشا جسکے یک جرعے نے دکھایا
وہ نور چشم بینا کور آگے پل سے شیشہ مین

اذانکا شور بھی کیا کم تھا ہوے مستانے

جو غنچہ طاق مسجد میں ہے وہ بھی غل سے شیشہ میں

بغیر مے جہان کے باغ میں کیا سیر سے حاصل
یقین تو جان سودا حسن یار اک گل ہے شیشہ میں

خانۂ دل کہ ہو خون ہونیکا آئین جس میں / ہے وہ اک بیت کہ ہو معنی رنگین جس میں
ہے وہ بھی گردن عشاق کہ جز تیغ جفا / ہو حمائل نہ کبھو دست نگارین جس میں
وہ خط اوس رو کی کتابی پہ بہم پہنچا ہے / سیکڑوں نقش ستم کے ہیں مقابین جس میں
صاف طینت ہے نہ خوبونکی ہو خاطر میں غبار / زشت رو کا ہی دل آئینے سے ہو کینہ جس میں
ہجر اور وصل سے کچھ کام نہیں ہے ہمکو / بات وہ کیجے کہ تسکین دلکو ہو جس میں
عمر وہ روزہ بھی ختنہ ہے محرم کا سا / کہ دل اپنے کو سدا یاد ہو ہو نہ جس میں

لطف کیا رکھتی ہے اس باغ کی سیر اے سودا
شاخ پر دیکھنے دے گل کو نہ گلچین جس میں

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہیں / ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں
نہ دیکھا جو کچھ جام میں جم نے اپنے / سو اک قطرۂ مے میں ہم دیکھتے ہیں
یہ رنجش میں ہمکو ہے بے اختیاری / تجھے تیری کھا کر قسم دیکھتے ہیں
غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہے مطلب / تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں
حباب لب جو ہیں اے باغبان ہم / چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہیں
نوشتے کو میرے مٹاتے ہیں رو رو / ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھا دے / جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں
مٹا جیسے ہے حرف حرف آلسودہ نیسے / جو نامہ اسے کر رقم دیکھتے ہیں
اگر سے نہیں کام سنبل کی ہمکو / کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہیں

ستم سے کیا تو نے ہمکو یہہ خوگر | کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں

مگر تجھ سے رنجیدہ خاطر ہے سودا
اُسے تیرے کوچے میں کم دیکھتے ہیں

لخت جگر آنکھوں سے سر آن نکلتے ہیں | یہہ دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہیں
تجھ تیر نگہہ کا جن کشتوں کا جہاں مدفن | سبزے کی جگہہ واں سے پیکان نکلتے ہیں
رخ خاک گریبان کا ہے عشق کے خون سے | کیا گھر سے ترے عاشق با شان نکلتے ہیں
یہہ خوبرو اے یار کیا بطن سے مادر کے | سے قتل کا عاشق کے فرمان نکلتے ہیں

مجھ دل سے تری الفت مشکل ہی جاویگی
جسموں سے میاں کچھہ آسان نکلتے ہیں

خوبوں میں دلبری کی روش کم بہت ہے یہاں | خواہاں جان جا سو تو عالم بہت ہے یہاں
غافل نرہ تو اہل تواضع کے حال سے | تیغ و کمان کی طرح خم و چم بہت ہے یہاں
چشم ہوس اُٹھانے تماشے سے جوں حباب | نادیدنی کا دیدہ اکرم بہت ہی یہاں
خون جگر یہ آدم دلوزنہ سے لگا د | صورت معاش خلق کی مرہم بہت ہے یہاں
آنکھوں میں دوں اشک ابر دکو جگہہ وہی | تنگا کرے ہی لیک یہہ گھر نم بہت ہی یہاں
دیکھا جو باغ دہر تو مانند صبح گل | کم فرصتی طلب کی یا ہم بہت ہی یہاں

سودا کہہ اُس سے دل کی تسلی کے واسطے
گوشے سے چشم کے نگہہ کم بہت ہے یہاں

شکل گل ہنسنے تمام اپنا کیا تن دامن | یاد کر تجھ کو بھرا خون سے گلشن دامن
دل کسیکا نہ کسی سے لیتے یارب کہ بہر | سیتے دیکھا نہ محبت کا بسوزن دامن
بوے گل باد صبا کو بخشے کسکی یارب | دور میں ہی دونوں ہم باندہ کے دامن دامن

کہینچنا دیر سے سجدے سے بھی تکرار نہ مجھے
چھوڑے کب بت کی پرستش کا برہمن دامن

پہنچے ناصح کا ہمارے نہ گریبان تک ہاتھ
عشق کا چھوڑ دے جو یہہ دل دشمن دامن

کہا زاہد نے مجھے دختر رز گہر مین نہ رکھہ
پاک زنہار نہین رکھتی ہے یہہ زن دامن

چھوڑ دنیا کو کہ اس مادر بے مہر کا اب
پہر لگا کب نہین تہا نہ ہے سوئی کو دن دامن

عشق فولاد مرا حسن ترا مقناطیس
چھوڑیگا اُسکی کشش کا نہ یہہ آہن دامن

داغ دل پر ہے مرے دم کی یہہ صورت سودا
جیسے چھٹکے ہے کوئی بر در گلخن دامن

ترے پہلو سے جو مجلس مین اٹھ جاتے ہین
شمع رو نظروں مین جون شمع گھٹتے جاتے ہین

جنکے دامن تھے ہماری سو ترے کوچے سے
انکے خرقون کے گریبان پھٹتے جاتے ہین

کہینچ کر تیغ نگہ چرخ پرا ہی نہ مجھے
رات دن زلف کے کیا جلد سلجھتے جاتے ہین

زخم دل قابل مرہم نہ رہا جب کیون یار
رشتے سینے کو تب الفت کے ٹٹتے جاتے ہین

گوشتوارون کی کہان تاب ہے ان کانونکو
گوش گل حب و شبنم سے پہٹتے جاتے ہین

خار رستے نظر آتے ہین گلزار جہان
گل جنہین کہئے سو وہ گل تو چھٹتے جاتے ہین

ابر مژگان کو ترے دیکھ کے ترا سے سودا
سیل بر اک نالے یہہ صحرا مین بہتے جاتے ہین

ردیف واو

چیز کیا ہون جو کرین قتل وہ انکھیان مجکو
پھر گئے دیکھ کے منہ خنجر مژگان مجکو

سیر کرنا ہی خیال اُسکی نگہ کا جیدہر
نظر آتے ہین اُدہر گنج شہیدان مجکو

گل گلزار نہ رحم ہون کسیکے سر پر
جا خوش آتی نہین جز گوشۂ زندان مجکو

ہاتھ کسکا ہے تری زلف کا شانہ سینچ
رات آتے ہین نظر خواب پریشان مجکو

ای نسیم سحری پھر دیکھ ہین دور — لے ہدایت نظر آیا یہہ گلستان مجھکو
ایک گل تک مرے مانع ہنوا جلنے سے — خار نے بہی تر کیا کھینچ کے دامان مجھکو
ایک عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ — پر کبھو مین نہ کہا اُسسے کہ دوران مجھکو
کسکے ملت مین گنون آپ مبتلا ای شیخ — تو مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجھکو
مجھہ مین اور تجھ مین ہے ربط سپند و آتش — اُسکی جوشش نے کیا اُسسے گریزان مجھکو

اور بہی ریختہ دنیا مین ترا لے سودا
جسنے دیوے جو کبھو کاوش دوران مجھکو

ظلم کے تیرے مین گواہ خانہ بخانہ کو بکو — اسکے پھرون ہون دادخواہ خانہ بخانہ
تجکو فقط چراغ شام ڈھونڈتے ہین پھر — پہرتی ہے باد صبح گاہ خانہ بخانہ کو بکو

دل سے اٹہا کے دست صبر منہہ سے ملونگا اسکا خو
پوچہونگا اسکا جا گناہ خانہ بخانہ کو بکو

گر ہے تنک منفعل کوئی مرے نے مرے دل کو — دکہا دے خاک پروانہ یہ گریان شمع محفل کو
ابہی ہے تکمت نعم البدل سے تجکو ہیبر کیا — مجھے اسکا عوض تو کچھ نہ دے پر پہیر دے دلکو

سکہیے نہ اسیری مین اگر ضبط نفس کو — دے آگ ابہی شعلہ آواز قفس کو
بہہ جائے لہو ہوکے دل قافلہ سالار — تعلیم دے نالہ جو مرا بانگ جرس کو
پہنچا ہی نہ داغ جگر تا سر مژگان — تا داب مین رکھتا ہون سدا اگ سے خس کو
پھرتا ہی ادھر زلف مین شانہ تو ادہر دل — یہہ دزد ملایا کبھو خاطر مین عسس کو
ای عشق نہ فرہاد بچا تجھسے نہ پرویز — یا خاک برابر کیا تو ناکس و کس کو
لے سکتے نہین سانس تری کوچے مین — تا خون جگر بیچ مین ہووین نفس کو

ترغیب نکر سیر چمن کی ہمین سودا ہے سیکھ نہین
رغبت دلانا ۱۲
ہر چند ہوا خوب ہی وہان لیک ہوس کو

دیکھے دل تا پتہ سر نہ دھر کر رو
زندگانی کی مت حلاوت کہو

رشتہ محکم نہین محبت کا
دل سے گوہر کو تو نہ اُسمین پرو

گل کو مین جب سے بو کیا بچمن
گل سکے ہی اور ہی دماغ مین بو

جون کہا مین ہون عاشقو مین سے کر
بولا وہ مسکرا کے یہہ نہ کہو

تار ہو نے سنے گوشواری کے
دیکھہ اُسکی صفائی عارض کو

خجل ایسا ہوا کہ اپنے تئین
قطرۂ آب مین دیا ہے ڈبو

سچ ہی یارو اثر ہو صحبت کا
ایک جا گہہ جو مل کے بیٹھین دو

گل جو اُس بیوفا تلک پہنچا
گل نے پیدا کی ویسی ہی خوبو

اب تو دل دے چکا اُسے سودا
آگے قسمت سے ہونی ہو سو ہو

خط اُسکا سادہ لوحون کے پرستارون سی مت پوچھو
عزیزو کفر مجہہ کافر کا دینداروں سے مت پوچھو

نہ استفسار کیجے ہم سے اُس لب کی حلاوت کو
شکر کا ذائقہ خون جگر خوارون سے مت پوچھو

ہمین گر نالۂ کُنج قفس کہئے تو آتا ہے
چمن کے زمزمین کرنا گرفتارون سے مت پوچھو

طلبگار نشان ہمسے ہو اُس خوش قد کے کوچے کے
بہشت و سایۂ طوبے گنہگارون سے مت پوچھو

فراموش ان دنوں ہم شہر یوں دل سے سودا ہی
خبر اُسکی جہان آباد کے یاروں سے مت پوچھو

شیخ نے اُس بت کو جب سجدے میں دیکھا تو کہا
لے چراغ اب تو ڈھونڈتی ہے وہاں نا سحر اسلام کو

سو لے مجھکو تو دو دن یوں اٹھے ہیں سنتھار
چاہے پھر نہیں تو لے کوئی نہ کھونے دام کو

کوہ کن ہے بیجہ جگر کن کے گھر انکا دہ تنگ
قوم میں لب پر نہ لاوے کوئی جسکا نام کو

جھوٹ گر سمجھے نہ تیا وے کسی سے پھر دل
مرغ وہ پھنستا نہیں جو توڑ بھاگے دام کو

جنس دل کتنی ہے ناکارہ ببازار شباب
ایک پوچھے یوں تو بولے وہ بسر انکام کو

کیا کروں پاکیزگی کا سمجھے اُسکے بیان
بھیجوں ہوں خونناب دل سے دھو کے پیغام کو

یہ شفق مت سمجھیو یارو خدا جانے فلک
پونچھے ہی دامن سے کسکے تیغ خون آشام کو

پھر کہیں دل دینے کی ہمنے تو کہائی قسم
دل جو دیتا ہے کوئی تو جان کے آرام کو

کرکے توبہ ناصحا سودا مصلّے کل ہوا
آج پھر لے مصلّا رکھہ گرو دو جام کو

آلودہ قطرات عرق دیکھہ جبین کو
اختر پڑے جہانکے ہیں فلک پر زمین کو

اک صید مرے دلکا ہی بس باندہ بفتراک
ہر صید کے ست خون سے بھر دامن زین کو

آتا ہی تو آشوخ کہ میں روک رہا ہوں
مانند حباب اپنے دم باز پسین کو

دیتی ہی نہیں چین مری اپنے گمان کی
ساتھہ اُسکے میں جاتا ہوں کوئی جا ہے کہیں کو

ہرگز بجہان روسیہی اُسکو نہوتی
لگتا نہ مرے نام سے گر عیب نگین کو

جون دانہ تسبیح ہو ر د ابر کرم حق
زاہد در میخانہ کے ہر خاک نشین کو

اک گل کا چمن میں سنو اگر شور نہیں ہے
دے مرغ گرہ سینے میں فریاد حزین کو

راہب ہے پھر بتکدہ مطعون کے باعث
تلقین نکر اے شیخ تو آتے مجھے دین کو

مطلب کی مرے عرض تو یکبار بھی سودا
ہان نیے نہ جرأت کبھو اس لب سی نہین کو

بادشاہت دو جہانکی بھی جو ہووے مجکو | ترے کوچیکی گدائی سی نہ کھووے مجکو
آنکھہ پھر اسکو ہے نظارۂ خوبان کی بلا | کہین یہ دیدہ تر ڈرون ہون نہ ڈبووے مجکو
کی مین جب عرض تمنا تو یہ بولا ظالم | پھر سے کہے مجھسے جو یہ بات تو رووے مجکو
خرمن برق زدہ کا ہون وہ دانہ کہ مجھے | نکو نئی مرغ چگیگا نہ کوئی بووے مجکو
خشک رکھتے ہی کبھو چشم جو تجھہ بن دامن | آستین چاہیئے ہے خون سے بھگووے مجکو
ق تجھہ کہین گو کہ مخالف مرے حق مین سودا | وہ نہ سمجھے وہ مجھے کہتے ہین جو دیوے مجکو

ہون گریبان دل یار مین الفت کا گل
داغ نہین دامن عصمت پہ جو دہووے مجکو

بس ہو تو رکھون آنکھون مین اس آفت جانکو | اور دیکھنے دون مین نہ زمین زبان کو
جب عزم کرون گھرسے کوئی دوست کا یارو | دشمن ہے مرا وہ جو کہے یہ کہ کہان کو
موجب مری رنجش کا جو پوچھے ہے تو یہ جان | مونہ لگا نہ پھر کھول سکے جون غنچہ دہانکو
ابروسے نتر سے نگہہ یار نے یارو | بے رتبہ کیا تیغ کو خنجر کو سنان کو
اسرار خرابات سی واقف ہو جو زاہد | کعبے سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو
یہ رسم نہین تازہ کچھ اے شیخ جہان مین | جا گہہ حرم دل مین جو بین دیتے بتانکو
ناصح یہ مجھے راست کہے تھا کہ بجز داغ | کیا لیویگا دل دیکے تو ان لالہ رخانکو

دل لگکے دم تیغ کا پیاسا ہے کہ سودا
بسمل کی طرح تڑپے ہے دیکھہ ابرو انکو

خواہی کہ صد سالہ ہو تو خواہ یہین ہو | نزدیک مرے دل سے تو مری جان کہین ہو

دم مارنا بہشا ہی اُسے عشق مین ترے — جس جا دم اول نفس بازپسین ہو
تن چھوڑ کے گذرون تری کوچہ سے کہ غیرت — یہہ چاہیے نہ وہان نقش قدم خاک نشین ہو
ظالم نہ قتل عشاق پہ انداز تبسم — تا زخم شہیدون کے جگر کا نمکین ہو
نا صاف ہے یہہ وضع سی اپنی دل عالم — آئینے کو منہہ سے تجھے تو وہ جبین بجبین ہو
مت دیر و حرم کے تو سمجھ سجدہ جبین پر نا — پتھر ہی کا جب پوجنا آیا تو کہین ہو

سودا کے خیالات مین جھکے ہے خدائی
جو اپنے تخیل مین یہہ چاہے سو وہین ہو

اس دل کو دیکے لون دو جہان یہہ کبھو نہو — سودا نہو وے تب نہ کہ جب اسمین تو نہو
آئینہ وجود و عدم مین اگر ترا — رو درمیان نہو تو کہین ہمکو رو نہو
تار نگاہ و سوزن مژگان یار بن — اپنا جو دل پھٹے تو کسو سے رفو نہو
جھگڑا تو حسن و عشق کا چکتا ہی بیچ — اگر محکمے مین قاضی کے تو روبرو نہو
قطرے کی کھل گئی ہے گرہ ورنہ اے نسیم — شوریدہ دماغ مرغ چمن گل کی بو نہو
گذری سو گذری اہل زمین پر او ہے فلک — آئندہ یہان تلک تو کوئی خوبرو نہو
دل لیکے تجھسے برق کے شعلے کو دیجیے — پر ہے یہہ ڈر کہ اسکی بھی ایسی ہی خو نہو
گل کی نہ تخم مرغ چمن کر سکے تلاش — ہم خام فطرتون سے تری جستجو نہو

سودا بدل سکے قافیہ تو اس غزل کو کہہ
ای بے ادب تو درد سے لب دو بدو نہو

تجھہ بن تو دو جہان سے کچھہ اپنے تئین نہو — ہو وین نہ ہم کہین بھی اگر تو کہین نہو
آزردہ خاطرون کی جو اٹھتو نسے ہم چھپے — پیارے تمہاری ناتہہ کا وہ آستین نہو

دکھلا کے اس کو جو دل آزار کچھ کہو — سنتا نہیں کسی کی مرا یار کچھ کہو

غمزہ ادا نگاہ تبسم ہے دل کا مول — تم بھی اگر ہو اسکے خریدار کچھ کہو

شیریں نے کوہکن سے منگائی نہیں جوے شیر — گر امتحان ہے اسسے بھی دشوار کچھ کہو

ہر آن آ مجھی کو ستاتے ہو ناصحو — سمجھا کے تم اسے بھی تو اکبار کچھ کہو

اے ساکنان کنج قفس صبح کو صبا — سنتی ہیں جائیگی سوے گلزار کچھ کہو

سودا ہوا نعت کا سبب جانتا ہے یار — سمجھیں مخالف اسکو کچھ اغیار کچھ کہو

عالم کی گفت وگو سے تو آتی ہے بوے خون

نیدہ ہی اک نگہ کا گنہگار کچھ کہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو — ہوا ہے ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو

روا ہی کہہ تو بھلا اے سپہر ناانصاف — ریا ہی زہد چھپے راز عشق رسوا ہو

بھرا ہے اسقدر اے ابر دل ہمارا بھی — کہ اک لہر میں روئے زمین دریا ہو

جو مہرباں ہیں سودا کو مغتنم جانیں

سپاہی زادوں سے ملتا ہی دیکھیے کیا ہو

نہ ہو جیو قتل کر نہیں کسو سے بیر ہے اسکو — چلے تلوار تو آب رواں کی سیر ہے اسکو

یہ عاشق پیشہ عہد اسکے میں سمجھتی ہیں نا محکم — نصیحت کرنے سے منظور ہے کہ خیر ہے اسکو

نگار انداز افسانکا ہی وہ کب سے جا صحرا میں — سوا ہے مرغ دل کب سیل وحشت وقت طیر ہے اسکو

سبب آرام دل کا ہے یہ بے الفتی انکی — نہ اپنے سے محبت ہے نہ مہر غیر ہے اسکو

کیا برگشتہ دیں سودا کو کس کافر کی مژگاں نے

کہ سرمہ چشم کا اب خاک راہ دیر ہے اسکو

درد و لطف بیانہ

غیر پہ نت ہی کرم ہم پہ ستم واہ واہ
دیکھہ لیا بس تمہیں تمہیں صنم واہ واہ

مہر کرے یا جفا جس میں ہو اوسکی رضا
اوسکی رضا میں سدا گذرے ہیں ہم واہ واہ

سبز کیا کشت کو برسکے عالم کی تو
ٹک تو ادہر بہی کبہو ابر کرم واہ واہ

خانۂ مشرب کی دیکھہ تازہ بنا کو دہی
کہتے ہیں یکبخت ساکنین دیر و حرم واہ واہ

سبزۂ خط کے ترے وصف میں مجہسے فلک
رشک سے کہتے ہوئے باغ ارم واہ واہ

کہنے لگے جو کوئی ریختہ سودا کی طرح
اوسپہ زمین سے ہو تا لوح و قلم واہ واہ

آ پہنچ ساقی کہ پہر ایام کب آتے ہیں یہہ
فصل گل کے کچھہ گئے دن کچھہ چلے جاتے ہیں یہہ

اسقدر بانکے ہیں اے غافل مری پگڑی کے پیچ
دل مرا اٹکا ہی زلفوں بیچ بل کہاتے ہیں یہہ

کیوں کہے غمازوں سے سمجہوں یوں آکر کہدیتے ہیں یہہ
منہہ لگاتے تم نہیں اور دن یہ بہلاتے ہیں یہہ

دل تو ہی آفت طلب کو رہ جاوے ہیں چشم
جو بلا ملتی ہے انسے اسکو دکہلاتے ہیں یہہ

غیرت عشق آکے اے سودا تو پروانے سے سیکھہ
شمع سے اپنا ہی ملنا دیکھہ جل جاتے ہیں یہہ

یہاں نہ ذرہ ہی چمکتا ہے نقطہ گرد کے ساتہہ
جلوہ گر نور ہے خورشید کا ہر فرد کے ساتہہ

زخم کی طرح زمانے میں تو کاٹ اپنی عمر
خندہ یا گریہ جو کچھہ ہو سو ہو ٹک درد کے ساتہہ

قدر نہیں دولت نے سمی کی تجہکو ورنہ
زر کو نسبت نہیں عاشق کے رخ زرد کے ساتہہ

تیغ چوبی سے کہاں قبضۂ فولاد نصیب
نہیں صاحب جوہر کسی نامرد کے ساتہہ

ہم کہاتے ہیں ترے منہہ سے ہے پند یہ یار
گل نے بلبل کو خریدا ہی زر و درد کے ساتہہ

کس طرح خانۂ گردون کی بنا ہووے نصیب
معنی اس بیت کے اک ہم ہی سو آورد و بیلہ

امن وو دل کو ہو کیجا نہ بلا وو دوران
جوت کہاتی نہیں وہ نرد جو ہو نرد کے ساتہہ

سجدہ م آج چمن میں طلب جو سودا ۔ الا ۔ کچھ اک شعر یہ پڑھتا تھا نہایت درد سے

دل کو جیا ہا کہ میں خالی کروں مانند حباب
ہو گئی جان ہوا ایک نفس سرد کے ساتھ

بار ہا دل کو میں سمجھا کے کہا کیا کیا کچھ
نہ مری سنکے مرا مجھسے کہو اکیا کیا کچھ

غیرت و آبرو و حرمت و دین و ایمان
رو دن کس کس کو میں یارو گیا کیا کیا کچھ عشق

صبر و آرام کہوں یا کہ میں اب ہوش و حواس
ہو گیا اُسکی جدائی میں جدا کیا کیا کچھ

عشق کسن زلف انکا عقرب ہے کہ لگتے ہی تیشیر
دل کے ساتھ انکھوں سے پانی ہو بہا کیا کیا

سادہ روئی نے تو کھویا دل و دین دیکھیں
خط کے آنے میں ہے قسمت کا لکھا کیا کیا کچھ

دخل کیا راہ محبت میں نکونامی کا
آیا اس کوچے میں جو اُسنے گنوا کیا کیا کچھ

غمزہ مست ہو جو رمانے سے تری بن آئے
تھا وہ کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ

شادی آنیکی نکر یار نہ جانیکا غم
آیا کیا کیا نہ کچھ اس جا نگیا کیا کیا کچھ

سینہ قانون غم نالہ و دل ہے مضراب
نکلے ہے ساز محبت سے صدا کیا کیا کچھ

وسعت حق میں ترقی و تنزل اپنے
کیا کہیں ہم کہ زمانہ سے ہوا کیا کیا کچھ

ضعف و ناطاقتی و سستی اعضا ہر دم
ایک گھٹنے میں جوانی کے بڑھا کیا کیا کچھ

سیر کی قدرت خالق کی بتان میں سودا
مشت پر خاک میں جلوہ ہی بھرا کیا کیا کچھ

نیستی نہی جا بکجا سو گئی جام جم کے ساتھ
وابستہ ہے طلسم جہان اپنے دم کے ساتھ

اکٹھا ہوا نہ قافلہ دنیا میں اس سوا
جو یہان سے اٹھ چلا سو گیا ورد عدم کے ساتھ

کیا رہا خرمی سے کہ مانند نقل اشک
پانی سے پرورش ہے تری الم کے ساتھ

سے مردہ کرے نہ نکہ جو اس سے کرم کے ساتھ
مانند شمع سر ہی لگا کر قدم کے ساتھ

یون چاہے اُنہین سے جنہین عزم سلطنت | یار پر یا سریر ہو یا سر علم کے ساتھہ
پروانۂ تجلی وحدت ہو اور دیکھہ | نور چراغ دیر نے شمع حرم کے ساتھہ
سنے ہی چلے ہو دل کو تو خاطر مین ترے ہے | اک وقت مین پلا تہا یہہ ناز و نعم کے ساتھہ
ہے تخم دل زمین محبت مین تک سلوک | اپر مزہ ضرور ہے کشت الم کے ساتھہ

سودا غلام لطف و محبت ہے ورنہ یہان
کتنے اوسے خریدا ہی دام و درم کے ساتھہ

مجھہ سے یہ لئے پہرنا تلوار بہت تحفہ | مقتول کے قتل اوپر اصرار بہت تحفہ
بیمار کو تجھہ غم کے دینی تہی دوا کوئی | کیا کہئے غرض تہے وہ غمخوار بہت تحفہ
دیکھے سے شفا جنکے ہوتی ہی مریضونکو | رہتا ہے ان انکہونکا بیمار بہت تحفہ
احوال مرا کہہ کہہ مغرور کیا اُسکو | اغیار تو تہی ہی تھے پر یار بہت تحفہ
دل معنی رنگین سے لبریز ہے سودا کا | اُس غنچہ مین بہولی ہے گلزار بہت تحفہ
وہ شوخ کہ لب جسکے ہین تشنۂ خون ناحق | بوسے کی طلب اُس سے ہر بار بہت تحفہ
سودا سے کہا مینے کچھہ ہم تجھے سمجھے تہے | پر تو تو نظر آیا اے یار بہت تحفہ
راز اپنے چھپا ہمسے غماز سے کہہ دینے | اخفا تو عجب تہا ہی اظہار بہت تحفہ
معقول ہین یہہ باتین ہو جسمین بہوجی لو | ہے زندگی اپنی سے بیزار بہت تحفہ

سنکر یہہ سخن مجھسے بولا متبسم ہو
دیوانے تو ہم نے ہی ہشیار بہت تحفہ

جب خوش ہو تو دے گالی اکبار سو یہہ تحفہ | رنجش تو کہون کسسے ہی پیار سو یہہ تحفہ
جب ہو تو یہ ہی دلمین لو مے تو زبان اوپر | خاموشی مین وہ خوبی گفتار سو یہہ تحفہ
اُس دلکو شفا کیونکر تجھہ عشق کے تب سے ہو | آزار گئے سب اتنا بیمار سو یہہ تحفہ

ہر دم ہے تجھ سے لائے ہیں جہان بجان تجھکو
غم ہے اسے کی وہ صورت غمخوار سو یہ تحفہ

صبر و دل و دین طاقت دیکھا ہے اور سر کے
ہیں جگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ

اب شیخ کی سبح وجہ پر کیونکر نہ ہنسین انت
ڈارے ہی سو وہ مادر دستار سو یہ تحفہ

سن نظم کو سودا کی منہہ پھیر لگا کہنے
آفاق میں وہ مشہور اشعار سو یہ تحفہ

حسن سے اسکے آسے دے ہے خبر آئینہ
در پے جان ہمارے ہے مگر آئینہ

عشق سے صاف دلونکو نہیں ناز ہے نسبت
رہے تھا سنگ میں پہلو ہی شرر آئینہ

منعکس جب سے ہے خورشید سی منہہ کا تیرے
سمجھے ہے آپ کو ہم چشم قمر آئینہ

پانی بھر آوے ہے آگے ترے اسکے منہہ میں
دیکھے ہے تجھکو باندازِ دگر آئینہ

عکس پڑتا ہے ترے سیب ذقن کا جسمین
حسن کے باغ سے پاتا ہے ثمر آئینہ

خود نمائی پہ سدا اہل جہان کی سودا
دیدہ پر آب ہو کرتا ہی نظر آئینہ

میکدہ ہی میں نہ آ بادہ کشان ہی شیشہ
ہمنے جب سنگ میں دیکھا تو نہان ہے شیشہ

مے پیا کر جو ترقی ہو تری بخشش میں
تیغ ہمت کے تئیں سنگ فسان ہے شیشہ

دیکھہ کر بزم میں یارونکی نشست و برخاست
شور قلقل نہیں لب بر زفغان ہے شیشہ

چشم نمناک و دل پر میں رکھوں ہوں جیسے
جام کیدھر ہی مرے پاس کہاں ہے شیشہ

آگے ساقی نہ ستا مجھکو تو او دیرے راہ
ساغر عیش ہو جیدھر کو جہان ہے شیشہ

بادہ پیتے نہیں محبوب سوا ہم سودا
عاشقو نکا گرو حسن بتان ہے شیشہ

ہے زلف میں دل میرا مت کیجیو تو شانہ
زنجیر نہ کھل جاوے ہے سخت یہ دیوانہ

مین تجھسے نہ کہتا تہا مت گھر سی تو نکلا کر
اب شور قیامت سے گھبرا ہی دو رجانہ

اے آتش گل تو ہی کر خس کو مرے اپنا
ہرچند مین گلشن مین ہون سبزہ بیگانہ

کعبے کی زیارت کو اے شیخ مین نہ جونگا
مستی سے مجھی بھولی جب راہ میخانہ

تنہا نہ ہمارا ہی مضحک ہے تو اے زاہد
کہیدی تری زاری پر ہنستا ہی سدا افسانہ

ور خلق کا مین منہہ پر باندھے حباب آسا
تا دم ہے نکھولونگا ہرگز رگ کاشانہ

ہرچند کہ سب عاشق مضبوط جوانے ہین
اٹھتا ہے دھوان حسن سے سودا سے مستانہ

آتی ہے اٹھہ گیا ساقی مرا بہی پر ہو پیمانہ
الہی کسطرح دیکھون مین کن انکھون سے میخانہ

تباہی اٹھہ گئی یارو غزل کے خوب کہنے کی
گیا مضمون جو تہا سی رہا سودا سو مستانہ

کہان وہ نور کہ شمس و قمر مین ہے شعلہ
جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہے شعلہ

نظر کرو وہ بنا گوش گوشوارون مین
کہ بحر حسن کے ہر ایک گہر مین ہے شعلہ

غضب جو ذرہ دل اسکے ہو تو کم منت جان
کہ سنگ مین ہی شرار اور شرر مین ہے شعلہ

شرر سی کم نہین آتا ہی گرم قطرہ اشک تا بشکل
یہ عاشقون کی نگہ چشم تر مین ہے شعلہ

سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا
تر سے بہی ای نفس سرد اثر مین ہے شعلہ

سدا تلاش مین یارو اس آتشین خو کی
یہ رات دن مہ و خور کا سفر مین ہے شعلہ

نہ دی تو نالے کی تکلیف ہم صفیر مجھسے
کہ نالہ بیان نہین اس مشت پر مین ہے شعلہ

یہ تکمے کی ہی جھلک یار کے گریبان بیچ
کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہے شعلہ

بتان کا عشق بہی سودا بڑا ہے شعبدہ باز
کہ دل کی سوخت کو اسکے نظر مین ہے شعلہ

شیخ تو کعبے کو پہنچے ہی خرابات کی راہ
محرم دل کو جو پہنچا سو خرابات کی راہ

سر گزارش فیت مین نہین وعدہ خلافی یارب
گئنے روکی ہی مرے قبلۂ حاجات کی راہ

زلف کے پہرنے سی دل چاہ وتن مین دوبا
اسلئے کہتے مین چلتی ہی بڑی انکی راہ

بہوت نکلے ہن مری لیتے قدم سے غبار
آہ پیدا نہوئی اس سے یہ ملاقات کی راہ

اے دل اسکے تو نہو بات نکرنے سی ملول
وہ دہن تنگ ہی اتنا کہ نہین بات کی راہ

ناصحو دل تو کدہر آئے یہ دیا ہین اسکو
پر نہ سمجہو زرہ عشق مدارات کی راہ

کس صنم سے یہہ بہلایا ہی طریق دین کو
اپنی زاہد نے فراموش کی اوقات کی راہ

بار آ پہرنے سے تو کوئی بتان کے سودا
جب نہ تب چلتے ہین دیکہا تجہے آفات کی راہ

تجہہ حسن کا یون مجہکو مری جان ہے شعلہ
جیسے کہ سر اک گبر کا ایمان ہے شعلہ

جلتا ہون سدا ہاتہہ مین سائے کے اٹہے دیکہہ
اپنے تو لئے زلف پریشان ہے شعلہ

یون اٹہہ گیا جان سوختہ محفل سے کہ ہر شب
لگ لگ کے گلے شمع کے گریان ہی شعلہ

شعلہ کا یہہ احوال ہے تجہہ حسن کے آگے
تصویر کی جون شمع کا حیران ہے شعلہ

دیکہین مین شب عشق سے جسطرح ہر عضو
مین کیا کہون گویا یہ نیستان ہے شعلہ

ہے زیست کا اپنے تو سبب داغ ہی شمع
جون زندگی تیری کا نگہبان ہے شعلہ

رعد اسکو نہ سمجہو نہین کبہو جو سے کسیکے
اکثر فلک برق کا نالان ہے شعلہ

گر آتش گل کا چمنستان جہان مین
اے باد سحر تیرے بفرمان ہے شعلہ

سودا کا بہی سینہ ہی وہ آتشکدہ جسمین
محکوم دم سرد کا ہر آن ہے شعلہ

ردیف یا

ہمارے نعرہ کے پہلو سی دین کی راہ یاد آوے
صنم رکھتے ہیں جسکو دیکھ کر اللہ یاد آوے

پیام اپنا تو دیا ہی نامہ بر کو اسکے یا قسمت
دو چار اشکی ہوئی پر خواہ ہووے خواہ یاد آوے

نہ ہووے چشمۂ آب بقا پر تشنہ لب یا نی
زنخدان کا کسیکے گر اسی دنان چاہ یاد آوے

لگے کسطرح جی فردوس میں بخشیں کہ بن یہہ چہرہ
خدائی محو ہو خاطر سے جسدم آہ یاد آوے

برہمن آکے گر دیکھے ترے پردے مخطط کو
تو تو بہی اسکو کلام اللہ یاد آوے

اگر کیسا ہی کوئی مہر وش خستہ رہا ہووے
جہان تاریک ہو نظروں میں گر وہ ماہ یاد آوے

فراموش اب کرے سودا انکو نکر شعر کہنے کو
کہ جو شخص اب کوئی گاہ ہووے گاہ یاد آوے

غنچے سی مسکرا کے اسی زار کر چلے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے

پھرتے ہو باغ سی تو لیکارے سی عندلیب
صبح بہار گل پہ شب تار کر چلے

آنکھتے ہوئی جو در سے لی در کی راہ
تسبیح شیخ شہر کی زنار کر چلے

آئی جو بزم میں تو اتھا چہرے سے نقاب
پروانے ہی کو شمع سے بیزار کر چلے

آزاد کرتے تم ہمیں قید حیات سے
اسکے عوض جو دلکو گرفتار کر چلے

اٹھ کر ہمارے پاس سے گہر تک رقیب کے
پہنچیگا وہ کوئی جو ہمیں مار کر چلے

تو خوش رہو گہر اپنے میں جس بکل سی تم
دو چار نالے ہم پس دیوار کر چلے

اندوہ غم نے کیا عزم جب ادہر
ہمکو عدم سے قافلہ سالار کر چلے

سودا اپنے خون کی دیت تم سے
چاہی تو اتنی بات سی انکار کر چلے

پیارے خدا کے واسطے تک اپنے دل کے بیچ
انصاف تو کرو یہ کسے مار کر چلے

سودا کی مرے جسکو تدبر نظر آئی
شمشیر کے جوہر کی زنجیر نظر آئی

مقتل پہ مرے اگر انصاف نگاہ کیجے
تقصیر سے یہاں اسکے تعزیر نظر آئی

نامے کا جواب اپنے آتے کبھو دیکھا
قاصد ہی کی جھولوں میں شمشیر نظر آئی

کرتے ہو دوا اب بیمار غم اپنے کا
جب کام ہوا آخر تدبیر نظر آئی

دل پھر نہیں سکتے تجھسے وہ دعا ہرگز
جیسے کہ نہیں پھرتی تقدیر نظر آئی

ہے گردش چشم اسکی حلقہ در محشر کا
موج خط پیشانی زنجیر نظر آئی

اس باغ میں اک گل کو خنداں نہ کبھیں دیکھا
سو غنچے کی واں صورت دلگیر نظر آئی

کی عمر عبث ضائع خدمت میں بہو سکی
خاک اپنی ہی جب جانی اکسیر نظر آئی

دیکھی نہ بنا جیسے وہ قصر فریدون کی
جو اپنی خرابے کی تعمیر نظر آئی

صنعت کی مصور نے کھولا جو مرقع کو
ایک اسمیں نہ تیری سی تصویر نظر آئی

اس الف کو جب دیکھا ہیں ہاتھ میں سودا کے
زنجیرے ہوی ہاتھی کی زنجیر نظر آئی

جھڑکی تو بد تو نے مبادات ہو گئی
گالی کبھو نہ دی تھی سو اب بات ہو گئی

باقی ہے مار کھانی اب آگے سو آج کل
سن تو گئے تم اسسے تھی کہ ادا ہو گئی

اب تو میں چھوڑنے کا نہیں اسکو ناصحا
ہونی جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی

بس اب ستم سے درگذر اے یار تا کجا
اعمال دل مرے کی مکافات ہو گئی

پیغام بر نے دیر لگائی تو ہے وہلے
ڈرتے سکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی

مستی سے اس نگاہ کی اے محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

ملنا ترا اک سے میں کیا بیان کروں
عالم سے مجکو ترک ملاقات ہو گئی

یارو وہ چشم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظروں میں سو طرح کی حکایات ہو گئی

سودا کسیکو وہ تو ستاوے نہ بے سبب

کیا جانے کہ مجھ سے ہی کیا بات ہوگئی

تیری ان انکھڑیوں نے زمانے کدھر گئے
بے مروتوں سے خانۂ زنجیر بے صدا

کیا جانئے کہاں ہیں سنجانے کدھر گئے
معلوم ہی نہیں کہ وہ اسنے کدھر گئے

مجھسے لالچ یہ ارادہ کچھ اگر اسکا ہے
آگے کیا چیز رہی جسکو بتاؤں میں بات
جان لیکیا ہی اگر وہ تو ہے بندہ حاضر
کیا مزاج اسکا بتاؤں کہ عجب آتش ہے
حسن سے اسکے ہی ان دونوں کا جھگڑا
کیا ہی تجھہ حسن کو تیر نگہ سے خطر
مہمان خانۂ آفت ہی جسے کہتے ہیں دل
میں نہ کہتا تھا دلا اسسے نہ لگ چلنا تو
پر کسیکا نہ پڑے کوچے میں اسکے قدم
نشتر پایا ہی رگ جان بندی خون نے اسکی
چشم پر آب سے سودا کے تڑپکا کیوا
اے اب فایدہ کیا ہی کہ زبانی تیری
حال جو اب ہے پھر ترا نہیں سکی تقصیر

گھر میں جو کچھ ہی سمیت اپنے یہہ گھر اسکا ہے
نہیں معلوم جو منظور نظر اسکا ہے
دل اسی دیوے جو کوئی تو جگر اسکا ہے
شعلۂ طور یہی شاید کہ شرر اسکا ہے
تمسے جس چشم نہ اسکا نہ ثمر اسکا ہے
داغ اس دل پہ جو ہے سینہ سپر اسکا ہے
حلقۂ جس چشم کا دیکھا سو وہ در اسکا ہے
بات جو سودا کی مانے نہ ضرر اسکا ہے
جو دم تیغ پہ چلتا ہو گذر اسکا ہے
اسقدر دل میں خلایق کے خطر اسکا ہے
صورت آئنہ کچھ دیدۂ تر اسکا ہے
شام اسکا ہے گلہ شکوہ سحر اسکا ہے
تخم بویا تھا جو تونے یہہ ثمر اسکا ہے

اسکے ہی دن بہار کے یوں ہیں چلے گئے
یوں جیسے ہی پھول وصل کی خبر اتو عندلیب

پھر پھر گل آچکے پہ سجن تم چلے گئے
تو نے تجھ سے خزاں ہوئی تو بھلے گئے

دل چراکے تب گیسو رہا نے سے کچہ دیا
جسکو دیا کچہ اسمین سے وے کچہ لے گئے

اے شمع دل گداز کیسکا ہوکے تشب
پروانہ داغ تجہسے ہوا ہم جلے گئے

سودا کوئی بہی دیوے ہے انسان دل اٹہا ہاتہ
لاکہون ہین دل قدم تلے جسکے ملے گئے

مارے گو تری ہی زلف کے لاکہون جتن کئے
لیکن ڈسا ہو کالے نے جسکو سو کیا جئے

تہمت ہمارے خون کی جرّاح کو نہ دو
ہے بیطرح یہہ زخم کہو اسکو مت سئے

سلگا نہ کاروان ترے نالے سے اے جرس
ہمنے تو ایسے قافلے لاکہون جلا دئے

اڑنے اب اس چمن سے کہ موج نسیم نے
خاشاک آشیان مرے سب بہا دئے

آخر اڑا دیگی زر گل مفت مین صبا
اے غنچہ فکر جمع سے مت خون دل پئے

سودا جہان مین آکے کوئی کچہ نہ لے گیا
جاتا ہون ایک مین دل پر آرزو لئے

صورت مین تو کہتا نہین ایسا کوئی کب ہے
اک دبیح ہے کہ وہ قہر ہے آفت ہے غضب ہے

کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الہی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے

یوسف تجہے کہتے زلیخا تو کہون کیا
عاشق وہ ہوئی دہان کہ جہان جائے ادب ہے

اک طرز ہولت جانیکی دیکہے تو کہون مین
ہے جو حرکت جان کے غارتگر سب ہے

تجہہ بن مری نظرون مین یہہ رنگ ہے عالم
ہر روز مری آنکہون مین ساونکی سی شب ہے

توڑا جو مرا شیشۂ دل ہنسکے یہہ بولا
مت کڑہہ کہ یہ از شیشہ گران سنگ طلب ہے

دشنام تو دینے کی قسم کہائی ہے لیکن
جب دیکہے ہے وہ مجکو تو اک جنبش لب ہے

یعقوب ترے عہد مین یوسف کو جو روتا
کہتا مین کہ یہہ فہم پیمبر سے عجب ہے

کہتے ہین جسے عشق سو وہ خبط ہے سودا

ستا ہون کچہ نہیں سکا ہون

جون ذات خدا حجاب اور نسب سی

جدا جدا ہی سمجھان آن بان ہے سبکی
یہ مشت خاک مین جا کہ نہ دان ہے سبکی

سمجھ نہ دوستی مین زندگی خضر کا جول
کہ عمر دوستی تا امتحان ہے سبکی

زبان فرض ہے کہ بیلنے مین جسکے ہو تجھ فیض
وگرنہ یون حرکت مین زبان ہے سبکی

بتاؤ دین ہے مین اپنے ہون آپ ہے حکم
کہ ذات حق جو ہے وہ پاسبان ہے سبکی

جو ناز پوچھو تو دل ہے ہی جبین پر اک سے
ادا جو دیکھو تو ہوا ہان جان ہے سبکی

مآل پر حرم ماضی و حال و استقبال
سنا تو ایک سی کچھ داستان ہے سبکی

نہ دیویو زد و بیچنے کا شکوہ کر سودا
تو زور ایک فلک جبین نان ہے سبکی

ہم ہین وارستہ محبت کی مددگاری سے
سب ہے آزاد جو ہی دل کی گرفتاری سے

سبب غفلت پیری ہے فقط عیش شباب
خواب آور ہو سحر رات کی بیداری سے

تجھ طلب مین یہ کھوا آپ کو مین کہ ہر آن
طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری سے

می پرستی ہی مری باعث آمرزش خلق
تو بہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے

شکوہ ہی جور و جفا کا ترے کس کافر کو
مجھ پہ جو گذری سو میری ہی وفاداری سے

ایک کیا مین ہی تمہارا ہون جفا کش عاشق
جور کرنے سے ہو خوگر تو میان یاری سے

کام دل جب تئین سب تجھ سے ہمارا حاصل
کام اپنا تو ہوا جا سے ہی بیکاری سے

بیچنے گر شہر بتان مین تو پرے اے سودا
رہیو بازار محبت کی خریداری سے

جو گل بہی یہان سو اس گل عذار سا تہ ہی
کیا گل ہی وہ کہ جسکی یہ گلزار سا تہ ہے

خاموش عندلیب جین تجھسکیا بحث
اپنا سخن تو زاغ گرفتار سا تہ ہے

عقدہ نہ یہ کھلا کہ مرے دل سا ہو واں — تجھ زلف کے بند تا ہوا اک تار ساتھ ہی
پیغام اشک نگہ کا کہ جبین ہے پرے مہر — کیا عاشقین کے آخری دیدار ساتھ ہے

سو اسکے ہاتھ کیونکے لگے وہ متاع حسن
سے نکلین جسکو گھر سے تو بازار ساتھ ہے

جب اپنے بند قبا تم نے جان کھول دئے — صبا نے باغ مین جا گل کے کان کھول دئے
چمن مین کسکی مدارات تھی بتا تو نسیم — کہ صبح غنچون کے تین عطر دان کھولدئے
پھین یہ سرمہ دنبالہ دار مژگان سے — دلون پہ ہو کے صف آرا سنان کھولدئے
نین کو موند کے سنتا تھا قصہ عالم — لگے جو کہنے مری داستان کھول دئے
تھے عقد غنچون کے دل مین ظرف سے بلبل کر — نسیم صبح نے آ درمیان کھول دئے
سمجھ کے باندھیو صیاد بال و پر میرے — کریگا کبھی نہ یہ کوئی ندان کھول دئے

سواد نے تری وادی کے کبھو سودا
کو ارّجانی کے اے مہربان کھول دئے

ساون کے بادلون کی طرح سے بھرے ہوئے — یہ وہ نین ہین جنسے کہ جنگل ہرے ہوئے
اے دل یہ کسکی بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک — لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
پلکین تری کہان نہ صف آرا ہوئین وہان — افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے
انکھون کو تیری کیونکے نہ بانٹین یہ غزال — جاتے ہین میرے دل کی زراعت چرے ہوئے
ڈھونڈھی کی جیب بر دامن سے یہ [illegible] پکڑ کر — لڑکے مجھ آنسوونکی نیت مگر بھرے ہوئے
انصاف کسکو سونپئے اپنا بجز خدا — منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے
سر دو کلک اپنے [illegible] مت کر سخن کو منع — ہین لاکھ کو سب حبت سر دستی دھرے ہوئے
مجلس مین جو [illegible] حرف سے سنتے جی — آئی تو یہ حد نے کہا سخن ہوئے

سودا نکل نہ گھر سے کہ اب تجھکو ڈھونڈتے
لڑکے پھرین ہین پتھرون سے جھولی بھرے ہوئے

جب ان انکھونکا غمزہ برسر بیداد آتا ہے
قضا سے قتل عالم کے لئے استاد آتا ہے

خیال لب سے یون تقویت دلکو کروانگا
اثر جیسے طبیعت کے لئے امداد آتا ہے

سنا یا ہی برس کر اسکو کس عاشق کی تربت نے
کہ یون ابر سیہ کرتا ہوا فریاد آتا ہے

دہن غنچے کا جب دیکھون ہون گوش گل کے غنچے نے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے

نہین تجہہ دل کے نرمانیکا میری آہ مین جوہر
وگرنہ آب کر دینا اسے فولاد آتا ہے

عروس معنی کی تصویر کہنچ آتی ہے سوداکو
کوئی خاطر مین اسکی مانی و بہزاد آتا ہے

جو طبیب اپنا تہا دل اسکا کسی بیزار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسے آپ ہی بیمار ہے

خندہ زن ہین بلبل و پروانہ میرے حال پر
زعفرانی جب سے اسکا چہرہ گلنار ہے

کیونکے سر سوئے چمن رکھون جون ابر بہار
گلکو اپنے دیکھتا ہون بلبل گلزار ہے

دردسی اپنے کرون فریاد کسکے سامنے
درد رس کا آہ و نالہ آسمان سے پار ہے

اشک کا قطرہ تہا انکھون سے جبکے روشناس
اسکی نیرنگ فلک سے ہر پلک خونبار ہے

کیا کہون مین حال شبخوابی کہ ظالم روز و شب
اپنے چاہنے کے طالع کی طرح بیدار ہے

دیکھکر جس مہر وش کو صبر ہنگام ادا
پیشکش اپنا گریبان کرنہین لاچار ہے

صبح یون نکلے ہی وہ گھر سے کہ جون خط شعاع
جیب کا بکھرا ہوا چہاتی پہ سر اک تار ہے

دل مین جانیکا جو صحرا کی طرف کہتا عزم
جاتی ہے اس سمت دیوانہ صد سر کہسار ہے

گرد پیش آستان فخرزان اسکے خورشید و قمر
کوئی کرتا ہی سماجت کوئی منت دار ہے

وہ صنم جسکو رگ گل سے بہی ہوتی ہے تعلق
سجدہ گاہ سنگ ہی یا بوسہ گاہ خار ہے

سالکان شہر جب یہ دیکھتے ہیں ماجرا
ہاتھ اپنے کو چھین ہے تو وہ اسے اس بازار سے

گوہر کو جوہری صراف زر کو پرکھیے
ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھیے

وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو کسی کا
جبکا نہ بیم ہووے اوسکی نظر کو پرکھیے

جوہر نہووے حسین جوہر شناس کب ہے
جو صاحب ہنر ہووے ہی ہنر کو پرکھیے

وزن سخن کے خواہان ہووے یار ہیں جہان میں
جن میں نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھیے

خاطر میں وہ نلاوے رکھا ہے ابر نیسان
جو قطرہ ہاے اشک مژگان تر کو پرکھیے

سمجھے کہ چشم عاشق یاقوت کا ہے معدن
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھیے

قدر سخن کو لیوے پر کہاں آدمی ہے
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پرکھیے

خورشید رو نے پیارے لی تجھ سے بینوائی
رنگینی ذ بر دست وا بر دسکو صفا بتائی

بت اپنے کے مقابل صورت ہی دکھائی
ہوا کطرف اگر وہ ادھر اکطرف خدائی

کوچے سے شیخ اسکے گذرا تو دیکھتے ہی
جز سجدہ کرتے اسکو کچھ اور بن نہ آئی

منت تو لاکھ کیجیے پر جو غرور وہان ہے
منت غریب اسکے عہدے سے کب برآئی

تا ناخن ہلال سے عید کھیتے دیکھا
تیور کی گانٹھ اسکو کچھ پاس آشنائی

انکھوں میں نم ہمارے جبتک تھا ملے تھا
رو نے نے دمبدم کے وہ بات بھی ڈبائی

مدبر نہو جو شکوہ سر جا کر دن ہون تیرا
کچھ اپنی میں اسی میں مطلب کی بات پائی

کرتا ہون جانفشانی کیا کیا رقیب برمیں
لیکن نہیں ہے اسکو کچھ پاس آشنائی

تھی سرد مہری اسکی آب حیات دلکو
جھوٹے تپاک نے تو کچھ آگ سی لگائی

رکھوں قدم نہ اسکے کوچے میں گو کہ کچھ ہو
مجھکو تو آپ نے اپنے سر کی قسم دلائی

بندی سے حال سحر تو نامح کو کیا خبر تھا
یہہ سولی بہیڑ تھے میرے لئے جگائی

منت سماجت الحاح سب سے کیا پر اپنی
یارو کسیطرح سے امید بر نہ آئی

اب طشت و تیغ لیکر جاتا ہوں پاس اسکے
اک بات رہ گئی ہے یہہ بخت آزمائی

وقت اخیر سودا بالین پہ اسکے رو رو
بیٹھا ہوا کہے تھا سر دوست یار بھائی

مرضی اگر ہو تیری جا اسکو ہم سلے آوین
دوری نے جسکی صورت تیری یہہ کچھ بنائی

شنکر یہہ بات بولا اتنا ہی آہ بھر کر
سے نزع میں اذیت بیمار کو دوائی

اگر تجھ میں ہے وفا تو جفا کار کون ہے
دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہے

پامال ہوں مدتوں سے ترے سایہ کے تلے
پوچھا نہ یہہ کبھو پس دیوار کون ہے

ہر شب شراب خوار ہو ہر اک دن سیاہ مست
آشفتہ زلف لٹ پٹی دستار کون ہے

سودا کو جرم عشق سے کرتے ہیں آج قتل
پہچانتا ہے تو یہہ گنہگار کون ہے

دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جاں ہے
ہم بھی یہہ سمجھتے ہیں کہ جی ہے تو جہاں ہے

ہر ایک سے دکہہ درد کا اب کرو بیاں ہے
مجکو بھی ہو رخصت مرے بھی منہ میں زباں ہے

آتش عشق کے ہیں تو ہی سزاوار کہ تیراک
دل ڈھونڈے ترے نام کا جو پائے نشاں ہے

جو ہندہ ہر چیز ہے یا بندہ جہاں میں
جز عمر گذشتہ کہ وہ ڈھونڈہو سو کہاں ہے

پیری جو تو جاتے تو جوانی یہہ کہنا
خوش رہیو میری جان تو جیدھر ہے جہاں ہے

پہنچا نہ کوئی مرغ کبھو اپنے چمن تک
جز طایر حسرت کہ وہ یہاں بال فشاں ہے

تجھسے تو کسیطرح مرا کچھ نہیں چلتا
جز خون کہ آنکھوں سے شب و روز رواں ہے

ساقی تو نظر کیجیو تک صحن چمن کو
اس سیر کے جلوے کا بہلا کوئی حیراں ہے

سودا کا ترے وحشت میں قفلا ہے یہی حال
جیدہر وہ کہڑا ہووے تو جوں سنگ نشان ہے

استقدر سادہ و پرکار کہیں دیکھا ہے
بے نمود اتنا نمودار کہیں دیکھا ہے

خواہ کعبے میں تجھے خواہ ہیں بتخانے میں
اتنا سمجھوں ہوں ترے یار کہیں دیکھا ہے

دیکھہ دوسند اور بہی ہیں لیک کسیکے کوئی
دل سا بہی در پئے آزار کہیں دیکھا ہے

نظر آتی ہے نہیں شکل رہائی مجھہ سا
ساعت بد کا گرفتار کہیں دیکھا ہے

پہرے ہے کوچہ و بازار میں تو کیوں سودا
جنس دل کا بہی خریدار کہیں دیکھا ہے

مری آنکھوں میں بستا ہی مجھے تو کیوں رلاتا ہے
سمجھکر دیکھہ تو اپنا کوئی بہی گہر ڈباتا ہے

عیاں ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے
کہ جب کہولے ہے تو اُسکو تو وہ لپٹا جاتا ہے

میسر ہو اگر محراب تری تیغ کے خم کی
طرف کعبے کے سجدہ پہر تو کس کافر کو بہاتا ہے

شب مہتاب میں جاری ہیں نین سودا کے دیکہا کر
تجہے گر چاندنی میں سیر دریا کا خوش آتا ہے

ارض و سما شفق نے لہو میں بہر دیا ہے
یا دل کسی نے جاکر خالی کہیں کیا ہے

سینہ اب اپنے دلبر کرنے لگا یہہ تنگی
ازبسکہ زخم اسکا پہاٹا ہی اور سیا ہے

جوں گل سے مجہہ سے احسان کیا ساقی ازل کا
پہرے لہو سے مجکو اک جام بہر دیا ہے

کشتے کہوں بتانکے میں ڈہنگ دلدہی کا
ان کافروں نے میرا دل لیکے جی لیا ہے

دل پر کبہو ہمارے تجہکو نہ رحم آیا
آئینے کو جو حیران دیکہا تو رو دیا ہے

یارو فلک جو مجکو احسان کشش کرے ہے
اس سفلے نے کبہو تو اپنا وہ دیا ہے

اسکی بڑی ہی غنایت اک دل ہے یہہ کہ جسکو
جوں غنچہ سو جگہہ سے ہونٹوں میں کیا ہے

سودا سے یہہ کہا مین کچھہ ذکر کر کسیکا
خاموشی نے تو تیری عالم کا جی لیا ہے

بولا بیان سنکر کسکی خوشی ہو تجکو
اس غمکدے مین آکر دل کسنے خوش کیا ہے

یاران حال کا تو ہے ذکر نوحہ آسا
مذکور رفتگان کا سنیئے تو مرثیا ہے

قاصد کو اپنے ظالم جو کچھہ کہ دون بجا ہے
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہہ خون بہا ہے

انعام نامہ بر وہان ہے فرجۂ شہادت
تیری گلی ستمگر صحرائے کربلا ہے

نامے کا غور سیتی تک میرے جواب لکھیا
ان ظاہر یکا باطن مین مدعا ہے

تیری سمجھہ کے آگے ناقص نہین عبارت
کو ہم سے حرف مطلب لکھنے مین رہگیا ہے

احوال کی ہمارے تجکو تو کیا خبر ہے
گذرے ہی جیکے جا پر سو ہی یہہ جانتا ہے

انکھون کے گرد میرے مژگان کی ہی یہ صورت
جیسے کنار دریا خس بہ کے آرہا ہے

القصہ کیا کہون مین گلشن مین زندگی کے
تجھہ بن نہال سودا یا تون ہی آلگا ہے

نسیم ہے ترے کوچے مین اور صبا بھی ہے
ہماری خاک سے تک دیکھو کچھہ ہوا بھی ہے

ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
ہر ایک بات کی آخر کچھہ انتہا بھی ہے

جلے ہے شمع سے پروانہ اور مین تجھسے
کہین بھی مہر ہے جگمین کہین وفا بھی ہے

خیال اپنے مین گو ہون ترانہ سنجان مست
کر اپنے گو دلون کے کبھی سنتا بھی ہے

زبان شکوہ سودا اب زمانہ مین ہیہات
کوئی کسی سے بہمدگر آشنا بھی ہے

ستم روا ہے اسیرون پہ اسقدر صیاد
چمن چمن کہین بلبل کی اب نوا بھی ہے

سمجھہ کے رکھیو قدم دشت خار پر مجنون
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے

لیلا جو شکستہ دل منظور ہی تو یہہ ہے — ثابت جو ہی تو یہہ ہی اور جو ہے تو یہہ ہے

اس چشم خون چکان کا احوال کیا کہون مین — گر زخم ہی تو یہہ ہے ناسور ہے تو یہہ ہے

کچھہ بس نہین ہے تجھسے حیرت زدے حیرت ہو رہنا — قدرت جو ہی تو یہہ ہے مقدور ہے تو یہہ ہے

گر دست ہے آسمان کی نزدیک ہی سبھی کچھہ — جسسے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہہ ہے

عارض ترا نہ تنہا پروانے کا دل و جان — ایمان شمع کا بھی گر نور ہے تو یہہ ہے

ادنیٰ قبول کرنا یا تو نکو ہوستان کی — گر فہم عاقلان سے کچھہ دور ہے تو یہہ ہے

دیکھا نہ اے دیوانے سودا کا حال تونے — مہر و وفا کا انکے دستور ہی تو یہہ ہے

عالم کی آب بان کا دکھہ کیا کہون مین یارو — گر نیش ہے تو یہہ ہے زنبور ہے تو یہہ ہے

حسد نے اُس گلی مین دیکھا ہی مجکو تب سے — کچھہ ذکر ہی تو یہہ ہے مذکور ہی تو یہہ ہے

ہر آن اُسے کہنا سودا سے تو نہ ملیو
بد وضعون مین جہان کے مشہور ہے تو یہہ ہی

چہرہ مریض لب کا ترے زرد سو ہے — عیسے کنے دوا نہی درد سو ہے

گذرا کسیکی خاک سی ظالم تو بیخبر — دامن کے ساتھہ ساتھہ ترے گرد سو ہے

شوخی چھپے نہ حسن کی سرگرکہ رد مہر — افلاک کے بہی پردہ مین پردہ سو ہے

ہر دم جو مجھسے پوچھے ہی تو کیا ہی دکھہ تجھے — کہنے کا تجھسے فایدہ جو درد سو ہے

آنکھیں کسو طرح سے ہمین دیکھہ کر فلک — نظرون مین اپنی خانۂ پر درد سو ہے

تیغ و سپر بندھا کے سپاہی رقیب کو — کتنا ہی تم بناؤ وہ نامرد ہی سو ہے

سودا گلی مین یار کے گو بولتا ہے گرم
پر ہر سخن کے ساتھہ دم سرد سو ہے

اس حال کے نبہنے کا کچھہ اسلوب نہین ہے — یہہ کج روشی تمسے فلک خوب نہین ہے

ہرگز میں نہ تجھے چھوڑ کے یوسف کو نہ دیکھوں
اس چشم کو بخشی یعقوب نہیں ہے

گو سیل خرابی نے کیا گھر کو مرے صاف
صد شکر کہ اب زحمت جاروب نہیں ہے

مخلص ... حیا ندہ

الفت میں ہماری بھی اثر چاہئے سودا
ہر چند وفا شیوۂ محبوب نہیں ہے

دل اس سینے میں ہے یا قطرۂ سیماب ہے کیا ہے
قفس میں مرغ ہے یا ماہی بے آب ہے کیا ہے

جھلک جس شوخ میں ذرہ نہو نور محبت کی
اگر خورشید ہی کیا ہے وگر مہتاب ہے کیا ہے

نہیں ساقی کہ شیشے میں نہیں میں جانتا تجھ بن
مے گلگوں ہے یا دل کا مرے خوناب ہے کیا ہے

شنا کرتے ہیں یاں ابرو نے دنیا میں
خدا جانے خزف ہے یا دُر نایاب ہے کیا ہے

پڑی جب کشتی دل عشق کے دریا میں خطرہ کیا
اگر گرداب ہے کیا ہے وگر غرقاب ہے کیا ہے

نظر میں انکی وہ جو دست داران مطلب ہیں
کوئی خان ہے اگر تو کیا وگر نواب ہے کیا ہے

سُنے ہی شعر جب میرے تو چیں ابرو ہو کھنچتا ہے
کیا ہیں فرض وہ شعر و سخن کا باب ہے کیا ہے

تجھے آزردہ دل اس بزم میں پاتا ہوں اے سودا
نہیں معلوم تجھسے کاوش احباب ہے کیا ہے

کچھ تازہ تعلق نہیں اس دل کو الم سے
تھا طفلی میں گہوارہ مرا دامن غم سے

مشرب ہی مجھے زہر غم ہجر کہ میری
گھٹی جو بنی روز تولد سو وہ سم سے

باس آتی ہے گلزار محبت سے لہو کی
زخمی ہے یہ کسکی رگ جان خار ستم سے

بازار محبت میں نبوت کا بہا کیا
اک زن نے لیا مول نبی چند درم سے

محراب حرم سے ہمیں کیا کام ہے زاہد
عاشق کے ہے سجدہ کی رگڑ تیغ کے خم سے

ثابت ہو مرا حق وفا روز قیامت
گر آنکھ لڑا دے نہ تو محشر کے حکم سے

سمت یہ فلک کی نہ کبھو چشم ستمگر کی
جا پائی نہ تجھ سینے ہی دم اور قدم سے

یہہ رنگ ہین تصویر نے تیرے ہی نزاکت / جلوہ نگوئی دیکہہ سکا دیدۂ نم سے

خجلت نے کیا آب صدف کے تئین سودا
دُرریزی یہہ کچہہ یار ہوئی تیری قلم سے

پتھنے کو دور کر مرے سینے کے داغ سے / سوز شب فراق کو دیکہہ اب چراغ سے

آغاز خط کا دیکہہ کے رخسار پر ترے / شرمندہ ہو بہار چلی روئے باغ سے

بے بادہ یہہ دہن لب سخن آشنا نہ ہو / جون غنچہ لب کہلے ہین تمہارے ایاغ سے

گذرا ہی تو چمن سے کہ بلبل کی اب نگاہ / آتی ہے رو سے گل کی طرف نکس داغ سے

سودا اُسے دہ جانئے نہ از تخت سلطنت
اک کنج عافیت مین جو تہا فراغ سے

جب نظر اسکی آن پڑتی ہے / زندگی تب دہیان پڑتی ہے

جہیل لیتے ہین عاشق اسے فرہاد / جبکے سر جیسی آن پڑتی ہے

ہے جفا سی غرض اُسے اتنی / کہ وفا امتحان پڑتی ہے

نظر ان مہوشان کی ہے ظالم / کیا غضب آن بان پڑتی ہے

قد زاہد نظر مین جہلے بعد / اثر ایسی کچہہ کمان پڑتی ہے

بات اب دل کے درد کی یارو / گفت و گو مین نہ ان پڑتی ہے

ایک کے منہہ سے جب گہڑی نکلی / پہر تو سو کی زبان پڑتی ہے

لیکن اتنا کوئی کہے مجہسے / کبہو اسکے بہی کان پڑتی ہے

بے ثباتی زمانہ کی ناچار / کرنی مجکو بیان پڑتی ہے

گرم جوشی دوستان تنظر / آتش کاروان پڑتی ہے

دل نے تو چاہا یہہ مین عشق کی راہ / کس طرف مہربان پڑتی ہے

کہا اُن نے کہ لے ہندوستان | سے سوے اصفہان پڑتی ہے
یہہ دورا ہہ جو کفر و دین کا ہے | دونون کے درمیان پڑتی ہے
منزلت شعر کی ترے سودا | یون بوہم و گمان پڑتی ہے

نہین عیسے نو پر سخن سے ترے
تن بے جان مین جان پڑتی ہے

گھڑی گھڑیال کی سن سنکے میرا جی دہلتا ہے | چلی آتی ہے وہ جی رات جون جون ڈھلتا ہے
نہین معلوم اس سینے مین کیا جون شمع جلتا ہے | دہوان نوک زبان سے بات کر نہین نکلتا ہے
ادا تو لے گئی دلکو پر اُسکا ناز آ محرم | بغیر از جی لئے کافر مری چہاتی پہ تلتا ہے
برنگ شیر اشک آنکھون سے میری جی شمار ہے | زبس ہر استخوان اب آتش غم سے پگھلتا ہے
اثر نے آہ مین ہر چند سنے تاثیر نالے مین | پر اتنا ہی کہ ان دونون سے میرا جی بہلتا ہے
مرا وعدے کی شب تا صبح اندوہ مذبذب مین | پڑا اک اک وجب سینے کے اندر دل اچھلتا ہے
مجھے تشنیع کیون کرتا ہے ناصح یہہ جو آنکھین ہین | بس ان خانہ خرابون سے کسو کا بس بھی چلتا ہے
خیال پنجۂ مژگان مین یہہ احوال ہے دلکا | کہ جیسے صید کو شاہین کا چنگل مسلتا ہے

خبر لے جلد سودا کی وگرنہ مین یہہ دیکھون ہون
سرہانے اُسکے بیٹھا ہاتھ سے تو ہاتھ ملتا ہے

مرے خون ناحق کی دے گی گواہی | شہادت کو بس ہے مری بیگناہی
کہا مین کہ لازم ہے کیا قتل میرا | لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی

کسی کا درد دل پیارے تمہارا ناز کیا سمجھے | جو گذرے صید کے جی پر اسے شہباز کیا سمجھے
رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے | پھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے

نہ پہنچے داد کو ہرگز ترے تو جیکا فریادی
کسو کی شور محشر مین کوئی آواز کیا سمجھے

نہ پوچھو مجھسے میرا حال تک دنیا مین جینے دو
خدا جانے مین کیا بولون کوئی غماز کیا سمجھے

کہا چاہون تھا کچھہ تجھسے مین لیکن ڈر گیا ہی
کہ میری بات کے ڈہب کو تو اے طناز کیا سمجھے

جو گذری رات میری پر کسی معلوم ہے تجھہ تن
دل پروانہ کا جز شمع کوئی راز کیا سمجھے

نہ پڑہیو یہہ غزل سودا تو ہرگز میر کے آگے
وہ ان طرزون سے کیا واقف وہ یہہ انداز کیا سمجھے

نہین ممکن اسیرونکی کوئی فریاد کو پہنچے
صبا یہہ مشت پر اس دام سے صیاد کو پہنچے

عبث نالان ہے اس گلشن مین تو اے بلبل نادان
نہین یہہ رسم یہان کوئی کسیکی داد کو پہنچے

مین پہر کر سب طرف سے دیکھ ہو نیاب در دلکے
نہ دیکھی کوئی بستی اس خراب آباد کو پہنچے

سود جون شمع نہین گرمی بازار مجھے
ہون مین وہ جنس کہ آتش ہے خریدار مجھے

ہے قسم تجھکو فلک سے تو جہان تک جاوے
جلوۂ حسن سے ہے حسرت دیدار مجھے

ہمکو معلوم ہے یاروحین قدرت مین
عمر گذری کہ ہے گردش سے سروکار مجھے

سیر مین حیران ہون کہ جون سایۂ مرغان ہوا
ایکدم بہی نکیا پہرنے یہ مختار مجھے

ہو نہ بس داغ والم درد چلا میرے ساتہہ
ہجر تیرے نے کیا قافلہ سالار مجھے

منت پر حیت نہ ترے ہاتہہ کچھہ آیا صیاد
مفت رسوا ہوا تو کر کے گرفتار مجھے

تخم گل ریز محبت چمن عشق مین تھا
عوض آب دے گیا آتش گلزار مجھے

نہ پہرا ملک عدم سے کوئی یار اے سودا
جانا اب اسکی خبر لینے کو ناچار مجھے

جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے
یہہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

اس دل کی اسیری سے نہین تجھکو نہین خلاص
اک نالۂ جانکاہ حسن آرا دلبر سے

نہ تاب لا سکے خورشید عشق کی تب کی
نہ طاقت اب کسی مشعل کو ہی مری شب کی

کسو نے حال سے میرے کبھی نہ تجھسے بات
اگر کبھی بھی کسو نے تو اپنے مطلب کی

کیا نہ سیر سے میرے تا ہنوز شور جنون
بہار خط کی ترے ہوگئی خزان کب کی

نشان کفر سے میرے نہین علامت دین
پر اس سخن کے علی الرغم رہی سب کی

نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی

نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھسے
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے

آہ و زاری سے مرے شب نہین سوتا کوئی
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہی نالان مجھسے

خار ہون خشک دے آتش سوزان سخت
بوجھ کر سر قدم کھینچے ہے دامان مجھسے

اسکی جو سے نہین محرم انہین وسے کام
کیا کیا چاہئے ہین دیدۂ گریان مجھسے

نہ غرور و نہ بینت نہ بصورت نہ شکل
لگیا کیونکے مین حیران ہون دل و جان مجھسے

گل پھینکے ہی عالم کیطرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ برانداز چمن کچھہ تو ادھر بھی

کیا ضد ہی خدا جانی مجھہ ساتھہ وگرنہ
کافی ہی تسلی کو مری ایک نظر بھی

اے ابر قسم ہے تجھے رونیکی ہمارے
تجھہ چشم سے ٹپکا ہی کبھو لخت جگر بھی

ای نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ ترے
پایا نہ تنک دیکھنے مین بردے اثر بھی

کس ہستیٔ موہوم پہ نازان ہے تو ای یار
کچھہ اپنی شب و روز کی ہے تجھکو خبر بھی

تنہا ترے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
آئی ہے سحر ہونیکو ٹک تو کہین مر بھی

دل کسی سے کہ جب پلٹتا ہے — وین دو دنیا سے جی اچٹتا ہے
طرۂ زلف شکل چنگل باز — مرغ دل پر مرے جھپٹتا ہے
مژۂ برگشتۂ بتان کا حسن — صف آرام دل الٹتا ہے
گل سے عاشق ترا قسم مت کہا — یون گریبان کسی کا پھٹتا ہے
غنچہ سمٹے تو سمٹے ممکن ہے — دل جو بکھرے تو کب سمٹتا ہے
نہین شرم اتنی کم زبد نامی — اسقدر مجھسے کیون کھٹکتا ہے
کیا کہون اس صفا سے عارض کو — وہان نگہ کا قدم رپٹتا ہے
عشق سے تو نہین ہون مین واقف — دل کو شعلہ سا کچھ لپٹتا ہے
خط کے آنے سے غم نکہا یار — لکہا قسمت کا کوئی مٹتا ہے
حسن خط روز و شب سے روشن ہے — ایک بڑھتا ہے ایک گھٹتا ہے
ناصحو دل دیا ہے مین اپنا — کچھ تمہارا بھی اس مین بٹتا ہے
رات دن آ کے تم مین سے ہر اک — کیون مجھے بھوت سا چمٹتا ہے
صف مژگان کے یہہ سخن سر اک — وصف برگشتگی مین رٹتا ہے

ملک دل قتل کر کے سودا کا
لشکر حسن یون پلٹتا ہے

جان تو حاضر ہے اگر چاہئے — دل تجھے دینے کو جگر چاہئے
گھر سے نکلتے ہی تجھے سر کھچے — قتل کو اک پیش نظر چاہئے
عشق سے ڈر تو وہ خاشاک کو — آگ کے شعلے سے حذر چاہئے

نہ مجھسے کہہ کہ چمن میں بہار آئی ہے
یہہ مرغ کشتی کب قابل رہائی ہے

نہ چھوڑ پنجۂ مژگان تو دست طفل سرشک
ابھی زمین پہ گرنے سی تو رائی کائی ہے

اثر کیا ترے دل میں مجھ اشک نے تو کیا
ڈبا کے خلق کو کشتی مری ترائی ہے

ترے نکالے سے تو گھر سے کون جاتا ہے
وہی تو جائیگا پیارے کہ جسکی آئی ہے

غرور تقوی سے کتنے تھی شیخ جی سرکش (مغرور)
پر اب عمامے نے گردن تنک جھکائی ہے

کرین میں در پہ ترے شیخ دیر میں سجدہ
بتونکی حسن دادا تیرے گھر خدائی ہے

جہان سے کیندین دل سخت کا رہی فرہاد (اور کہاں رہتا ہے)
وگرنہ کوہ کنی زور آزمائی ہے

تن گداز میں دل کیوں کے تین رکہا سودا
یہہ آگ پانی میں کس سحر سے چھپائی ہے

انہی کو یہہ طاقت ہی کہ اُسے لبر آوے
وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پر آوے

رشیشہ نہ کبھی راز مرے دلکا تو اجام
سرگوشی سے اُسکے نہ تری چشم بھر آوے

کیا ہو جو نفس تک مرے اب صحن چمن میں
دو برگ لیے گل سے نسیم سحر آوے

سب کام نکلتے ہیں فلک تجھسے نہ لیکن
میرے دل ناشاد کی امید بر آوے

جب ہو تکئے ناقوس صنم خانہ دل شیخ
کعبے کا ترے وصد میں دیوار در آوے

نامے کا جواب آنا تو معلوم ہے اُسکا لیکن
قاصد کے بد و نیک کی مجھتک خبر آوے

میں بھی ہوں ضعیف اسقدر اے مور کہ وہ آ
گذرے مرے سر سے جو تری تا کمر آوے

دیتا ہی کوئی مرغ دل اُس شوخ کو سودا
کیا قہر کیا تو نے غضب سے نظر آوے

اب بے تو گیا ہے پرے دیکھیو نادان
پل میں نہ اُڑاتا وہ اگر بال و پر آوے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے

قاتل ہمارے نعش کو تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے

اتنا لکھیو مرے لوح مزار پر
یہان تک نہ دیجیات کو کوئی خفا کرے

بلبل کو خون گل مین تماشا کرون مجھے
نالے کی گر حسین ہی تو رخصت دیا کرے

فکر معاش وعشق بتان یاد رفتگان
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے

عالم کے بیچ پھر نرہے رسم عاشقی
گر نیم لب کوئی ترے شکوے سے وا کرے

گر ہو شراب وخلوت ومحبوب خوبرو
زاہد تجھے قسم کہ تو ہو تو کیا کرے

تعلیم گریہ دون اگر ابر بہار کو
جز لخت دل صدف مین نگوہر بندھا کرے

تنہا نہ روز ہجر ہے سودا یہ ہے ستم
پروانہ سان وصال کی ہر شب جلا کرے

ساق سیمین کو تری دیکھ کے گوری گوری
شرم سی شمع ہوئی جاتی ہی تھوڑی تھوڑی

نیشکر نے کہین تجھ لب سے کیا تھا دعوے
آج تک اسکی جدا ہوتی ہی پوری پوری

آگیا رات مین جون دزد حنا تیری ہاتھ
ورنہ جا پاؤن کو لگا ہی تھا چوری چوری

ابر چھایا ہے سیہ مست مجھے آ ساقی
دے تو بھر بھر کے تو اب پیالیاں گوری گوری

تجھ بن تیغ تلے کہہ تو ستم سے کہ ہر دم ہر دے
بیزاری یہہ جبین سے ہو سرکار دہر مردے

ہر دن تو مجھے اپنے کو چے سی نکالے ہے
جاؤن ہون بھلا اب مین لا دل میرا ادہر دے

معشوق کی الفت ہی بندہ کرے عاشق کو
کس گل نے خریدا ہی بلبل کے تئین زر دے

کب شمع مجالس کی فانوس مین چھپتی ہے
جو حسن ہو بازاری منت اسکو بہا بر دے

دل پہ کے مین اک عالم کہتا ہی خدا کہکے
اے عشق انے آتش دے ہی تو مجھکو دے

پانی بہی نہ مانگ اُسی جو سے تنک تا یہ
گاہے کتنی گل نے شبنم کبھو بہر دے

بین واد دستد اے دل دیکھی نہ زمانے کی
خاتم نے سلیمان سے چہوٹی نگینین پر دے

سودا ہے کہا مین نے گل سیر گلستان مین
یہ وقت خوشی ہی فاتحہ غم سے فرو دے

سنتے ہی غرض اُسکے یہ شعر پڑہا اُٹہنے
جس شعر کا ہر مصرع آ دل پہ درد دے

کہلے تو لگا ہے دل جون غنچہ ہمارا بہی
لیکن نہ صبا تجہسے کا ہے مرہم سرو دے

جسدم وہ صنم سوار ہووے
تا صید حرم شکار ہووے

جو اُٹہہ نہ سکے تیری گلی سے
رہنے دے کہ تا غبار ہووے

محکم تو رواق بن سکے ہے
گو عمر کہ پایدار ہووے

وہ قصر تو جا بنا بہشتین مین
جس مین گل و گلعذار ہووے

وسعت مرے سینے بیچ اور ہے
تک دے کہ شگفتہ وار ہووے

سوزن کی نہ جیب بیچ منت
یون پہٹیو کہ تار تار ہووے

شبنم سی بہرے ہی ساغر گل
گردون تو خراب و خوار ہووے

پانی نہین دے تو اُسکو ظالم
جو زخمی بے شمار ہووے

ناصح تو قسم لے ہمسے دل پر
اپنا کبہو اختیار ہووے

کتنے زخمون مین زخم ہے کہ جبتک
چہاتی کے نہ وار پار ہووے

کہینچی ہے بہنوون نے تیغ مکہہ پر
سودا اُسے کہو نثار ہووے

برہمن بتکدے کے شیخ بیت الله کے صدقے
گئے ہم جسکو ہو وادہ دل آگاہ کے صدقے

جناوین جسمگہہ ہم قدر اپنی ناتوانی کی
اگر کہسار وان ہووے تو جاوے کاہ کے صدقے

ہوئے تکلیف جلنے کی کسو کے دلکو میری بر / اثر سے دود رہتی ہے مین اپنی آہ کے صدقے

عجائب شغل مین تھی رات تم اے شمع رحمت کے / مینا اس کی تپش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے

نہین ہے وجہہ کوچے سے ترے اٹھنا بگولے کا / ہماری خاک بہی جاتی ہے تیری راہ کے صدقے

کبہو وہ شب بہی آوے پروانہ حق باہم کہاوینگا / تو جل جل شمع پر جاوے مین ہون اُسکے ماہ کے صدقے

دکھاتی ہے تجھے کس کس طرح سودا کی نظروں مین
جو ہو انصاف تو جاوے تو اُسکی چاہ کے صدقے

ترے داسوخت سے خالی نہین پایا کوئی / شمع بہی جسکے مری اپنا ہی رونا رونی

تابمقدور کسی سے نہ مروت سے پیش آ / سنگ ہی آئینہ دل کے لیے بیروئی

حرکت جو ہی بتانکی سو اسے الفت دل / تجہے ہی ناز حقیقت مین ہے وہ بدخوئی

بانی محسودیہ رو رو کے نکر دل حاسد / لکھی قسمت کی کسو کی نہ کسو نے دہوئی

فخر ملبوس پہ اپنے تو نکر اے منعم / پشم دونون تری شال ہماری لوئی

عمر ناصح نے نصیحت مین گنوائی اپنی / پر مرے دل سے بتان کی نہ محبت کہوئی

شیخ کعبے مین خدا کو تو عبث ڈھونڈے ہی / طالب اُسکا ہے تو ہر ایک کی کر دلجوئی

کچہہ بجز داغ نہ حاصل ہوا اُسکو سودا
تخم ہے دل کے زمین عشق کی جسنے بوئی

عارض پہ حسن خط سے دیک کیا ہی نور کی / یہہ دود لڑ رہا ہے تجلّی سے طور کی

طوفان طرازئی مژہ عاشقان سو جہہ / کچہہ آبرو رہی ہے نہ چشم تنور کی

یا ہیں اب ہمارے نکہت گل کو نہ لا نسیم / دل سے ہوس چمن کی اسیرون نے دور کی

مین نخوت بتان کو دلا تجہسے کیا کہون / فرعون کہا ہی تہا فقط اُنکے غرور کی

تیری گلی سے نیچ جو خواب عدم مین ہین / اُنکو جلاوین نشہ سے آواز صور کی

معمار نے ازل کے فراموش کر مگر
عالم بنائی خانہ دل میں سرور کی

محرم فقط تسلی کے دینے سے کیا حصول
گر فکر ہو سکے تو دل ناصبور کی

تو بہ چمن میں بادہ سے گننے کی اے صبا
غنچے کی تہ میں ہر ایک صراحی جو حور کی

کم مت سمجھیو شاہ گدائے ضعیف کو
وہاں قدر ایک سی ہے سلیمان و مور کی

سردی کو نزد شیخ زمستان میں خلل کیا
گرمی ہے ایک آتش میں وہاں سو تنور کی

سودا کو عاشقی سے رکھا چاہتا ہے باز
ناصح نصیحت اپنی سے خوبی شعور کی

یہاں صورت و بشر سے محبت کون خالی ہے
ہر راہ محبت کی دونوں سے نرالی ہے

اک رنگ کے جلوے نے کھینچا ہے مرے دل کو
صورت تو نہ میں سمجھا گوری ہے نہ کالی ہے

جلوہ تو خدائی کا دیکھا ہے بتوں ہی میں
سمجھوتی کو پھر آگے اکبات بنالی ہے

خوبوں کے نیتن رتبہ کیا حسن نے بخت سے
گالی بھی جو وہ دیویں تو شعر جمالی ہے

دلکو تو کیا مگر سے اس زلف کے تو نے
خیگل سے بلا کے میں اک جان بچالی ہے

عالم میں ترے منہہ کو سب بدر سا کہتے ہیں
یہہ بھی ہے عجب بھلا کہہ کیا وہ قوالی ہے

تقلید ہماری سے نام اسکا رقیب اب ہے
اور اد زبان مت کر یہہ اسم جلالی ہے

جب پیر مغان سے میں جا دختر رز مانگی
بولا کہ سعادت یہ پردہ ابھی بالی ہے

مگر وہ دیدکو آیا تہا باغ میں گل کے
کہ بو کچھ اور ہی پائی دماغ میں گل کے

عدو بھی ہو سبب زندگی جو حق چاہے
نسیم صبح ہی روغن چراغ میں گل کے

چمن کھلے میں ہنیچ بادہ لیکے اے ساقی
گرفتہ دل مجھے مت کر فراغ میں گل کے

ہنسے ہے جا یہ ترنم بوستاں کہ ہنسن
سوائے خون جگر ہے ایاغ میں گل کے

علی کا نقش قدم ڈہونڈہتا ہے تون جو سودا
پہرے ہے باد سحر جون سراغ مین گل کے

مجرم ہون مین تو کہہ دو مکافات کے لیے
منہہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کے لیے

وہ رات وصل دوست کی یارب ہو نصیب
پہر عمر بیٹہے روئے حسب برات کے لیے

نسیم اگر قدم دوستی بجا لاوے
یہہ منت پری قفس سے چمن کو لیجاوے

جفا و مہر جو خاطر مین اب تری آوے
وہی ہے حق مین مرے خوب جو تجہے بہاوے

سمجہہ کے کیجیو پیارے گلے مین اب ہے حرام
مبادا ہاتہون تلے دل کسیکا آجاوے

طریق عجز مین مجہہ سا بہہ جو مقابل ہو
سوائے خاک نہ مجہسے کوئی بسر آوے

درخت خشک ہون اس باغ مین خدا نکرے
کہ باغبان مرے احوال سے خبر پاوے

ابہی بزم تہان ہے وہ شمع تل جاوے
ڈرون ہون مین کہ کسیکا نہ دل بگہل جاوے

مخاطب اس لب جان بخش سے جو اک دم ہو
عجب نہین کہ مسیحا کا جی نکل جاوے

مغان مین کیا کہون زاہد کی کیفیت
کہ جسکو دختر رز دیکہہ کر اوچہل جاوے

کچہہ اندنون تری نظرون سے گر چلا ہے دل
جو دستگیری مژگان ہو تو سنبہل جاوے

پتنگو شمع سے کون اسکے دیکے تشبیہہ
مجال کیا ہے کسیکی زبان جل جاوے

دماغ خلوت آئینہ ہو تو یہہ جا ہے
کہ اپنا عکس بہی اس گہر مین نکل جاوے

گرہ تو عشق کی سودا کے سر سے کہلتی ہے
قدم یہ زلف کے دلکو جو دیتے بل جاوے

دل مین بسنے کی ترے مجہکو منت اپنے شادی کا
چشم بد دور سلامت رہے یہہ آبادی

اے گل اندام ترے ہاتھ سے ہین نالان | کون بلبل ہے چمن مین کہ نہین فریادی
تو حیثیت عشق مین ہم تب سے ہین گردن زدنی | تیغ ابروے بتان بیچ نہتی جلادی
ہو گئے صاحب جوہر ترا اہنہ دیکہہ فقیر | ہے نمدپوش سدا آئینۂ فولادی
خون بجا بن مین سودا کے رہیگا کب تک | تجہسے رخصت ہے مری آہوسر ازادی
بال و پر توڑکے سونپی ہے قفس کو صیاد | تیر مژگان نہ رگ جان پہ کرین فصادی
ایک دن دشت مین جاکر مین کہا سودا سے | چہوڑ بستی کو تجہے کیونکہ خوش آئی وادی
یہہ کہا ہنس کے کس امید پہ بستی تیئین | غم نے کہتے دلکا مرے ہو گئے دلکو شادی

ہے وہ بنیاد خرابی کی جہان مین اے دوست
سمجہے ہین اہل جہان جسکے تئین آبادی

بہر نظر تجہکو نہ دیکہا کبہو ڈرتے ڈرتے | حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے
کہنچے کیا ہو میان تیغ کہ یہان رشتۂ عمر | صرف سینے کا ہوا تانکے ہی بہرتے بہرتے
ہم گذشت عدم سے جو کوئی پہنچا ہے | سخت ایس راہ کی طے منزلین کرتے کرتے
ل جوانی سے نیایا کبہو جون طفل سرشک | لگ گئے خاک مین میان پاؤن کے دہرتے دہرتے

کیا ہمین فایدہ انکہون سے بقول سودا
بہر نظر تجہکو نہ دیکہا کبہو ڈرتے ڈرتے

اے لالچی تو رکیا غیر دن کا مت ہو وے | جو کچہہ تو چاہے اک شب مجہہ ساتہہ آکے سووے
کہنچن سے تجہہ نین کو تشبیہہ کیونکر دیجے | وہ تو حیا کرے ہی اسکی سدا مموسے
ہے مری آنکہیں ان مین تیر نگہہ ترازو | کتنے رقیب کو کہہ بیتمسر کو نہ تو سے
نشہ مہک کا نا کچہ ہوتا ہے اشکوں سے بس | کہا انکو جا رہا ہے کشتہ تو ان کے تو سے

انصاف کچھ بہی یارو ہی عشق کے نگر مین | دل غم سے اب ہووے اور چشم ہولی رووے
دہقان پسر وہ ہمسے یون صلح کب کری ہے | بو نتون کے کہیت اور جبتک جنگ ہووے
وہ تو یہی کا ہمکو ہرگز لکہے نہ نامہ | گذری مین جا کبوتر بیتا ہی مول گو ہووے
گل یار سے کہا مین سنتا ہی آج سودا | بکتا ہی اک نگہ پر اسکے تئین تو جو ہووے
کہنے لگا کہ نادان یہہ حیف ہی کہ کوئی | اسپند کر نگو بہی آتش سے سیاہ کو ہووے
ہوشاد اس غزل سی روح آبرو کی سودا | تو اس زمین مین نادان طور اپنا کیون تو ہووے
جون غنچہ تو چمن مین بند قبا کو کہووے | پہر گل سے آ بیاری بلبل کہو جو ہووے
آوے گا وہ چمن مین ترسے ہی سیکڑی کو | شبنم سے کہدے بلبل پانی گلو کے دہووے
باغ جہان مین اگر کچھ ہمنے بہل تیا یا | یک دل ملا کہ جسمین من سیکڑون بہووے
ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتے ہو تو سدا رو | اس دل یہ کل جو ہوئی سو آج بہی وہ ہووے
کم بولنا ادا ہی ہر چند پر نہ اتنا | مُند جائے چشم عاشق تو بہی نہ لب کو کہووے
چشم پر آب ہون مین جون آبنہ حبابی | رگ رگ کے بیچ گتنے ہین چہانی مین سے بہووے

کون ایسا اب کہے ہے سودا اگلیمن اسکے
آ تجہکو لے چلین ہم دل کہول کر تو رووے

٭ مطلعات ٭

جب تک ہے جہان مین گل و گلزار سلامت | یارب وہ رہی گوشۂ دستار سلامت
میکشان روح ہماری بہی کبہو شاد کرو | تو پیتے گر بزم مین شیشہ تو ہمین یاد کرو

اس دل پہ بجے رحم جفا کار نہین ہے
جس دل سی دل مور لوا ار نہین ہے

مین کہتا ہون دل اپنے کو کہ تنگ و نام سی گذرے
یہہ ہو وے بات گر انہین تو کیا آرام سی گذرے

تبسم دیکھہ تیرا کیون نہ دل بیتاب ہو جاوے
اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

خط مرغ نامہ بر نے تجہ کو نا دیا
مضمون تو نے سن کے نہ اسکا اڑا دیا

یا رب ہی بقدر جبہہ ہو آشنا دہن کسکا
شکل ماہ عید کی ہو وے جو نور انس کا

نہ پوچھ سنگ و گل اسے اسیح صیدا کو یہان
میرے صنم کی پرستش کر آ خدا کو مان

فایدہ کیا خط تجہے لکہہ اگر رو یا نہین ہوئی
نامۂ اعمال دل لکھتا ہون ورد ہوتا ہو نہین

سن کے یہہ کہتا ہی سب کے ناز جا نگاہ کو
کیون مجہے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو

آگے یا قسمت جلا دیا رہا مارے ہمین
اب تو کر انکھون لگا ہی دیکھنے یار ہمین

رباعیات

ایوان عدالت مین تمہارے پاشاہ
نشیننے کا جو وہان طاق سے رہتے ہی ان
کیا ظلم کو ہی دخل عیاذا باللہ
پتھر سے نکلتی ہے صدا بسم اللہ

مومن نہین زنار سی میرے آگاہ
اس شست کا برہمن ہون کہ ہم صوفی و شیخ
اس شستہ کو ہی سبحہ اسلام مین راہ
کہتے ہین جسے دیکھہ کے اللہ اللہ

ہو وائے دنیا تو بہر سو کب تک
آوارہ ازین کوچہ یاں کو کب تک

حاصل ہی اِسے نہ کہ تا دنیا ہو | بالفرض ہوا یون ہی تو پہر تو کب تک

سے فوج سی غمزے کی ہمیشہ بیداد | نت آٹہہ ہی مرا خرمن طاقت برباد

رہتا ہے یہہ حال دل کہ جیسے دہقان | لٹتے ہوئے کہیت سے کرے ہے فریاد

ہی زیر فلک جتنی کہ یہہ موجودات | ہر ایک کی ایک طرح کی ہے اوقات

اے شیخ کیا خوب یہہ ہمنے تحقیق | شیخی و کرامات ہی بن آٹے کی بات

قطعہ در تہنیت سال گرہ نواب شجاع الدولہ بہادر

گنہا ہو وے یہہ اقبال و بخت کا تیرے | الہی تا بدم حشر یہہ گرہ نہ کہلے

رہے فلک پہ درخشندگی مین تا میزان | تو روز سال گرہ اپنی سونے مین تلے

عروج ہو ترے اعدا کا یون تنزل مین | کہ جیسے مہر کی تابش سی کوہ برف گہلے

پہیلی خمس نامہ

اس مضمون سے ہو باہر | باندہین جسکو تا شاعر

آوے جب مبا کہہ اور جیت | موزون ہو تب اُسکی بیت

تمت تمام شد